www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ
المرشد
لاھور

فروری
2002ء

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

اللہ
رسول
محمد

دینی مدارس کے لئے جدید علوم خوش آئند

......مگر سرکاری تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کیوں نہیں؟

صحیح راستہ اس توازن میں ہے جو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے انسان کو دیا: امیر محمد اکرم اعوان

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المرشد لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ر) مطلوب حسین — نشرواشاعت: چودھری غلام سرور

فروری 2002ء (ذیقعد/ذوالحجہ 1422ھ)

جلد نمبر 23 ✱ شمارہ نمبر 7

مدیر —— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر محسن، اعجاز احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن منیجر: راناجاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3

اس شمارے میں

-1	اداریہ دینی مدارس کے لئے جدید علوم خوش آئند.... مگر سرکاری تعلیمی اداروں میں دینی علوم کیوں نہیں	محمد اسلم	3
-2	جہاد اور فساد میں تمیز	امیر محمد اکرم اعوان	4
-3	ذکر کثیر	امیر محمد اکرم اعوان	11
-4	غزوۃ الہند	امیر محمد اکرم اعوان	19
-5	اشرف المخلوقات کی پستی کے اسباب	امیر محمد اکرم اعوان	26
-6	مقصد حیات	امیر محمد اکرم اعوان	37
-7	امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات (اخبارات کی روشنی میں)	تراشے	44
-8	وسیع البنیاد	پروفیسر حافظ عبدالرزاق	48
-9	خدشات سے حقیقت تک	آسیہ اعوان	51
-10	من الظلمت الی النور	حمیرا شیخ	56
-11	ذکر خفی کے متعلق فتویٰ	مظاہر السلام سہارنپور بھارت	58
-12	سورۃ فاتحہ کے حروف کا حیرت انگیز توازن اعداد	اقتباس از کلام خالق کائنات	60
-13	مراسلات	قارئین	64

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	200 روپے	3000 روپے
بھارت ، سری لنکا ، بنگلہ دیش	700 روپے	8000 روپے
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال	750 ریال
برطانیہ - یورپ	30 اسٹرلنگ پاؤنڈ	150 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد، اے - ٹی - ایم - بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org — E.Mail : urwajan@yahoo.com

ہیڈ آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

دینی مدارس کے لئے جدید علوم خوش آئند

....مگر سرکاری تعلیمی اداروں میں دینی علوم کیوں نہیں؟

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے 12 جنوری 2002ء کو قوم سے خطاب کے دوران دینی قومی اور بین الاقوامی معاملات کے حوالے سے حکومتی پالیسیوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں دینی مدارس کے حوالے سے تفصیلی بات کی اور ان مدارس کو جدید علوم سے آراستہ کرنے کے منصوبے پر روشنی ڈالی۔ اس منصوبے کے مطابق دینی مدارس کے لئے جدید علوم پر مشتمل نصاب تیار کیا گیا ہے جس میں ریاضی، سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی شامل ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے مزید کہا کہ دینی مدارس کے فارغ ہونے والے افراد کو معاشرے کا کارآمد شہری بنانے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کی تعلیم بھی دی جائے۔

جنرل پرویز مشرف نے دینی مدارس کو جدید علوم سے آراستہ کرنے کے حوالے سے جن اقدامات کا ذکر کیا ہے بلاشبہ وہ قابل تعریف ہیں اور ان پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے عملدرآمد ہونا چاہئے۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ اور تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان تو عرصہ دراز سے مقتدر حلقوں کی توجہ اس جانب مبذول کروا رہے تھے کہ دینی مدارس کے طلبہ کو بھی جدید ترین دنیاوی علوم کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ بھی معاشرے کے کارآمد شہری بن کر ملک وقوم کی تعمیر وترقی میں بھرپور کردار ادا کرسکیں۔ اس کے ساتھ ہی امیر محمد اکرم اعوان نے سرکاری سکولوں کے نصاب میں دینی تعلیم کو شامل کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا تھا۔ اس حوالے سے انہوں نے ارباب اختیار کی توجہ انتہائی اہم امور کی جانب مبذول کرواتے ہوئے کہا تھا کہ دینی مدارس میں داخلے کے لئے بنیادی شرط میٹرک یا ایف اے رکھی جائے اور سرکاری سکول میں دی جانے والی تعلیم کا معیار ایسا بنایا جائے کہ طلبہ دین اور دنیا دونوں میدانوں میں کمال حاصل کرسکیں اور ساتھ ہی مدارس کی تعلیم کا درجہ دوسری پیشہ وارانہ تعلیم کے برابر کیا جائے تاکہ مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے افراد کو وہی مقام ملے جو ڈاکٹر، انجینئر، وکیل اور ایسے ہی دوسرے افراد کو ملتا ہے۔ فی الحال حکومت نے اس جانب توجہ نہیں دی مگر امید کی جانی چاہئے کہ جلد ہی حکومت سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں دینی تعلیم کو شامل کرنے کا فیصلہ بھی کرے گی تاکہ ان اداروں میں زیر تعلیم طلبہ دنیا کے ساتھ ساتھ دینی معاملات کا سیر حاصل علم بھی حاصل کرسکیں۔

سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں دینی علوم کو شامل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اب تک کے تجربات ومشاہدات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان اداروں سے فارغ التحصیل افراد دین اسلام سے اس حد تک ناواقف ہوتے ہیں کہ عام فہم مذہبی معاملات کو بھی احسن طریقے سے سمجھ نہیں پاتے اور مذہب کے معاملے میں کم علمی کے باعث وہ زندگی کے مختلف معاملات میں تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ لوگ غیر دینی باتوں کو دین سمجھ کر اپنائے رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک تعلیمی اداروں کے ناقص نصاب اور غیر معیاری ذریعہ تعلیم کی وجہ سے یہاں سے زیادہ تر ''کلرک بابو'' ہی بنتے ہیں جو بعد ازاں رائج ظالمانہ اور کرپٹ نظام کا حصہ بن جاتے ہیں اور یوں سرکاری خزانے سے تعلیمی بجٹ کی مد میں کروڑوں روپے خرچ ہونے کے باوجود دین اور وطن کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

دینی مدارس کے حوالے سے حکومت کے حالیہ فیصلوں کی تائید کے ساتھ ساتھ بعض دینی جماعتوں کی طرف سے ردعمل بھی سامنے آیا ہے۔ ان دینی جماعتوں کا کہنا ہے کہ حکومت دینی مدارس پر اپنا کنٹرول قائم کرنا چاہتی ہے اور وہ حکومت کو ایسے فیصلوں پر عملدرآمد نہیں کرنے دیں گی۔ یقیناً ان جماعتوں میں اکثریت انہی لوگوں کی ہے جو دینی جماعتوں اور دینی مدارس کو لمیٹڈ کمپنیوں کی طرز پر چلا رہے ہیں اور دین کے نام پر چندے جمع کر کے عیش وعشرت کی زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ یہ لوگ فرقہ واریت کو ہوا دے کر خود تو ایک طرف ہو جاتے ہیں اور اپنے زیر تعلیم طلبہ کے جذبات کو ابھار کر انہیں ایک دوسرے کا مخالف بنا دیتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دینی جماعتوں اور مدارس کے نام پر آسائش اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گزارنے والے لوگ حکومت کے حالیہ فیصلے سے خوفزدہ دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ اب ان کی عیاشیوں کا خاتمہ قریب نظر آتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جہاد اور فساد میں تمیز

سب سے پہلے غیر مسلم کی بجائے مسلمان کو جہاد اور فساد میں تمیز سیکھنی چاہیے۔ جہاد ہر وہ کام ہوگا جو اللہ کی دوستی کے لئے ہو۔ کیا بے گناہوں کا خون اللہ سے دوستی کا سبب ہے؟ کسی کے گھر جلا دینا اللہ کی دوستی کا سبب ہے؟ اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچانا کیا اللہ کی دوستی کا سبب ہے؟

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 11-01-2002

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ' بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

قَالُوْ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ○

مولا یا صلّ وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک من زانت بہ العصر

ارشاد باری ہے کہ لوگو! تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں بغیر حساب کتاب کے' بغیر کسی پوچھ گچھ کے' بغیر کسی آزمائش کے یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ اللہ جل شانہٗ یہ بات جانچیں گے جب تک یہ بات واضح نہ ہو جائے کہ کن لوگوں نے جہاد کیا ...... جہاد کیا ہے؟ اللہ کے سوا' اللہ کے حبیب ﷺ کے سوا اور اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والے اللہ کے مومن بندوں کے علاوہ کسی سے دوستی نہ کی جائے۔

اب رہی یہ بات کہ ہم زبانی کیا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر ہمارا عمل کیا ہوتا ہے' زبان سے ہم کیا کچھ کہتے ہیں اور ہمارا کردار کس بات کی شہادت دیتا ہے تو فرمایا! اللہ کو اس کی احتیاج نہیں ہے کہ کوئی اسے بتائے یا کسی کے دعویٰ پر وہ یقین کرے بلکہ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ' بِمَا تَعْمَلُوْنَ تمہارے کردار سے' تمہارے عمل سے ہر آن اور ہر حال وہ باخبر ہے۔

یہاں بڑی خوبصورت سی وضاحت ہو جاتی ہے جہاد کی۔ آجکل جدید عہد میں جہاد اور ظلم' جہاد اور دہشت گردی کو گڈمڈ کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی نہیں ہے کہ جہاد کی تعبیر غیر مسلم اقوام غلط کرتی ہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک حد تک ہمارا کردار' ہماری آپس کی خانہ جنگیاں' ہماری آپس کی قتل وغارت' عبادت گاہوں پر حملے' مساجد میں لاشیں' بازاروں میں دھماکے اور راہ چلتے مسافروں کا قتل' جب ہم ان چیزوں کو بھی جہاد کہتے ہیں اور جہاد کے نام پر اس طرح کے واقعات عمل میں لاتے ہیں تو اس وقت غیر مسلم اقوام بھی ایک حد تک ان واقعات کا سہارا لے کر کہہ اٹھتے ہیں کہ جسے یہ جہاد کہتے ہیں یہ دہشت گردی ہے۔ جہاد کی بنیاد یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ سے دوستی کریں۔ اللہ سے دوستی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات اور صفات پر ایمان لائے' اللہ کو اپنا رب اور پروردگار مانے' اللہ کو حاضر و ناظر مانے' اللہ کو اپنا معاون و مددگار مانے اور کوئی لمحہ اپنا اس کی معیت سے خالی نہ سمجھے۔ ہر حال میں یہ جانے کہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ جب اللہ پر ایمان ہوگا تو اس کی اطاعت لازمی ہوگی اور اطاعت الٰہی کیا ہے؟ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے اللہ کے نبی ﷺ کی اطاعت کا حق ادا کیا اس نے اللہ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا اور نبی ﷺ کی اطاعت کا اندازہ کیسے ہوگا' اس کی پہچان کیا ہوگی؟ فرمایا! اس کی دوستی ان لوگوں کے ساتھ ہوگی جو اللہ اور اللہ کے رسول کے اطاعت گزار ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں یا' اللہ پر' اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر ایمان ہی نہیں لاتے' ان سے ان کی دوستی نہیں ہوگی۔ دوستی میں بھی سمجھنے کی بات یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے کہ دوستی نہ ہونا اور بات ہے اور دشمنی نہ ہونا ایک اور بات ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ غیر مومن سے دوستی نہیں ہوگی تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو ایمان نہیں لاتا ہم اس کے دشمن ہو گئے ہیں بلکہ دشمنی ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ کتنے لوگ ہیں دنیا میں جن سے ہماری دوستی تو نہیں ہے لیکن ان کے ساتھ کوئی دشمنی بھی نہیں ہے۔ ہمارے معاشرے میں' ماحول میں' خاندان میں' ہمارے اردگرد' جہاں ہم کام کرتے ہیں' جاب کرتے ہیں وہاں کتنے لوگ ہیں جن سے ہماری دوستی نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان سے ہماری دشمنی ہے۔ اسلام' سلامتی کا مذہب ہے اور اسلام کو دشمنی اگر ہے تو وہ ظلم کے ساتھ ہے' زیادتی کے ساتھ ہے' جہالت کے ساتھ ہے۔ ہر ظلم' ہر زیادتی' جہالت کا ثمر ہوتی ہے۔ کفر بجائے خود جہالت کا پھل (نتیجہ) ہے۔ اس لئے علمائے حق کا ارشاد یہ ہے کہ اسلام 'کفر یا کافر کے خلاف نہیں ہے' اسلام جہالت کے خلاف ہے۔ اسلام ایک نور ہے جو ظلمت کے خلاف ہے۔ اسلام علم ہے جو جہالت کے خلاف ہے' اسلام اللہ کی پہچان ہے جو نہ پہچاننے کے خلاف ہے۔ نہ جاننا' نہ پہچاننا اس سے بڑی جہالت کیا ہوگی۔ تو بنیادی طور پر اسلام جہالت کے خلاف ہے۔ جہالت ہی کا پھل کفر ہے' جہالت ہی کا پھل ظلم ہے' جہالت ہی کا پھل جور و جفا ہے۔ تو جہاں جہالت ہوگی اسلام اس کی مخالفت کرے گا اور یہی مخالفت جہاد کہلائے گی۔ اگر کوئی شخص ایمان نہیں لاتا لیکن وہ پرامن شہری کے طور پر رہتا ہے تو اسلام اس کی جان' مال اور آبرو کی حفاظت کرے گا۔ اسے انسانی حقوق سارے کے سارے دے گا۔ اس انداز پہ کوئی کسی کی جان لے لے کہ میرا عقیدہ اور طرح کا ہے اور اس کا عقیدہ اور طرح کا ہے تو یہ جہاد نہیں ہوگا۔ میں بریلوی ہوں' یہ دیوبندی ہے اس لئے اسے قتل کر دیا جائے یہ جہاد نہیں ہوگا بلکہ یہ فساد ہوگا۔ میں سنی ہوں یہ

کیا ہم یہ سوچنے کا تکلف کریں گے کہ جسے ہم جہاد کہتے ہیں کیا وہ واقعی جہاد ہے کہیں فساد تو نہیں۔

شیعہ' میں اسے گولی مار دوں یہ جہاد نہیں یہ فساد ہے۔ چونکہ ہر بندے کو دو حق حاصل ہیں۔ ایک زندہ رہنے کا حق۔ زندگی وہی لے سکتا ہے جس نے عطا کی ہو۔ جو زندگی دے نہیں سکتا وہ لے نہیں سکتا۔ کسی مرنے والے کو اگر ہم ایک پل کی حیات دے نہیں سکتے تو کسی زندہ کی حیات ہمیں لینے کا اختیار کب ہے۔ ہاں' جب وہ جس نے زندگی دی ہو وہ کسی کے قتل کا حکم دے' اس کا قانون کسی کے قتل کا حکم دے' اس کا دین' اس کا نبی کسی کی جان لینے کا حکم دے تو وہ اللہ کے حکم پر عملدر آمد ہوگا۔ اس کے لئے ادارے ہیں' اس کے لئے حکومتیں بنتی ہیں' اس کے لئے ایک ادارہ بنتا ہے جو معاشرے پر قانون نافذ کرتا ہے اسے حکومت کہتے ہیں۔ تو احکام کا نفاذ حکومت کی ذمہ داری ہے کسی فرد واحد کی' میری اور آپ کی نہیں ہے۔ جس طرح عدالت کے پاس اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی کو سزائے موت دے دے' یہ جتنے سیشن جج یا ہائی کورٹ کے جج کسی کو سزائے موت دے دیتے ہیں اور اسے پھانسی ہو بھی جاتی ہے تو کبھی آپ نے دیکھا کہ کسی خاندان نے تلاش کیا ہو کہ اس جج کا خاندان کون ہے' اس کا گھر کہاں ہے ہم اس سے دشمنی کریں گے' اس کے بیٹے کو مار دیں گے یا اس کو قتل کر دیں گے' کبھی یہ ردعمل ہوا ہے۔ کیوں نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ وہ ازخود اپنی پسند سے نہیں کرتا' قانون کا حکم نافذ کرتا ہے۔

ایک آدمی ہمارے سامنے قتل کرتا ہے۔ ہم عدالت نہیں ہیں' اتھارٹی نہیں ہیں ایک عام فرد ہیں' ہماری حیثیت یہ ہے کہ عدالت کے سامنے اس کے خلاف گواہی دے سکتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو قتل کرتے دیکھا ہے۔ یہ تو ہماری قانونی حیثیت ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں کہ یہ قاتل ہے اور اسے قتل کر دیا جانا چاہئے ہم اسے قتل کر دیں تو یہ دوسرا قتل ہوا اور ہم پر قتل کا مقدمہ بھی بن جائے گا اور اس کے وارثوں کی ہمارے ساتھ دشمنی بھی بن جائے گی۔ اس لئے کہ کسی فرد واحد کو احکام کے نفاذ کا اختیار نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حکومت اسلام نافذ نہیں کرتی تو میں یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سمجھتا ہوں کہ ہم اسلام پر عمل کرنا چاہتے نہیں ہیں۔ ہم اس نظام میں خوش ہیں جو حکمرانوں نے ہمیں دے رکھا ہے۔ ذاتی طور پر ہم اس پر خوش ہیں اور اس میں رہنا چاہتے ہیں۔ باہر کے ممالک کو چھوڑ دیجئے' مغربی ممالک میں اگر سود کا نظام ہے تو وہاں سود لینا دینا مجبوری ہے۔ بلاسود کاروبار ہو نہیں سکتا۔ باہر کے ممالک میں آپ کو نماز کی چھٹی نہیں ملتی' ان کے اپنے اوقات کار ہیں اور آپ کو اپنے اوقات کار ان کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے پڑتے ہیں۔ وہ آپ کو اس طرح گلی گلی میں مساجد نہیں بنانے دیتے اس لئے کہ ان کے اپنے طریقہ کار ہیں اور سینکڑوں مساجد ایسی ہیں جو عام گھروں کی طرح ہیں۔ آپ وہاں پر الگ طرح کی عمارت نہیں بنا سکتے۔ لیکن یہاں وطن عزیز میں تو ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ جہاں چاہیں مسجد بنا سکتے ہیں' آپ جس طرح چاہیں کاروبار کر سکتے ہیں۔ اگر حکومت کا نظام سودی ہے تو وہی بنک بلاسودی کام بھی کرتا ہے اور اگر آپ اپنی رقم بلاسود کے رکھنا چاہیں تو کوئی آپ کو منع نہیں کرتا۔ بلکہ بنک رکھتا ہے اور جو سود پر رکھتے ہیں انہیں سود دیتا ہے اور جو سود پر نہیں رکھتے ان سے تو الٹا وہ اپنے اخراجات وصول کرتے ہیں کہ ہم تمہاری رقم کی نگہداشت کر رہے ہیں۔

ہم نے کتنے زور لگائے' کتنی موومنٹس چلائیں کہ سود کا نظام ختم ہو جائے اور اللہ کرے کبھی ختم ہو جائے' اس طرف پیش رفت ہو رہی تھی کہ حالات نے ایک اور پلٹا کھایا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنے لوگ ہیں معاشرے میں جنہوں نے رضا کارانہ طور پر سود لینا چھوڑ دیا ہے۔ میں نے اچھے بھلے پارساؤں کو دیکھا ہے۔ میں نے ایسے دوستوں کو دیکھا ہے جو عمر تبلیغی چلوں میں لگا چکے ہیں' ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو تہجد کے لئے جائیں تو اشراق پڑھ کے آتے ہیں اور مغرب کے لئے جائیں تو عشا پڑھ کر مسجد سے اٹھتے ہیں۔ ایسے ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا ہے جنہوں نے بعض اوقات دس دس

> **قیامت قائم ہونے تک جہاد جاری رہے گا اور اللہ کے بندے جہاد کرتے رہیں گے۔**

پارے روزانہ تلاوت کی ہے۔ اور تین دنوں میں قرآن ختم کیا ہے۔ لیکن جب ان کے حسابات پوچھے تو وہ سود پر تھے۔ کہا کہ حضرت! یہ کیا ہے؟ آپ اتنی محنت کرتے ہیں' اتنا مجاہدہ کرتے ہیں...... او جی دیکھیں! نظام ایسا ہے' جب نظام بدلے گا تو ہم بھی بدل جائیں گے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ نظام بدلے گا تو آپ بدلیں گے' جب آپ بدلیں گے تو نظام بدلے گا۔ جب ہم بدلیں گے تب نظام بدلے گا۔ تو جو کوشش کر رہے ہیں اللہ انہیں ان کا اجر دے گا لیکن نظام کا بدلنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ نظام لوگوں کے لئے ہوتا ہے اور لوگوں سے بنتا ہے۔ لوگ یا انسان نظام سے نہیں بنتے۔ جب لوگ ایک طرز معاشرت کو قبول کر لیتے ہیں تو کسی کا دماغ خراب ہے کہ ان کے لئے وہ کوئی اور سہولت تلاش کرے۔ کونسی حکومت ایسی ہے جو لوگوں پر جبر کر کے اپنے لئے مسائل پیدا کرے۔ اگر ہم خود احکام الٰہی پر کاربند ہونا نہیں چاہتے' ہمارا کردار یہ ہے کہ ہماری خواتین' ہماری بہو بیٹیاں جنگل میں گھاس کاٹنے جاتی ہیں' لکڑی کاٹنے جاتی ہیں' درندے ہوتے ہیں وہاں ویرانی ہوتی ہے' اکیلا پن ہوتا ہے' لیکن وہ جاتی ہیں۔ اسی بہو بیٹی سے کہا جائے کہ بازار سے سودا سلف لے آئے تو وہ جانے سے ہچکچاتی ہے اور نہیں جاتی۔ جہاں درندوں کا خطرہ ہے وہاں وہ فصل کاٹنے بھی جاتی ہے' وہاں وہ اپنے مویشی چرانے یا انہیں واپس لانے یا چھوڑنے بھی جاتی ہے' جلانے کے لئے لکڑیاں لینے جاتی ہے' جانوروں کا چارہ کاٹنے جاتی ہے لیکن جہاں نرے انسان ہی انسان ہیں وہاں جانے سے وہ ڈرتی ہے۔

میرے خیال میں پاکستان میں الحمد للہ اتنے لوگوں کو حج کی سعادت نصیب ہوئی ہے کہ خاص کر ہمارا جو تاجر طبقہ ہے اس میں تو شاید ہر دوسرا بندہ یا شاید اس سے بھی زیادہ لوگ حاجی ہوں گے اور صرف ایک دفعہ حج نہیں بلکہ ہر سال حج کرتے ہیں یا سال میں کئی بار عمرے کرتے ہیں۔ اب حج ایک عجیب عبادت ہے۔ صاحب نصاب پر رب کریم نے حج فرض کیا ہے' صاحب

استطاعت پر اور زندگی میں ایک بار۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خواہ کیسا بھی ہو' اس میں نورِ ایمان ہو اور وہ دو ان سلے کپڑوں میں بیت اللہ کے سامنے اللہ سے روبرو بات کرے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کہ اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں اور میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ یہ میدان حشر کا نقشہ ہے۔ قیامت کو جس طرح دو ان سلے کپڑوں میں' کفن کی دو چادروں میں ہم اٹھیں گے اسی طرح دو ان سلی چادریں اوڑھ کر جب ہم بیت اللہ کے سامنے اللہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اے اللہ میں حاضر ہوں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ حج بندے کو اس طرح گناہ سے پاک کر دیتا ہے جس طرح کہ وہ آج پیدا ہوا ہو دنیا میں۔ گناہ کی مغفرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی گناہ سے اجتناب کرتا ہے' بچنا شروع کر دیتا ہے۔ ہم اپنے تاجر طبقے کو ہی دیکھ لیں جن میں ہر دوسرے طبقہ سے زیادہ حاجی ہیں لیکن کوئی ایک بندہ یہ یقین کر سکتا ہے کہ جو وہ قیمت بتا رہے ہیں وہ صحیح ہے۔ کوئی ایک دکان بھرے شہروں میں ایسی ہے کہ جس پہ آدمی بے دریغ جائے اور اس طرح سے سودا خرید سکے کہ جو مال مجھے دے رہا ہے وہ مال بھی درست ہے اور جو قیمت بتا رہا ہے وہ قیمت بھی درست ہے۔ تو پھر ہمارے حج بھی سیرو سیاحت ہو گئے' ہم چل پھر کر آ گئے' ہم نے سیر کر لی لیکن جو مقصد تھا' وہ حاصل تھا وہ ہمارے پاس نہیں ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہے۔ کتنے لوگ ہیں جنہیں نماز نے فحش کلامی سے' بے حیائی دیکھنے سے' بے حیائی سننے سے یا غیر شرعی کام کرنے سے روکا ہے۔ ہم مسجد میں بیٹھ کر بھی جھوٹ بول جاتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی بات کرتے ہیں اور وہ بات غلط ہوتی ہے اور میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ ایک شخص نے نماز سے سلام پھیرا۔ میں نے اس سے بات پوچھی' اس نے مجھ سے جھوٹ کہا۔ حالانکہ اس کی داڑھی سفید تھی اور اتنی بڑی داڑھی تھی۔ کیسی

ہم نہ عام آدمی کو ظلم سے بچا سکے نہ حکمرانوں کو عیاشی سے روک سکے۔

عجیب بات ہے۔ یعنی ہم پر نہ سجدہ اثر کرتا ہے' نہ طواف اثر کرتا ہے' نہ کتاب الٰہی اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ تو جو بات ہم جہاد کے نام پر کریں گے وہ جہاد کم اور فساد زیادہ ہوگا۔ اس میں ہم بڑھتے ہیں' دوڑتے ہیں کہ فلاں کو مار دو' فلاں کو اڑا دو' فلاں کو یہ کر دو' فلاں کو وہ کر دو تو جہاد کی بنیاد تو یہ ہے کہ اپنی ذات سے شروع کیا جائے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے' مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ میدانِ جنگ میں جو جہاد تھا وہ چھوٹا جہاد تھا' ہم اس سے بڑے جہاد کی طرف واپس آ گئے کہ یہاں اپنے آپ کو اطاعت الٰہی پر کاربند رکھنا اس سے بڑا جہاد ہے۔ کہ لمحہ لمحہ جنگ ہے اپنے ساتھ' اپنے نفس کے ساتھ' اپنی سوچوں کے ساتھ' اپنے خیالات' اپنے ارادوں کے ساتھ' اپنے ایک ایک عمل ایک ایک کردار کے ساتھ۔

تو سب سے پہلے غیر مسلم کی بجائے مسلمان کو جہاد اور فساد میں تمیز سیکھنی چاہئے۔ جہاد ہر وہ کام ہوگا جو اللہ کی دوستی کے لئے ہو۔ کیا بے گناہوں کا خون اللہ سے دوستی کا سبب ہے؟ کسی کے گھر جلا دینا اللہ کی دوستی کا سبب ہے؟ اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچانا کیا اللہ کی دوستی کا سبب ہے؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز تھے' ایک ساتھی جنگل سے آیا اور انہوں نے کرتے کی آستین میں کسی پرندے کے چھوٹے چھوٹے بچے ڈال رکھے تھے۔ کہیں گھونسلہ نظر آیا' اس نے بچے پکڑ لئے' پالنے کے لئے لے آیا۔ تو کرتے کی کھلی آستین تھی۔ اس میں ڈالے ہوئے تھے۔ تو آپ نے پوچھا' تمہاری آستین میں کیا ہے؟ اس نے کہا' یا رسول اللہ! پرندے کے بچے تھے' میں گھونسلے سے لے آیا ہوں' انہیں میں پالوں گا' ان کی خدمت کروں گا۔ آپ نے فرمایا! تیرے بچے ہیں؟ عرض کیا' یا رسول اللہ بے شک ہیں۔ فرمایا' اگر تو نہ ہو اور کوئی انہیں اچک کر لے جائے اور انہیں پال پوس کر جوان کرتا رہے تو تجھ پر کیا بیتے گی۔ تو وہ

صحابی تڑپ گئے۔ فرمایا! انہیں اسی گھونسلے میں رکھ کر آؤ۔ انہیں واپس لے جاؤ اور پھر سے وہاں چھوڑ کر آؤ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہوئے تو باہر ایک اونٹ کھڑا تھا' وہ بڑے زور سے گڑگڑایا۔ صحابہ موجود ہیں۔ لاغر تھا' بوڑھا تھا اور اس کی پشت زخمی تھی۔ آپ نے فرمایا' اس کا مالک کون ہے۔ یا رسول اللہ! یہ فلاں صحابی کی ملکیت ہے۔ اسے بلوایا گیا۔ فرمایا' اس سے کتنا عرصہ تم نے کام لیا۔ انہوں نے بتایا کہ جی گھر کا تھا' کوئی پندرہ بیس سال اس سے میں نے مشقت لی' اس نے بڑا کام کیا میرا۔ فرمایا' یہ عرض کر رہا ہے کہ جب میرے وجود میں طاقت تھی' مجھ سے کام بھی مالک نے بڑا لیا اور مجھے چارہ بھی بڑا دیتا تھا۔ اب جب میں کام کے قابل نہیں رہا تو مجھے چارہ بھی نہیں دیتا اور چھوڑ دیتا ہے کہ جا کہیں سے ملتا ہے تو کھالے نہیں تو نہ سہی میری تو آدھی پشت اس نے نوچ کے کھالی۔ آپ نے فرمایا' جب تک یہ زندہ ہے تیرے ذمے ہے کہ اس کی خدمت کر یا تو نے اسے اللہ کے نام پر ذبح کر دیا ہوتا۔ اب اس کی خدمت کر' اب اسے ذبح نہ کر اب اس کی خدمت کر' اسے پھر سے ویسا موٹا تازہ کر کہ اس کی شکایت رفع ہو سکے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ محکمہ بن جاتا ہے "بے رحمی حیوانات" جس میں جدید تہذیب کی سمجھتے ہیں کہ بڑی عظمت ہے۔ ورلڈ لائف کی پروٹیکشن کا ایک محکمہ بن جاتا ہے' تحفظ کا ایک محکمہ بن جاتا ہے۔ یہ ساری وہ باتیں ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اس وقت بتائیں جب مغرب کو والڈ ویسٹ کہتے تھے' جب مغرب کے لوگ وحشی تھے' مغرب کے لوگ جنگلی تھے' غیر مہذب تھے لیکن دکھ اس بات سے ہوتا ہے کہ مغرب ایمان نہیں لایا لیکن مسلمانوں اور اسلام کی ترقی کے اسباب کا جائزہ اس نے ضرور لیا۔ وہ اللہ پر ایمان نہیں لایا' اللہ کے نبی پر ایمان نہیں لایا' اللہ کی کتاب پر ایمان نہیں لایا' الا ماشاء اللہ جنہیں نصیب ہوا' لیکن اس نے اس بات کا اندازہ ضرور کیا کہ یہ چند صحرا نشیں' خانہ بدوش خیموں سے اٹھ کر زمین پر کس طرح چھا گئے اور جو معاشرہ' جو قوانین' جو ضابطے انہوں نے دیئے اس کو پوری دنیا نے کس طرح قبول کر لیا۔ انہوں نے ایک ایک چیز تلاش کی کہ تجارت میں دیانت شرط ہے۔ جو مال کہو وہ مال ہونا چاہئے اور جو اس کی قیمت لو وہ جائز ہو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے تھے۔ بازار میں غلے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چمکتے دانوں کے ڈھیر میں دست اقدس ڈالا تو اندر سے وہ گیلے تھے۔ دکاندار سے پوچھا کہ یہ اندر سے تو گیلے ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! چونکہ گرد ہوتی ہے ان میں اور مٹی ہوتی ہے تو جب بیچنے کے لئے رکھتے ہیں تو ایک دفعہ پانی سے چھان لیتے ہیں جس سے ساری گرد مٹی پانی میں بیٹھ جاتی ہے اور دانے صاف ستھرے ہو جاتے ہیں۔ تو یہاں باہر ڈھیر کر دیا جاتا ہے' دھوپ لگتی ہے خشک ہو جاتے ہیں۔ فرمایا' لیکن ابھی اگر کوئی گاہک آ جائے تو اسے بتانا کہ اندر ہاتھ ڈال کر دیکھ لے' اندر سے گیلے بھی ہیں۔ جب تک سوکھ نہ جائیں تب تک اگر کوئی خریدار آئے تو اسے یہ نہ کہنا کہ اوپر سے دیکھ کر سودا کر لے۔ اسے بتانا کہ اندر ہاتھ ڈال کر دیکھ لے۔ یہ آج سے چودہ صدیاں پہلے کا تجارت کا اصول ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ عطا فرما رہے ہیں کہ جو کچھ دوا اس کی حقیقت کا گاہک کو پتہ ہونا چاہئے۔ اور اس سے جائز قیمت لی جائے۔

آج عالم یہ ہے۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہم غیر مسلم ممالک سے دوا منگواتے ہیں تو اس میں وہ چیزیں پوری ہوتی ہیں جو اس پر لکھی ہوتی ہیں اور ہمارے اپنے ملک میں جو بنتی ہے اس میں وہ چیزیں نہیں ہوتیں۔ اوپر تفصیل دی ہوتی ہے۔ اب اس میں کستوری' مشک وغیرہ لکھا ہے پیکنگ پر۔ اب وہ پانچ صد روپیہ کی تولہ ہے اور یہ پانچ روپیہ کی پانچ تولہ دے رہا ہے تو اس میں کیا ہوگا۔ یعنی اس میں کس نے عنبر ڈالا ہوگا' کس نے کستوری ڈالی ہوگی۔ کہ جس کے اجزاء میں تو آپ نے لکھ دی' ڈبے پر تو لکھ دی ہے لیکن وہ معجون یا جو گولیاں آپ دے رہے ہیں وہ پانچ روپیہ کی چھٹانک دے رہے ہیں اور وہ پانچ سو روپیہ کا ایک تولہ ہے۔ اس میں کیسے شامل کر لیا۔

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ مجھے یہاں گھٹنے میں درد تھا۔ میں ان دنوں لاہور میں تھا۔ ڈاکٹر عرفان نے مجھے ایک ٹیوب لکھ دی۔ پاکستان سے بنی ہوئی ٹیوب ہمیں لاہور سے مل گئی۔ میں لگاتار رہا کوئی فرق نہ پڑا۔ میں جب

یہاں آیا تو مجھے خیال گزرا کہ اس طرح کی ایک ٹیوب کبھی میں نے اپنی الماری میں رکھی تھی۔ وہ میں نے تلاش کی۔ مجھے مل گئی۔ اس پر جب میں نے تاریخ پڑھی تو وہ پانچ سال پہلے ایکسپائر (Expire) ہو چکی تھی کہ اب اس کے بعد اس کی گارنٹی ختم ہے کام کرے کرے، نہ کرے نہ کرے۔ میں نے سوچا کہ میں نے جلد پر ہی لگانی ہے کھانی تو ہے نہیں، زیادہ سے زیادہ یہی ہے ناں کہ فائدہ نہیں دے گی۔ رات کو میں نے وہ گھٹنے پر مل لی اور سو گیا، صبح اٹھا تو درد کو آرام تھا۔ اس نسخہ کی جو دوا پاکستانی خریدی اس میں کچھ نہیں تھا، جو نئی تھی اور تازہ تھی۔

تو کفر ہم پر کیوں غالب ہے، ان امور میں وہ ہم پر غالب ہے جو امور اس نے ترقی کے، اسلام کے، مسلمانوں سے سیکھ لئے۔ ہم کہتے ہیں کہ ساری دنیا کا کفر متحد ہو گیا ہمارے خلاف لیکن یہ اتحاد کا سبق تو قرآن نے دیا ہے کہ مومن، مومن کا دوست اور بھائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن اس طرح ہیں جس طرح جسم کے اعضا و جوارح۔ ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک، کان اگر ایک کو تکلیف ہو تو سارا جسم تڑپتا ہے۔

آج عالم یہ ہے کہ کسی ایک کافر کو چھیڑو سارا عالم کفر کھڑا ہو جاتا ہے اور مومن خود مومن کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے، اس کی تباہی کے اسباب کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ہم نے ایک طریقہ تلاش کر لیا ہے کہ چندہ دے دو، دیگیں پکا دو، ختم دلوا دو، یہ ساری چیزیں اگر جائز طریقہ سے کی جائیں تو نفلیات میں آتی ہیں۔ اگر ان میں کوئی بدعت شامل نہ کی جائے، ان میں کوئی غیر شرعی طریقہ شامل نہ کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ مستحبات میں سے یا آپ اسے نفلی عبادت کہہ لیں گے لیکن اگر فرض چھوڑ دیئے جائیں تو نفل کیا کریں گے۔

"فرض" ہوتی ہے "سرمایہ" اور نفل ہوتا ہے اس پر منافع۔ جو آدمی سو روپیہ خرچ کرتا ہے وہ اگر پانچ روپیہ منافع کما لے تو بڑی بات ہے۔ لیکن اگر وہ صرف منافع لے لے اور جو اصل زر ہے چھوڑ دے تو اس نے کمایا یا پچانوے روپیہ کھو دیئے۔ تو جو اسلامی اصول اور ضابطے ہیں، اسلامی اخلاقیات جو ہیں، اسلامی ایمانیات جو ہیں، اسلامی کردار جو ہے اسے اپنانا پہلا جہاد ہے۔ اور سب سے بڑا جہاد ہے۔ پھر اس کے بعد جس بات کو اللہ کا قرآن ظلم کہتا ہے، جس بات کو اللہ کا حبیب ﷺ زیادتی قرار دیتا ہے اور اسے روکنے کا حکم دیتا ہے، اس لئے نہیں کہ ہم نے اس کام کو برا سمجھا، ہمیں پسند نہیں آیا ہم اس کے خلاف کھڑے ہو گئے، نہیں! ہمیں اس کا کوئی حق نہیں ہم اپنی پسند ختم کر چکے ہیں اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ جس کسی نے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا اس نے اپنی جان اور مال بیچ دیا اللہ کے ہاتھ۔ اب اس کی پسند ختم ہو گئی۔ اب پسند اللہ کی اور اللہ کے رسول کی ہے۔ ہمیں فیصلے کا اختیار نہیں ہے، ہمارا کام اطاعت کرنا ہے۔ جہاں اللہ حکم دے، جہاں اللہ کا حبیب ﷺ حکم دے وہاں اگر ہمیں لڑنا بھی پڑے گا تو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہو گی۔ معیت باری ہمارے ساتھ ہوئی لیکن اگر فیصلے ہمارے اپنے ہوں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم باغی قرار پائیں گے۔ اگر کوئی چیز ذاتی طور پر ناپسند ہے۔ دیکھیں! یہ بڑے نازک معاملات ہوتے ہیں۔ خیبر کی جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک یہودی کو گرایا، مقابلے میں گرا لیا، تلواریں ٹوٹ گئیں یا چھوٹ کر گر گئیں وہ دست بدست لڑائی پر آ گئے اور انہوں نے اسے گرا لیا، اس کے سینے پر گھٹنا رکھ کر بیٹھ کر اور خنجر نکال کر جب اسے مارنے لگے تو اس نے ان کے رخ اقدس پر تھوک دیا۔ اب اور تو وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا تو اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرے پر تھوک دیا تو جو خنجر اس کے سینے کے قریب پہنچ چکا تھا وہیں آپ کا ہاتھ رک گیا اور آپ اسے چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حیران رہ گیا کہنے لگا کہ میں تو سمجھا تھا کہ آپ مجھے ایک خنجر کی جگہ سو خنجر ماریں گے اور میری لاش بھی خراب کر دیں گے، مجھے مارتے چلے جائیں گے غصے میں مگر یہ کیا؟ اس نے کہا، آپ نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ذاتی غصہ کی وجہ سے نہیں لڑ رہا تھا۔ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں تیرے ساتھ برسر پیکار تھا۔ جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو میں بھی انسان ہوں، مجھے ذاتی طور پر غصہ آ گیا کہ اس کا سینہ چھلنی کر دیا جائے تو میں تمہیں چھوڑ کر کھڑا ہو گیا کہ نہیں، مجھے بندوں کو مارنے کا اختیار نہیں

ہے۔"میں اپنے لئے کسی کو قتل کرنے کا مجاز نہیں ہوں۔ میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کا عہد کیا ہے ان کے حکم سے کرنا اور بات ہے مگر میں اپنی مرضی سے کسی کا سر قلم نہیں کر سکتا۔ اور یہ وہ لمحہ تھا جب ایک یہودی کو نور ایمان نصیب ہو گیا۔ مذہب تو اس کا نام ہے۔

اسلام اللہ کے بندوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کردار سے پھیلا ہے' ان کے حسن سلوک سے پھیلا ہے' اسلامی اصولوں پر ان کے حسنِ عمل سے پھیلا ہے۔ آج ہم نام اسلام کا لیتے ہیں' دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں اور کردار ہمارا اپنی پسند کا ہوتا ہے۔ ٹارگٹ ہم اپنی مرضی سے منتخب کرتے ہیں اور جسے ناپسند کریں اس کے قتل کے لئے بندے بھیج دیتے ہیں کہ مجھے اچھا نہیں لگا اسے مار دو' اس نے میرا یہ نقصان کیا ہے اس کی ٹانگ توڑ دو' اس نے میرے خلاف بات کی ہے اس کی زبان کاٹ دو اور پھر اسے ہم جہاد کا نام دیتے ہیں جس کی وجہ سے کافر بھی دہشت گردی اور جہاد میں تمیز نہیں کرتا۔ آج ہمیں شکوہ تو یہ ہے نا کہ مغرب جہاد اور دہشت گردی میں تمیز نہیں کرتا' مغرب کا دباؤ ہماری حکومت پر ہے اور ہماری حکومت بھی جہاد اور جہادی تنظیموں پر' پابندیوں پر پابندیاں لگائے چلی جارہی ہے لیکن کیا ہم یہ سوچنے کا تکلف کریں گے کہ جسے ہم جہاد کہتے ہیں کیا وہ واقعی جہاد ہے کہیں فساد تو نہیں۔

جب عقیدہ رکھنے کا اختیار اللہ نے دیا ہے تو ہم کسی کو عقیدہ کی بنیاد پر کیوں قتل کرتے ہیں۔ جب زندہ رہنے کا حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو ہم کسی کی جان کیوں لیتے ہیں' جب کسی کا مال اس کا حق ہے' ہمارا نہیں تو ہم کیوں چھینتے ہیں اور اگر اس چھینا جھپٹی کو ہم جہاد قرار دیں گے تو یہ ہم کافر کے لئے' غیر مسلم کے لئے ایک موقع پیدا کریں گے کہ وہ ہمارے جہاد کے جذبہ پر' جو ایمان کی بنیاد ہے...... اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت قائم ہونے تک جہاد جاری رہے گا اور اللہ کے بندے جہاد کرتے رہیں گے۔

جہاد شروع ہوتا ہے ذاتی کردار سے' اپنے ایمان سے' اپنے یقین سے اور جہاد ختم ہوتا ہے ظلم کے خلاف جان بھی جانِ آفرین کے سپرد کر دینے سے۔ جہاد کی ابتدا ہے اپنی ذات سے اور اس کا کمال ہے کہ ہم دوسروں کے آرام کے لئے' دوسروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے' دوسروں کی جان مال آبرو کے تحفظ کے لئے اپنی جان بھی نچھاور کر دیں۔ تو برادران عزیز! میری گزارش عامۃ المسلمین سے ہے کہ خدا کے لئے آپ خود جہاد اور فساد میں تمیز پیدا کریں اپنے کردار سے' اپنی سوچ سے' اپنی گفتار سے' اپنی تقریروں سے۔ جہاد کو اس کے حقیقی معنوں پہ رہنے دیں اور فساد کو ہمیشہ فساد ہی کہیں۔ کون ہے جو آپ کو اللہ کو واحد ماننے سے روکے؟ کون ہے جو ہمیں اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت سے روکے؟ کون ہے جو ہمیں کتاب الٰہی پر عمل کرنے سے روکے؟ دنیا میں ایسا کوئی نہیں ہے۔ ہاں! ہم خود اور ہمارا نفس۔ ہم تاویلیں گھڑتے ہیں' ہم تعبیریں کرتے ہیں' بہانے تلاش کرتے ہیں اور اپنی برائیوں کو چھپانے کے لئے ان پر خوبصورت خوبصورت لیبل لگاتے ہیں۔ لیکن اللہ کریم فرماتے ہیں وَاللّٰہُ خَبِیرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ تمہارے لیبل نہیں پڑھے جائیں گے' تمہارے دعوے نہیں سنے جائیں گے بلکہ جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔ اور مجھے دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہم جہاد کا حق تو ادا نہ کر سکے' دنیائے اسلام ظلم و بربریت کی زد میں ہے' مسلمانوں کا خون پانی سے بھی ارزاں ہے' بھوک اور افلاس مسلمانوں کا مقدر بن چکا ہے' عام مسلمان دنیا کے کسی ملک میں بھی ہے آزمائش اور ابتلا میں ہے اور چند حکمران عیاشی میں مصروف ہیں۔ ہم نہ عام آدمی کو ظلم سے بچا سکے نہ حکمرانوں کو عیاشی سے روک سکے اس لئے کہ ہم خود جہاد سے ناآشنا ہو کر فساد کی راہ پر نکل گئے۔ ہمارے فساد نے ظلم کو بڑھنے کا موقع دیا۔ یاد رکھیں! ظلم عدل سے ختم ہوتا ہے اور ظلم کے مقابلے میں ظلم شروع کر دیا جائے تو ظلم بڑھتا ہے رکتا نہیں۔ لہٰذا ضروری کہ ہم اپنے کردار سے ایک حد قائم کریں کہ یہ جہاد ہے اور اس کے باہر فساد ہے۔ پھر نہ کوئی آپ کے جہاد پر پابندی لگا سکے گا نہ کوئی آپ کو جہاد سے روک سکے گا بلکہ آپ کا وہ جہاد ثمر آور ہوگا' اللہ کی مدد ساتھ ہوگی' اس کی معیت ساتھ ہوگی۔ حکمران بھی سیدھے ہوں گے' حکومتیں بھی سیدھی ہوں گی' نظام بھی بدلیں گے بشرطیکہ ہم خود اپنے آپ کو بدلنے میں کامیاب ہو جائیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکرِ کثیر

ہم نے اگر بھلا دیا ہے تو ایک اس کا نام اور اس ایک نام کے بھلانے نے ہم سے اسلام کی روح چھین لی ہے' ہمارے سجدے بے ذوق اور نمازیں بے کیف ہو گئی ہیں' ہمارے روزے فاقہ کشی میں تبدیل ہو گئے اور ہم خدانخواستہ معیت باری سے محروم ہو کر کفار کے رحم و کرم پر آ گئے ہیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان' منارہ 04-01-2002

والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ

محمد والہ واصحابہ اجمعین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم o

اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْراً

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

مولا یا صلّ وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک من زانت بہ العصر

اللہ کریم کا بنایا ہوا ایک وسیع نظام عالم کون و مکاں میں کارفرما ہے۔ اس میں انسانی عقل سے ماوراء اور علمی حدود سے باہر نشیب و فراز ہیں۔ وہ خود ہر چیز کا مالک بھی ہے' وارث بھی ہے' جسے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے' جس چیز سے محروم فرما دیتا ہے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o

اے اللہ تو ہی مالک ہے ملک کا جسے چاہے حکومت و سلطنت دے دے جس سے چاہے اس سے چھین لے' جسے چاہے معزز کر دے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دے۔ تمام بھلائیاں تیرے دستِ قدرت میں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس سارے فسانے میں انسان کا کردار کیا ہے۔ ہر چیز اس کے دستِ قدرت میں ہے۔ جو وہ چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل و رسوا کرے' جسے چاہے حکومت و ریاست دے جسے چاہے محروم کر دے۔ تو اس سارے خانے میں انسان کہاں بیٹھتا ہے۔ اس سے محاسبہ کس بات پہ ہوگا؟ اسے جواب کس بات کا دینا ہے؟ یہ بڑا حقیقت پسندانہ سوال ہے۔ کہ آخر انسان کے بس میں ہے کیا؟ اس بے نیاز نے اس بے اختیار کو ایک نقطے پہ بااختیار کر دیا ہے اور اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ نہ یہ اپنی مرضی سے پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے مر سکتا ہے نہ اپنی مرضی سے صحت حاصل کر سکتا ہے نہ اپنی مرضی سے بیمار ہوتا ہے نہ یہ اپنی پسند کی شکل بنا سکتا ہے نہ اپنی پسند کا چہرہ اختیار کر سکتا ہے' نہ رنگ اپنا سکتا ہے اور نہ ہی اپنی پسند کا عقل و دماغ کہیں سے خرید سکتا ہے۔ سارا کچھ اللہ کریم کا طے کیا ہوا نظام ہے جس میں یہ چلتا رہتا ہے لیکن ایک بات اور وہ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ اس نے اپنی ذات اور اپنی حیثیت کو انسان سے جبلی یا فطری طور پر نہیں منوایا۔ انسان پر صرف یہ فیصلہ چھوڑ دیا ہے کہ وہ اسے قادر مطلق مانتا ہے یا نہیں' وہ اسے وحدہٗ لاشریک تسلیم کرتا ہے یا نہیں' وہ اس کا اقتدار و اختیار قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کرتا تو بھی دنیا کا جو نظام ہے اس میں اسے رزق بھی ملتا ہے' اولاد بھی ہوتی ہے' زندگی بھی گزارتا ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ دنیا آخرت کا ایک حصہ ہے' کمزور سا حصہ' ایک محدود سا حصہ' ایک چھوٹا سا حصہ اور اسی کے ساتھ آخرت جڑی ہوئی ہے۔ نہ ماننے پر جو عذاب آخرت میں بنتے ہیں انسان کے اس فیصلے پر وہ اس کی دنیوی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ اسے سکون نصیب نہیں ہوتا' وہ پریشان رہتا ہے' اس کی زندگی آبادیوں میں رہتے ہوئے بھی ایسے گزرتی ہے جیسے کسی بیابان میں وہ آفت زدہ پھر رہا ہو۔ لیکن

اگر وہ فیصلہ مثبت انداز میں کرتا ہے' اللہ پر ایمان لے آتا ہے' اس کی عظمت کا اقرار کرتا ہے' اس کے نبی کی صداقت پر یقین رکھتا ہے' اس کی کتاب کو مانتا ہے تو ماننے کا مطلب ہوتا ہے' اطاعت۔ " سمعنا و اطعنا " ہم نے بات سن لی اور ہم نے اس بات پر عمل کر لیا' اطاعت کر لی۔ اگر کوئی بات سنتا ہے' اس پر عمل نہیں کرتا تو اسے ماننا نہیں کہا جا سکتا۔

ائمہ فقہ کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ عمل ہی ایمان ہے سوائے امام ابو حنیفہؒ کے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ زبانی اقرار بھی عمل کا ایک حصہ ہے اور زبانی اقرار بھی ایمان ہے۔ دیگر تینوں ائمہ اور امام بخاریؒ جیسے جلیل القدر حضرات فرماتے ہیں کہ عمل کے بغیر ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ صرف امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب زبان سے کوئی اقرار کرتا ہے تو یہ بھی تو عمل کا ایک حصہ ہے لہٰذا اسے مومن کہا جائے۔

لیکن یہ کتنی نازک سی بات ہے کہ انسان کا یہ اختیار جو فیصلے کا ہے یہ اس سے اس کی زندگی کے سارے فیصلے چھین لیتا ہے۔ ایک چھوٹا سا فیصلہ کہ اے اللہ! میں تجھے اپنا مالک مانتا ہوں' اس کے بعد انسان کے پاس اپنا فیصلہ کرنے کا اختیار ہی ختم ہو جاتا ہے پھر اسے ہر فیصلہ وہ ماننا پڑتا ہے جو مالک کا ہے۔ تو یہ چھوٹا فیصلہ ایک بہت بڑا فیصلہ بن جاتا ہے۔ لیکن اس بہت بڑے فیصلہ کا جو بدلہ یا اجر ہے وہ بہت بڑا ہے۔

بہت سے فیصلے اس نے سنا دیئے ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ فرمایا! جسے میں چاہوں عزت دوں' جسے چاہوں اسے ذلت سے دوچار کر دوں اور یہاں فرمایا کہ العزة للہ اللہ کیا چاہتا ہے' عزت کسے دیتا ہے' فرمایا العزة للہ ولرسولہ وللمومنین عزت دینا میرے اختیار میں ہے اور میں نے طے کر دیا ہے کہ عزت میرا حق ہے مجھے سزاوار ہے میں مالک ہوں اکیلا اور میرے سامنے باقی ساری میری مخلوق ہیں ان میں عزت خالق کے لئے ہے۔ اور جو عزت مخلوق کے حصے میں آئی' فرمایا! وہ میرے رسول کے لئے ہے اس لئے کہ سب سے زیادہ قرب میری ذات کے ساتھ اسی کو ہے اور پھر تیسرے درجے میں وہ لوگ آ جاتے ہیں جو مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ تو گویا عزت و ذلت کا بھی فیصلہ صادر فرما دیا جس طرح یہ فیصلہ صادر فرما دیا کہ جس کسی کی موت کفر پر ہو گی مرنے کے بعد اس کی بخشش کا کوئی امکان نہیں ہے۔ زندگی میں توبہ کرنا' زندگی میں اسے فیصلے کا اختیار ہے' موت تک اسے فیصلے کا اختیار ہے' لیکن موت کے بعد اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اور جس پر اس کا خاتمہ ہو گا اسی میں اس کو رہنا ہو گا۔

یہ جنگ ناگزیر نظر آتی ہے یہ الگ بات ہے کہ آج ہوتی ہے ایک ماہ بعد ہوتی ہے یا چھ مہینے بعد ہوتی ہے یا چھ سال بعد۔

اس ایک فیصلے نے کہ میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں' اس کے لئے کوئی جبر نہیں ہے لا اکراہ فی الدین آپ کسی سے بندوق کی نالی سینے پر رکھ کر کلمہ نہیں پڑھوا سکتے' اسے حق ہے زندہ رہنے کا' اسے حق ہے ایمان یا کفر میں سے انتخاب کرنے کا' اس کی جان' مال اور آبرو محفوظ ہے۔ لیکن اور بہت سے حقوق اور احکام بدل جاتے ہیں۔ جب ایمان وہ لاتا ہے پھر اس پر فرائض کی پابندی فرض ہو جاتی ہے' واجبات کی واجب ہو جاتی ہے' سنت کی سنت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حلال' حلال ہو جاتا ہے اس کے لئے اور جو چیزیں شریعت حرام کرتی ہے وہ حرام ہو جاتی ہیں۔ یعنی اس ایک فیصلے کے بعد اور یہ ہم زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جہاں کوئی آدمی فوج میں بھرتی ہو جاتا ہے جو نہیں ہوتا وہ آزاد ہے لیکن جو بھرتی ہو جاتا ہے' اس کے سونے' جاگنے' لباس' کھانے پینے' اٹھنے بیٹھنے کے سارے احکامات ڈھل جاتے ہیں فوجی قوانین میں۔ اس کے لئے پابندی ضروری ہوتی ہے۔ اگر نہیں کوتاہی کرتا ہے تو سزا پاتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی اللہ کا سپاہی ہے' بھرتی مرضی سے ہوتا ہے لیکن اس کے بعد اسے سارے قوانین اپنانے پڑتے ہیں اور بندے تو سارے ایک جیسے ہیں۔ سب مشت غبار ہیں' سب میں نفس بھی ہے' سب میں دنیاوی خواہشات بھی ہیں اور دنیا بڑی حسین' بڑی خوبصورت اور ایسی ہے کہ اس کا لالچ لے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈوبتا ہے بندے کو یہ بھی اللہ کی تخلیق ہے اور اس میں بڑی لذتیں بھی ہیں' تو اس سارے کارگہہ حیات میں کوئی ایسی خصوصیت مومن کے پاس ہو جو اسے ایک قوت عطا کر دے' ایک طاقت عطا کر دے کہ وہ اطاعت الٰہی پر کاربند رہ سکے۔ اس کے اندر کوئی ایسی انرجی' کوئی ایسی طاقت' کوئی ایسی فکر' کوئی ایسی سوچ بھر دے جو اسے قائم رکھے۔ مشکلات میں' مصیبتوں میں' جنگوں میں' آزمائشوں میں۔

اب جس طرح دنیا بھر میں عالم اسلام پر' مسلمانوں پر جنگ مسلط ہے' جہاں فوجی کارروائی ہو رہی ہے وہاں تو مارے جا ہی رہے ہیں لیکن جہاں فوجی جنگ نہیں ہو رہی وہاں بھی مسلمانوں کا خون تو بہہ رہا ہے' کہیں اعلان جنگ کے ساتھ اور کہیں بغیر اعلان جنگ کے۔ حالت جنگ تقریباً تمام عالم اسلام پر طاری ہے۔ اب اس میں جان کا خوف بھی ہے' مال کا خوف بھی ہے' یہ سارے ڈر بھی ہیں پھر کسی دوسری طرف سے پناہ ملنے کا لالچ بھی ہے تو اسی مٹی کا مومن بھی بنا ہے جس مٹی کا کافر بنا ہے' ویسا ہی دماغ اس کا بھی ہے' ویسی ہی فکر اس کو بھی ہے' ویسی ہی ضرورتیں اس کی بھی ہیں تو کون سی کوئی ایسی خصوصیت ہو جو اسے اس سارے پر کاربند کر دے اور اس مقام پر نہ لے جائے جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم مصیبتوں میں مبتلا تھے اور آپ آئے تو بھی ہم ویسی ہی مصیبتیں جھیل رہے ہیں' آپ کے آنے یا نہ آنے سے کیا فرق پڑا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب مقابلہ آ جائے میدانِ کارزار میں ہو اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا پس جم جاؤ اس لئے کہ تمہارے ساتھ اللہ ہے' اللہ کی طاقت ہے' تم اکیلے نہیں ہو اور یہ یاد رکھو کہ تمہیں بھاگنا زیب نہیں دیتا' نہ وہ قادرِ مطلق کو زیب دیتا ہے کہ وہ بھاگنے والوں کا ساتھ دے' وہ قادر مطلق ہے کہا جم جاؤ اور اس کے ساتھ یہ اعتبار بھی تو ہو کہ وہ میرے ساتھ ہے' اس کی سمجھ بھی تو ہو کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔

جس بارڈر لائن کو یہ لکیر کہتا ہے وہ لکیر ہماری زندگی کی لائن ہے۔

زبانی تو ہم نے بھی سن لیا کہ اللہ ہے اور زبانی تو کافروں نے بھی سن لیا کہ اللہ ہے۔ اس نے انکار کر دیا ہم نے اقرار کر لیا۔

فرمایا! کسی بھی حال میں' حالت جنگ میں بھی ہو' سر کٹ رہے ہوں' خون کے فوارے بہہ رہے ہوں' آتش و آہن برس رہا ہو تو بھی واذکروا اللہ کثیرا اس کا ذکر کثرت سے کرتے جاؤ۔ یہ ایک نسبت ہے تمہارے اور اس کی ذات کے درمیان' ایک رشتہ ہے تمہارے اور اللہ کریم کے درمیان' ایک تعلق ہے بندے کا اور اس کے مالک کا۔ دنیا کے دانشور' دنیا کے عقلمند' دنیا کے حکیم و دانا دانائی کی باتیں کرتے ہیں' حکمت کی باتیں سمجھاتے ہیں لیکن اس حکمت میں جو کیفیت ہوتی ہے وہ بندے پر طاری نہیں کر سکتے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام میں اور دانشوروں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی جو بات کہتے ہیں ماننے والے پر اس کی کیفیت آ جاتی ہے۔ یعنی نبی صرف بات نہیں پہنچاتے جس طرح انکار حدیث کے فتنے میں ایک بات کہی گئی کہ نبی کا کام تھا اس نے قرآن پہنچا دیا' بات ختم ہو گئی اب اس کی کیا ضرورت ہے کہ آگے نبی نے کیا فرمایا۔ ہر وقت کی الگ ضرورت ہے اور اس کے مطابق ترجمہ کرنا چاہئے یہ درست نہیں ہے۔

نبی ہی اکیلا وہ ذات ہوتا ہے جو اللہ کا کلام پہنچاتا بھی ہے اور اس کے ساتھ وہ کیفیت سینے میں اتار دیتا ہے جو اس کلام کے مفاہیم میں ہوتی ہیں۔ لتبین للناس مانزل علیھم لوگوں کے فہم و ادراک میں یہ بات ڈالنا' بین کر دینا' واضح کر دینا' انہیں پتہ چل جائے کہ اللہ کس طرح وحدہٗ لاشریک ہے' وہ سمجھنے اور محسوس کرنے لگیں کہ واقعی وہ وحدہٗ لاشریک ہے' وہ محسوس کرنے لگیں کہ واقعی میرا رب وہی ہے' وہ محسوس کرنے لگیں کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ ھو معکم این ما کنتم وہ ہر حال میں ہر جگہ ہر وقت وہ تمہارے ساتھ موجود ہے۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید شہ رگ سے وہ قریب تر موجود ہے۔ ان ساری محسوسات کو محسوس کرنے کے لئے جب یہ چیزیں ہم

www.naqshbandiaowaisiah.com

محسوس نہیں کرتے تو کردار ہمارا وہی ہوتا ہے جو نہ ماننے والے کا ہوتا ہے اگرچہ زبانی ہم اقرار کرتے ہیں۔

جب یہ چیزیں محسوس ہونے لگتی ہیں تو ایک قوت آ جاتی ہے۔فرمایا اُذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا سو اللہ کا نام کثرت سے لو اللہ اللہ کہے جاؤ۔ یہ کثرتِ ذکر الٰہی جو ہے یہ وہ محسوسات دے دے گی کہ تم اللہ کو اپنے ساتھ محسوس کرنے لگو گے۔ جسے تم نہیں دیکھ سکتے اس پر دیکھنے سے زیادہ یقین کر سکو گے۔ اور یہی کیفیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برکات نبوی میں ایک نگاہ سے نصیب ہو جاتی تھی اسی لئے وہ تمام مومنین سے افضل ترین لوگ ہیں ایمان میں یقین میں نیکی میں ورع میں تقویٰ میں دیانت میں امانت میں کوئی غیر صحابی صحابی کی گرد پا کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیوں؟ جو نگاہ مصطفوی ﷺ انہیں نصیب ہوئی اس کے طفیل اللہ کریم فرماتے ہیں ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ان کے وجود کا ہر ذرہ ہر باڈی سیل کھال سے لے کر نہاں خانہ دل تک جلد سے لے کر نہاں خانہ دل تک اللہ کے ذکر سے معمور ہو گیا اور اللہ کے ذکر میں لگ گیا۔ یعنی صرف ان کی زبان اللہ اللہ نہیں کہتی تھی ان کے وجود کا ہر ذرہ ان کی نگاہ اور ان کے ہاتھ ان کے پاؤں ان کی کھال ان کا گوشت پوست ہڈیاں خون کا قطرہ قطرہ اور وجود کا ذرہ ذرہ ذاکر ہو گیا تھا۔ اس ذکر کثیر نے انہیں وہ یقین محکم عطا کیا تھا کہ جس نے انہیں ہر میدان میں سرخرو کیا اور کہیں وہ لڑکھڑائے نہیں۔

جب محاصرہ ہو رہا تھا "خندق" کا قبائل عرب امڈ کر آ گئے تھے مدینہ منورہ تک اس وقت تین ہزار آبادی پر مشتمل ایک چھوٹا سا گاؤں تھا مدینہ منورہ۔ آج کل جو مسجد نبوی کی توسیع ہوئی ہے مسجد عہد نبوی کے گاؤں سے بڑی ہو گئی ہے اور شہر مسجد کے اندر آ گیا ہے۔

یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے شاید وقت اتنی کروٹیں لے چکا ہے کہ وہ گلیاں وہ خاک وہ مٹی کے ذرات جہاں نقوش کفِ پائے ﷺ تھے اور جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاؤں کی گرد تھی آج کے مسلمان کی آنکھوں سے اللہ نے پنہاں کر دی۔ اگرچہ اس پر مرمریں فرش لگا دیئے ہیں الحمد للہ مسجد کی عمارت تو بے مثل اور بے مثال ہے دنیا میں کوئی ایسی عبادت گاہ نہ ہوگی کسی مذہب کے پاس لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خاک کے وہ ذرات جن پر محمد الرسول اللہ ﷺ کے قدوم فلک پایہ لگے مٹی کے وہ ذرات جنہوں نے صحابہ کرام کے قدوم پاک کو چوما جنہیں آج تک امت اپنی آنکھوں سے چومتی رہی ہماری نگاہوں سے اللہ نے پوشیدہ کر دیئے۔ شاید ہمارے دل ذکر سے خالی ہیں ہمارے سینے سوز سے بے گانہ اور ہماری نگاہیں تک طہارت سے عاری ہو چکی ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے اگر چھوڑ دی ہے تو اللہ کی یاد۔ ہم نے اگر بھلا دیا ہے تو ایک اس کا نام اور اس ایک نام کے بھلانے نے ہم سے اسلام کی روح چھین لی ہے ہمارے سجدے بے ذوق اور نمازیں بے کیف ہو گئی ہیں ہمارے روزے فاقہ کشی میں تبدیل ہو گئے اور ہم خدانخواستہ معیت باری سے محروم ہو کر کفار کے رحم و کرم پر آ گئے ہیں۔

ہمارا دانشور کہتا ہے کہ افغانستان میں اسلامی ریاست کو مسلمانوں کو شکست ہوئی اور امریکہ جیت گیا۔ نہ اسلام کو شکست ہوئی نہ مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمانا تھا وہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور جو زندہ ہیں وہ آج بھی اسی اسلام پر قائم ہیں اسی اللہ پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ نقصان کسے ہوا؟ نقصان ہمیں ہوا جو نام کے مسلمان ہیں اور جنہیں اللہ اسلامی ریاست دے رہا تھا۔ جنہیں اسلامی قانون نصیب ہونا تھا، جنہیں اسلامی نظام سلطنت مل سکتا تھا نقصان انہیں ہوا جو آج امریکہ کے ہمنوا بن کر تالیاں بجا رہے ہیں ہم ایسے بدنصیب تھے کہ بنی بنائی خلافت اور پڑوس میں آئی ہوئی اسلامی ریاست سے استفادہ نہ کر سکے۔ ہم جو تالیاں بجا رہے ہیں شکست انہیں ہوئی جس کے نتیجے میں آج برہمن بنیا اور دنیا کی وہ ذلیل ترین قوم کتنے دھڑلے سے کہتی ہے کہ تمہارا حشر وہی ہوگا جو افغانستان کا ہوا۔ کیسی عجیب بات ہے! ہماری حیثیت کیا رہی۔ آج ہمیں ہندو دھمکیاں دیتا ہے۔ لیکن کیا ہم اس سارے حادثے سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیں گے کہ ہم اللہ کی یاد کو اپنا لیں تاکہ جو اقرار ہم زبانی کرتے ہیں ہمارا دل بھی اسے مانے۔ ہم دل کو بھی اللہ اللہ سکھائیں وجود کو

اللہ اللہ سکھائیں' ہم ذہن میں اللہ سموئیں' ہم رگ و ریشے میں' ہر سانس کے زیر و بم میں' ہم دل کی ہر دھڑکن میں اللہ کا نام سمو دیں شاید ہمیں بھی وہ اپنی رحمت سے نوازے اور اس کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں ہے کہ حالات پلٹا کھائیں۔

جہاں تک ظاہراً حالات کا تعلق ہے اگر ان کا وثوق سے تجزیہ کیا جائے تو جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ہندوستانیوں میں اور مسلمانوں میں جنگ ہوگی اور یہ جنگ ناگزیر نظر آتی ہے یہ الگ بات ہے کہ آج ہوتی ہے' ایک ماہ بعد ہوتی ہے یا چھ مہینے بعد ہوتی ہے یا چھ سال بعد ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے دانشور' ہمارے ادیب اور شعرا جو ہندوستان کا چکر لگاتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان آج بھی سرحد کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ یہ ایک لکیر ہے جس نے فساد ڈالا ہوا ہے۔ یہ لکیر مٹ جائے گی تو فساد ختم ہو جائے گا۔ اور اس لکیر میں کفر اور اسلام کی بات چھپی ہوئی ہے۔ یہ مٹ جائے گی تو کفر چھا جائے گا۔ دیوبندی' بریلوی چھوڑ کر شیعہ سنی بھی کوئی نہیں پوچھے گا مسلمان مسلمان ہوگا اور کافر کافر ہوگا اور سب کو ایک لاٹھی سے ہانکا جائے گا۔

جب تک یہ لائن قائم ہے' ہم گنہگار سہی' خطا کار سہی' ہمارا نظام غیر اسلامی سہی لیکن ملک مسلمانوں کا ہے' حکمران بھی مسلمان ہیں اور رعیت بھی مسلمان ہے۔ اس لکیر کی وجہ سے' جس بارڈر لائن کو یہ لکیر کہتا ہے وہ لکیر ہماری زندگی کی لائن ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اور اگر ہم اسلامی نظام سے بیگانہ ہو جائیں تو پھر کسی لکیر کی ضرورت نہیں۔ وہ اسے مٹانا چاہتا ہے جبکہ ہم اسے اور بڑھانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہ جنگ ہوگی اور جتنا سازگار ماحول اس جنگ کو آج نصیب ہے شاید پھر کبھی نصیب نہ ہو۔ اس لئے کہ دنیا کی دوسری کافر طاقتوں کا اور کافر اعظم امریکہ کا بھی اس میں فائدہ ہے کہ وہ ہمالیہ کی بلندیوں پر پہنچ جائے اور اپنے اڈے قائم کرے۔

یہ جنگ بھی ہوگی اور مجھے اس میں کوئی خوش فہمی نہیں ہے کہ بے شمار لوگوں کا خون بہے گا۔ جن میں نورِ ایمان ہے وہ شہادت سے سرفراز ہوں گے اور جو بین بین ہیں مار وہ بھی کھائیں گے لیکن **العزة لله ولرسوله** فتح اسلام کی ہوگی انشاء اللہ العزیز۔ اور صرف کشمیر نہیں' صرف پاکستان نہیں بلکہ برصغیر پر اسلامی ریاست قائم ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

احادیث مقدسہ مبارکہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جمع کی گئی ہیں کتاب الجہاد اور باب غزوۃ الہند میں ان کو جب دل میں اتارا جائے تو ایک تصویر بن جاتی ہے برصغیر کی جس پر اسلام کی حکمرانی ہوگی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوگی اور دنیا میں اسلام پھیلے گا۔ دنیا کی یہ بہت بڑی طاقت جسے آپ U.S.A. کہتے ہیں اس کو ہمارے بچے صرف تاریخ کی کتابوں میں پڑھیں گے۔ اس کا زمین پر وجود نہیں ہوگا اور یہ ریاستیں الگ ہو جائیں گی۔ اسی شکست کی دراڑیں اتنی دور تک جائیں گی' انہیں الگ ہونا پڑے گا۔ لیکن یہ سب کس کے لئے ہے؟ اس کے لئے جسے اللہ کی عظمت پر اعتماد ہو۔

اگر ہم اس کی پناہ میں آ جائیں تو دنیا کے سارے مصائب کا مقابلہ ہم کر سکتے ہیں اس لئے کہ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ ہم زبانی جمع خرچ کرتے رہیں اور ہمارا دل نہ مانے تو ایمان نام ہے اقرار لسانی کے ساتھ تصدیق قلبی کا۔ زبانی اقرار ظاہری احکام شریعت کے لئے بندے کو مسلمان قرار دے دیتا ہے لیکن من جانب اللہ جو چیزیں آتی ہیں ان کے لئے دل کی تصدیق ضروری ہوتی ہے۔ وہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ **لِکُلِّ شَیْئٍ ثَقَالَةٌ وَثَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذکر اللہ او کما قال رسول اللہ ﷺ** کہ ہر چیز کے لئے پالش ہوتی ہے' ہر چیز کے لئے صفائی کرنے کا کوئی مسالہ ہوتا ہے' کوئی چمکانے کی کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو اس چیز سے زنگ' گرد اتار کر اس کو چمکیلا کر دیتی ہے **وَثَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذکر اللہ** اور دلوں کی پالش اللہ کا ذکر ہے' اللہ کی یاد ہے' اللہ کا نام ہے۔ سو' میرے بھائی توفیق تو یہ بھی ارزاں ہوگی' معیت باری کا یقین ہوگا جو ہمیں تمام پریشانیوں سے نکال دے گا۔ موت آئے تو شہادت کی ہوگی اور اسے گلے لگانے کو دل چاہے گا۔ زندگی ہوگی تو اطاعت کی ہوگی اس میں جینا مزہ دے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم یہ نسخہ آزمائیں۔ یادِ الٰہی کا' ذکرِ الٰہی کا' اللہ کی یاد کا' میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس حال میں اب بھی جیسے ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ بدکاری ہر طرح بری ہے لیکن اگر کوئی سفید ریش والا کرتا ہے تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

بہت ہی بری ہے کہ بڑھاپے میں جا کر بھی باز نہیں آیا۔ اسی طرح اللہ کی یاد سے غفلت ہمیشہ بری ہے لیکن اتنے پرفتن دور میں اتنی مشکلات میں گھر کر بھی اگر ہم اللہ کا نام نہیں لیتے تو یہ تو بہت ہی بڑی بدنصیبی ہے۔

ہمارے پاس ایک ہی ہتھیار ہے جس سے ہمارے سارے ہتھیار کارگر ہو سکتے ہیں' ہماری ایٹمی قوت بھی تب کارآمد ہو سکتی ہے' ہمارے گولے' بندوقیں اور جہاز بھی تبھی کام آ سکتے ہیں جب ہمارا اپنا دل بھی اس کی یاد سے وابستہ ہو۔ اور خدانخواستہ دل سوز سے خالی ہوں' سینے درد سے بیگانہ ہوں تو پھر بات وسائل وغیرہ پر چلی جاتی ہے جو ظاہر ہے کہ عالم کفر کے پاس زیادہ ہیں اور مومن کے پاس کم۔ بلکہ مسلمانوں کے جو دماغ ہیں استفادہ ان سے بھی غیر اسلامی طاقتیں کر رہی ہیں' مسلم ممالک نہیں کر سکے۔

پاکستان میں آپ ایک ڈاکٹر عبدالقدیر کو واپس لائے تو آپ ایک ایٹمی ملک بن گئے آپ کے ایسے لاکھوں ڈاکٹر عبدالقدیر دوسرے ممالک میں ان قوموں کی خدمت کر رہے ہیں جنہیں آپ وطن واپس نہیں لا سکے۔ لا سکتے نہیں' انہیں ایڈجسٹ کر سکتے نہیں' انہیں یہاں کوئی نوکری کی جگہ نہیں دیتا' انہیں کوئی بسنے نہیں دیتا۔ ان کے بچے اغواء کر لیتے ہیں' پیسے دے کر واپس لینے پڑتے ہیں' گھروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ محکموں میں موجود نالائق لوگ انہیں اپنے محکموں میں گھسنے نہیں دیتے۔ یہ سارا اس لئے ہے کہ ہم عظمت الٰہی سے بیگانہ اور اس کی ربوبیت پر متزلزل ہیں کہ پتہ نہیں یہ ہمیں دے گا یا نہیں' یہاں سے چھین لیں' وہاں سے لوٹ لیں۔ ہم اس کا اٹھا کر لے آئیں' ہم اپنی قوت پر' ہم دنیاوی قوتوں پر بھروسہ کر کے حکمران بننا چاہتے ہیں۔ ہمارے سیاسی لیڈروں کو دیکھئے پاگل ہو رہے ہیں۔ ایسے بوکھلائے ہوئے بیان دیتے ہیں کہ جن کا ماحصل یہ ہے کہ مجھ سے کچھ بھی کہلوا لو کسی طرح مجھے اقتدار میں گھسیڑ لو۔ کیا یہ ایمان کی دلیل ہے یا اللہ پر یقین کی دلیل بنتی ہے لیکن میرے بھائی! ہماری ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ ہم ہمیشہ دوسروں پر تنقید میں اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور اپنے لئے ہم سوچتے ہی کم ہیں جبکہ سب سے پہلے تو بندے کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ میں کہاں کھڑا ہوں۔ مجھے کتنی توفیق ہے اللہ کو یاد کرنے کی اور اس کے نتیجہ میں مجھے کتنی اطاعت کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔ پھر جو میرے قریب تر ہوں' میرے ساتھ ہوں جو میری بات سنتے ہیں ان کو کتنا میں یاد الٰہی کی طرف لا سکتا ہوں اور ان میں کتنا قرب الٰہی کا ذوق پیدا کر سکا ہوں۔ یاد رکھو صرف نیکی کرنا ہی نیکی نہیں ہوتی کسی کو گناہ سے بچا لینا بھی نیکی ہے اور سب سے بڑی نیکی ہے۔ سارے لوگ بایزید بسطامی نہیں بن جاتے۔ ایک آدمی دن میں پچاس گناہ کرتا تھا اس کا گراف پچاس سے اگر آپ چالیس پر لے آئیں تو یہ بھی بڑی نیکی ہے' ہے تو وہ گناہگار ہی لیکن پچاس سے چالیس تک تو آ گیا۔ اللہ کرے گا چالیس سے تیس بیس ہوتے ہوئے کسی دن اس نرغے سے نکل آئے گا۔ اس کا سفر برائی سے نیکی کی طرف شروع ہو گیا اور وہ ایسا کریم ہے

ایک واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا' پہلی قوموں کا کوئی شخص تھا۔ اس کی ساری عمر قتل و غارت گری و دہشت گردی میں گزری اور وہ ننانوے آدمیوں کا قاتل تھا۔ تو اسے خیال آیا کہ ابھی تو میرے پاس فرصت ہے۔ آخر ایک دن مجھے بھی مرنا ہے تو میں کسی عالم سے پوچھوں کہ میرے لئے کوئی جائے پناہ ہے۔ میں کس طرح بچ سکتا ہوں۔ وہ کسی عالم کے پاس گیا۔ کہ جی! میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اللہ کو یاد کرنا چاہتا ہوں' میں اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتا ہوں۔ مولانا تو ناراض ہو گئے اس نے کہا کہ تو ننانوے آدمی قتل کر کے پھر تو عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو کس طرح بچ سکتا ہے۔ ایک بندے کا قاتل جو ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ پوری انسانیت کا قاتل ہے کہ فکانما قتل الناس جمیعا جیسے اس نے میری ساری مخلوق تہہ تیغ کر دی۔ تو ننانوے بندے مار کر تو پھرتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور جنت تلاش کرتا ہے تجھ جیسا تو جہنمی کوئی نہیں ہوگا۔ وہ پہلے ہی اس مزاج کا آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ ننانوے تو ہیں سو تو ہو جائیں ناں! ایک اس نے مولانا کو شامل کر لیا اس نے کہا چلو سو تو ہوں۔ میں تو دوزخ میں جاؤں گا' سو قتل تو ہوں گے ناں۔

وہ جو خیال تھا وہ اسے پریشان کرتا رہا' اس کے دل میں کھٹکتا رہا وہ ایک دن کسی اللہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے بندے کے پاس جا پہنچا۔ اس نے کہا او بے وقوف! تو کیا سمجھتا ہے کہ تیرے گناہ بخششِ الٰہی کو عاجز کر دیں گے؟ تیری خطائیں اس کی رحمت کو محدود کر دیں گی؟ تو جو کچھ بھی کر چکا ہے واپس اسی کے پاس پناہ لے' تو توبہ بھی کر اور اسے یاد کرنے بیٹھ جا' اللہ اللہ کرتا رہ اور انہوں نے ایک نصیحت فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسا کر جہاں تو رہتا ہے ان لوگوں میں واپس نہ جا لگتا ہے وہاں کا ماحول ایسا ہے' وہ لوگ ایسے ہیں کہ تجھے پھر اسی دہشت گردی میں واپس دھکیل دیں گے۔ تو میرا کہنا مان اور فلاں جگہ ایک بستی ہے' وہ نیک لوگ ہیں اور اللہ اللہ کرنے والے ہیں۔ تو وہاں چلا جا' نیک لوگوں کے پاس تا کہ تجھے نیکی پر قائم رکھنے میں وہ معاون ہو سکیں۔ وہ چل پڑا۔ تو جب وہ چل پڑا تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کی موت آ گئی۔ وہ تھوڑی دور گیا تھا کہ موت نے آ لیا۔ وقت پورا ہو گیا زندگی کا۔ اب مرنے کے اسالیب جدا ہوتے ہیں' نجات والوں کو لینے کے لئے جو فرشتے آتے ہیں ان کا رشتہ جنت سے ہوتا ہے اور جو عذاب والوں کے لئے آتے ہیں گرفتار کرنے ان کا رشتہ دوزخ سے ہوتا ہے۔ اب دونوں ٹیمیں وہاں پہنچ گئیں۔ ایک تو آ گئی کہ یہ جی تائب ہو چکا ہے اور یہ جنت کا مستحق ہے۔ دوسرے آئے کہ ہماری پکی اسامی ہے' ہم نے لے کر جانا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں فرشتوں نے دعا کی' بارالہا! یہ تو جھگڑا بن گیا اسے کون لے جائے فیصلہ تو تیرا ہی ہے جسے حکم دے لے جائے گا۔

وہ بڑا بے نیاز ہے اور بڑا کریم ہے۔

اس نے کہا کہ بھئی یہ برائی چھوڑ کر نیکی کی طرف چل تو پڑا تھا تو تم فاصلہ ماپ لو اگر نیکوں کے قریب ہے تو جنت والے لے جائیں اور اگر ابھی بدکاروں کے قریب ہے تو جہنم والے لے جائیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب فرشتے ناپنے لگے تو اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ نیکوں کی طرف سے سمٹ جا۔

اس کی بخشش اتنی عام ہے کہ فرشتوں کو تو جو حکم دیا وہ ٹیکنیکل تھا' با قاعدہ تھا' بھئی زمین ناپ لو لیکن زمین کو حکم دیا کہ نیکوں کی طرف سے کم ہو جا' میرے بندے کو بچ جانے دے عذاب سے۔

میرے دوستو! ڈاک میں بھی ملاقات میں بھی بڑے سوال ہوتے ہیں۔ جنگ روکنا یا جنگ کرانا نہ میرے بس میں ہے نہ آپ کے بس میں ہے۔ لیکن اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں لانا یہ ہمارا اختیار ہے' یہی اتنا سا ہی ہمارے پاس اختیار ہے اس فیصلے کا۔ سب سے پہلے جو اندر جنگ لگی ہوئی ہے اس کا فیصلہ کرو گے۔ ہمارے اندر بھی ایک جنگ ہے' ایک کشمکش ہے' میں وہ بھی چھین لوں' میں وہ بھی لے لوں' میں یہ بھی کر لوں' میں وہ بھی کر لوں۔ ہم صرف ایک کام کیوں نہ کر لیں ہم وہی کریں جو اللہ اور اللہ کا رسول کہتا ہے۔ ہم اپنے فیصلے اللہ کی مرضی پر چھوڑ دیں۔ ہم اپنے آپ کو تو یہاں لائیں' اپنی جنگ تو جیتیں پھر انشاءاللہ ساری جنگیں جیتی گئیں۔ پھر موت بھی مزے دار اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔ اور زندگی میں بھی لطف آتا ہے' سکون نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر ہم خدانخواستہ یہ جنگ ہار گئے اور مذبذب ہی رہے تو دنیا جیت گئی تو ہمیں کیا نصیب ہوگا اور دنیا ہار گئی تو ہمارا کیا جائے گا کیونکہ ہم تو پہلے ہی ہارے ہوئے ہوں گے لہٰذا فیصلے کا وقت ہے اپنا فیصلہ کرو' اپنے بزرگوں اپنے عزیزوں' اپنے دوستوں کو اس بات پہ لاؤ کہ ذکر الٰہی کثرت سے کیا جائے' عبادات میں پوری توجہ اور دلجمعی سے اور ذوق سے رزق حلال کی کوشش کرو' حرام سے بچنے کی کوشش کرو۔

یہ طے ہے کہ مٹنا باطل کو ہے اور غلبہ حق کا ہونا ہے' جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً باطل بنا ہی مٹ جانے کے لئے ہے اور حق کا نزول ہی اس لئے ہوا ہے کہ وہ قائم رہے گا' نہ کوئی نیا نبی آئے گا' نہ کوئی نئی کتاب آئے گی۔ یہی نبوت' یہی قرآن' یہی کتاب قیامت تک قائم رہے گی۔ یہ لکیر مٹانے والے خدا کی حاکمیت مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اور امریکہ کو بھی سب سے بڑی تکلیف یہی تھی کہ اگر یہ اسلامی ریاست قائم رہی تو اس کا مطلب ہے کہ غلبہء اسلام پھیلے گا اور بالآخر دنیا پر چھا جائے گا۔ کافر نے اپنا حق ادا کیا۔ اس کا یہی حق تھا کہ وہ اسلام کو مٹانے کی کوشش کرے لیکن کوئی ذمہ داری ہماری بھی ہے' ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے فرائض پہچانیں۔ ہوگا کیا؟

اللہ کا فیصلہ ہے کہ حق غالب ہوگا اور باطل مٹ جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

غزوۃ الہند

یہ یقین رکھیے کہ ہندوستان حملہ آور ہوگا اور یہی ابتدا ہوگی غزوۃ الہند کی یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ کے قتل عام سے ابتدا ہو چکی ہے۔ اب اس میں ایک وقفہ ہے وہ ہفتوں کا ہے یا مہینوں کا ہے اس کا علم رب العالمین کو ہے لیکن اس وقفے کے بعد ہندوستان بھی حملہ آور ہوگا اور افغانستان سے بھی ردعمل شروع ہوگا جو اپنے عروج پر پہنچ کر یہ بتائے گا کہ یہ غزوۃ الہند ہے اور جس میں انشاءاللہ العزیز مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوگی مسلمان شریک ہوں گے اور امریکہ صرف افغانستان کی بات کر رہا ہے جب کہ نبی رحمت ﷺ نے برصغیر کی بات کی ہے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان ' منارہ 28-12-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علیٰ حبیبہٖ محمد و الہ و اصحابہٖ اجمعین عن ثوبان مولیٰ رَسُوْلُ اللہ ﷺ قال قال رَسُول اللّٰہ ﷺ عصابَتان مِن اُمّتِی اَعرَضھُما اللّٰہ من النار ،عصابۃ تغزوالھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ بن مریم علیھما السلام او کما قال رسو ل اللہ ﷺ عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال وعدنا رسول اللہ ﷺ غزوۃ الھند فان ادر کتھا انفق فیھا نفسی ومالی وان اقتل کنت من افضل الشھداء فان ارجع فانا ابو ھریرۃ المحرر

نسائی صفحہ 63 جلد دوئم کتاب الجہاد غزوۃ الہند

اَلّٰھم سبحٰنک لا علم لنا الّا ما علّمتنا انک انت العلیم الحکیم .مولا یا صلّ وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک مَن زانت بہ العصر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصدق الصادقین امام الانبیاء خاتم الانبیاء اللہ کے آخری نبی اور رسول جن کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں اور جن کی امت کے بعد کوئی نئی امت آنے والی نہیں آپ ﷺ نے بہت سے پیش آنے والے واقعات و حالات کا تجزیہ فرمایا اس لیے کہ یہ سب آپ ﷺ کی امت سے متعلق ہیں آپ ﷺ نے جو احکام اور جو طریقہ عبادت عطا فرمائے جب تک سورج طلوع و غروب ہو رہا ہے احکام بھی وہی ہیں اور طریقہ ہائے عبادت بھی وہی۔ مشرق میں ہوں یا مغرب میں شمال میں ہوں یا جنوب میں، دنیا کی کوئی قوم دنیا کا کوئی فرد دنیا کا کوئی بشر اس سے بالاتر نہیں ہے سب کے لیے وہی ایک اصول ہے اور یہ کمال کی بات ہے کہ یہ احکام خالق کے ہیں اس لئے ان میں ایسا توازن ہے ۔ [illegible] نفتلو عادات اطوار اور اغذیہ کے اختلاف [illegible] موسموں کے اختلاف حالات کے اختلاف کے باوجود دنیا کی ہر قوم ہر وقت ان پر عمل کر سکتی ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ اقوام عالم میں جہاں جہاں انسانی آبادیاں ہیں وہاں مسلمان موجود ہیں اور ان احکام شرعیہ پر اللہ کے بندے عمل کرنے والے بھی موجود ہیں۔ ان احکام کے اللہ کی جانب سے ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ ان میں ایسا توازن ہے کہ بے شمار اختلافات کے باوجود ان پر یکساں عمل ممکن ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی کہ میری امت کے آخری حصے میں دو جماعتیں ایسی ہوں گی جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گی جو دوزخ سے محفوظ قرار دی جائیں گی ۔ان میں ایک جماعت وہ ہوگی جو غزوہ ہند میں شریک ہو گی ۔اور دوسری جماعت وہ ہوگی جو نزول عیسیٰؑ پر ان کی رفاقت میں جہاد کرے گی جس کے لیے حضرت ابوہریرہؓ دعا کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے عن ابوہریرۃؓ قال وعدنا رسول اللہ ﷺ غزوۃ الہند حضرت ابی ہریرۃؓ کے نزدیک آپ کا ارشاد محض خبر نہیں وعدہ رسول ہے وہ

فرماتے تھے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمارے ساتھ جہاد ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ فان ادرکتھا اگر میں غزوۃ الہند کو پالوں انفق فیھا نفسی و مالی میں اپنا مال اپنی جان اس پہ نچھاور کردوں فان اقتل اگر اس میں شہید ہو جاؤں قتل ہو جاؤں کنت من افضل الشھدا تو میرا افضل شہدا میں شمار ہوگا "فان ارجع" اگر میں اس سے زندہ واپس آجاؤں فانا ھریرۃ المحرر تو لوگ کہیں گے یہ ابو ہریرہ وہ ہے جو دوزخ سے آزاد ہے۔ حدیث کی چھ صحیح ترین کتابوں میں نسائی شریف کا شمار ہوتا ہے جس کی دوسری جلد کے صفحہ ترسٹھ پر ایک پورا باب ہے کتاب الجہاد جس میں پھر ایک چھوٹا باب ہے غزوۃ الہند کتاب الجہاد غزوۃ الہند' اس میں یہ دونوں حدیثیں موجود ہیں۔

ابھی بات ہو رہی تھی میرے ساتھ کہ حالات حاضرہ پہ کچھ بات کیجئے۔ حالات حاضرہ ان دو احادیث کی روشنی میں کم از کم میرے لئے جو میں سمجھ رہا ہوں وہ بڑا واضح روشن اور غیر مبہم ہے۔ جو کچھ افغانستان پہ بیتی اس کے پیچھے صرف ایک آدمی کی گرفتاری کو سبب قرار دینا نادانی ہے۔ کسی ایک آدمی کی گرفتاری کے لئے کسی پورے ملک کو تباہ کردیا جائے اور اس کے بعد وہ آدمی گرفتار بھی نہ ہو سکے یہ جہالت ہے۔ افغانستان پر جو قیامت ٹوٹی اس کے اسباب میرے نزدیک دو ہیں سب سے پہلا اور بڑا سبب یہ ہے کہ روئے زمین پر خلافت اسلامی کا قیام جو مغرب کو کسی صورت گوارا نہیں' حدود شرعی کا قیام معاشرے میں احکام شریعت کا اجرا اور کوئی ایسا معاشرہ متشکل ہو جائے کہ جو اسلام کے اصول کے مطابق ہو معیشت اس کی اسلامی ہو' سیاست اسلامی ہو' عدلیہ اسلامی ہو' تعلیم وتربیت اسلامی ہو' ماحول اسلامی ہو' یہ مغرب کو گوارہ نہیں اس لئے کہ اس کے اپنے معاشرے کے لئے یہ معاشرہ سم قاتل ہے۔ اس کے معاشرے میں لوگ اس حد تک گھبرا چکے ہیں کہ اب وہ لباس تار تار کر کے بے لباس ہو کر رہنا پسند کرتے ہیں۔ انسانی معاشرہ جانوروں سے بد تر ہو چکا ہے' خاندانوں کی تمیز مٹ چکی ہے آبرو اور شرم وحیا جیسی چیزیں عنقا ہو چکی ہیں ناپید ہو چکی ہیں۔ اور خود اہل مغرب کے منہ سے بھی یہ نکلا میں نے ان کے چینلز پر اپنے کانوں سے سنا They were going to finish our culture around the world کہ ہم نے بڑی مشکل سے دنیا کو اپنی تہذیب میں سمویا تھا اردو ادب جس لفظ کو تہذیب کہتا ہے ہم اسے دین کہتے ہیں۔ تہذیب ہوتی ہے بود وباش کا طریقہ' ملاقات کے قاعدے' لین دین کے اصول' زندگی گزارنے کا ڈھب اور جسے آپ تہذیب اور انگریز کلچر کہتا ہے انگریزی والا اسی کا نام دین ہے۔ اس کے موجد اپنی تہذیب کے موجد خود ہیں اور ہماری تہذیب کا موجد اللہ قرآن اور اللہ کا رسول ہے۔ اب ظاہر ہے جہاں اصل چیز آئے گی وہاں سے نقل عنقا ہو جائے گی۔ انسانوں کو جب جان ومال کا تحفظ' آبرو کا تحفظ ملے گا' سکون اور عدل سے رہنا نصیب ہوگا تو وہ مغرب کے معاشرے کو تج کر دیں گے۔ انہیں یہ خطرہ نہیں تھا کہ افغان اٹھ کر امریکہ فتح کر لیں گے انہیں خطرہ یہ تھا کہ امریکہ میں اسلام اتنا پھیلے گا کہ یہ اسلامی ریاست بن جائے گی اس خطرے کو بھی انہیں دور کرنا تھا اور دوسری وجہ مادی تھی اور وہ یہ تھی کہ آئندہ کچھ عرصے میں مشرق وسطی کے تیل کے ذخائر آدھے رہ جائیں گے اور امریکہ اور یورپ کی تیل کی ضرورتیں دو چند ہو جائیں گی ذخائر نصف ہو جائیں گے اور ضرورتیں دو چند ہو جائیں گی۔ اب جو محفوظ ذخائر ہیں تیل اور گیس کے ان کا زیادہ تر حصہ شمالی افغانستان میں موجود ہے اور روس سے نو آزاد مسلم ریاستوں میں موجود ہے۔ جس کے لیے امریکہ نے یہ سارا تکلف کیا ہے اور اتنا بوجھ برداشت کیا ہے کہ اربوں ڈالر اس نے روزانہ کی بمباڈمنٹ پہ خرچ کیے ہیں اور ایک عالم کو تباہ وبرباد کردیا ہے۔ اب اس سے آگے جو حالات پاکستان کو پیش آرہے ہیں۔ یہ امریکہ

غزوہ الہند ہمارے دروازے پر دستک دے رہا ہے ہمیں اسے نہ جیتنا ہے نہ ہارنا ہے اس لیے کہ اس کی جیت کی نوید نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دے چکے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی جانتا ہے کہ اسامہ بن لادن تو رابورا میں نہیں رہ سکتا تو رابورا معروف پہاڑ ہیں اور ان میں جو غار ہیں وہ غار امریکن انجینئرز نے ڈیزائن کرکے امریکی خرچے پر روس کے خلاف بنوائے تھے اور امریکہ اس کی تصویریں بار بار ٹیلی ویژن پر دکھا چکا ہے اگر اسامہ کو امریکہ سے بھاگنا ہے تو کیا وہ امریکہ کے بنائے ہوئے غاروں میں پناہ لے گا۔ تو پھر امریکہ اس پہ اسی کیوں چیخ رہا ہے پھر اس کی جستجو یوں شروع کر دیتا ہے اس لئے کہ اسی نام کے حوالے سے وہ پاکستان کے شمالی پہاڑوں میں داخل ہونا چاہتا ہے اسامہ کی تلاش انہیں پہاڑوں کے راستے شمالی علاقے میں جائے گی اور جب تک ہمالایا کی بلندیوں پر امریکہ کا بیس نہیں بن جاتا امریکہ نہ افغانستان میں اپنا کام کرسکتا ہے اور نہ شمالی ریاستوں میں' ایشیائی ریاستوں میں کرسکتا ہے وہاں بیٹھنے کیلئے اسے روس سے چین سے ایشیا سے تحفظ چاہیے جس تحفظ کے لئے وہ شمالی پہاڑوں پر پہنچنا چاہتا ہے اس سارے پس منظر کے مقابلے میں دیکھا جائے تو ہندوستان اور پاکستان کی جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ دس دن بعد ہوتی ہے دو مہینے بعد ہوتی ہے۔ سال بعد ہوتی ہے امریکی مداخلت کے لئے ہندوستان اور پاکستان کی جنگ ضروری ہے۔ ہندوستان کو جلدی یا بدیر کشمیر پر حملہ آور ہونا ہے۔ وہاں جنگ ناگزیر ہے اور جو لوگ اس خوش فہمی میں ہیں کہ اس سے بچا جا سکتا ہے وہ اس کبوتر کی مانند ہیں جو آنکھیں بند کر کے خود کو بلی سے محفوظ سمجھنے لگتا ہے۔ یہ جنگ اس لیے ناگزیر ہے کہ اگر پاکستان اور ہندوستان میں جنگ نہیں ہوتی تو امریکہ کا داخلہ اس آسانی سے ممکن نہیں جس آسانی سے اس جنگ کے حوالے سے وہ مداخلت کرسکتا ہے اب دونوں طرف لڑانے والا امریکہ ہے۔ ہندوستان کو بھی امریکی شہہ ہے اور پاکستان بھی امریکہ کی ذیلی ریاست بن چکا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اہل وطن' وطن کے دفاع سے غافل ہو جائیں' ملکی سلامتی مقدم ہے ساری چیزوں سے اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر جہاد فرض ہے۔ جو پاکستان میں سانس لیتا ہے یا جس کا پاکستان سے تعلق ہے اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی پوری دیانت و امانت کے ساتھ اس کے دفاع میں شریک ہو۔ حکومت کے ساتھ اختلافات اپنی جگہ اور ہمارا بحیثیت الاخوان حکومت سے ایک ہی اختلاف ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے طرز حکومت پر۔ کسی فرد سے کسی ذات سے کسی سیاسی جماعت سے کسی سیاسی لیڈر سے ہمارا اختلاف نہیں ہے ہمارا اختلاف طرز حکومت پر ہے کہ یہ وطن لاکھوں جانوں کا نذرانہ دے کر اسلام کے لیے حاصل کیا گیا تھا لہذا اس پر اسلام ہی کی حکومت قائم کی جائے اور یہ اختلاف نہیں ہے یہ ہمارا حق ہے جس کے لیے ہم ساری عمر لڑتے رہے ہیں اور جب تک دم میں دم ہے اس کے لیے لڑتے رہیں گے انشاء اللہ العزیز لیکن اگر ملکی سلامتی پر آنچ آئے تو الاخوان کا ہر فرد اپنی قومی فوج کے ہم رکاب اپنی جان اور اپنا خون دینا سعادت سمجھے گا۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ امریکہ نے افغانستان فتح کر لیا تو یہ وہ مفروضہ ہے جو جہالت پر مبنی ہے۔ امریکہ نے ظلماً بے شمار مخلوق تہہ و تیغ کر دی' بے شمار خاندان اجاڑ دیئے' بے شمار گاؤں خاک میں ملا دیئے' بچے بوڑھے مرد عورتیں آتش و آہن کی بارش میں جھونک دیئے۔ اگر امریکہ پر دہشت گردی ہوئی تھی' اگر کچھ سو امریکی مارے گئے تھے تو ان کے مارے جانے کا ہمیں بھی دکھ ہے کہ کسی بے قصور انسان کو' کسی عام شہری کو مارنا جس کا کوئی کسی جنگ میں حصہ نہ ہو' اس کو مارنے کی اجازت اسلام نہیں دیتا اور اسے دہشت گردی قرار دیتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر چند سو امریکی مرے ہیں تو لاکھوں مسلمانوں کو جنہیں امریکہ کا نام نہیں آتا' جس ذہن میں امریکہ کا کوئی تصور نہیں ہے انہیں بھی تہہ تیغ کر دیا جائے اور ظلماً قتل کر دیا جائے۔ کیا جنیوا اکارڈ میں یہی تھا کہ قیدیوں کو بڑے بڑے کنٹینروں میں بند کر کے ان کا سانس روک کر مار دیا جائے؟ کیا جنیوا اکارڈ یہی ہے کہ جنگی قیدیوں پر ہوائی حملے کیے جائیں اور ان کی لاشوں کے پرخچے اڑا دیئے جائیں؟ کوئی اصول کوئی ضابطہ اس جنگ میں روا نہیں رکھا گیا لیکن اس کے باوجود امریکہ کو فتح نہیں ہوئی اس لئے کہ اب بھی صرف ایک کابل کے شہر کے باہر نہ کوئی امریکی نکل سکتا ہے اور نہ نئی افغان حکومت نکل سکتی ہے۔ امریکی اور برطانوی ساری فوجوں کی طاقت ایک شہر پر مرتکز ہے اور اسی ایک شہر کو ٹیلی ویژن پہ بار بار دکھایا جا رہا ہے جب کہ پورا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ملک وسیع پڑا ہے اور جس میں انشاء اللہ اس قتل عام کا ردعمل' جذبہ جہاد اور قیام خلافت اسلامیہ کی امنگیں کروٹیں لے رہی ہیں اور جسے ابھی امریکی فوجیوں اور برطانوی فوجیوں کو face کرنا ہے جو سامنے آرہا ہے لیکن شاید اس حادثے کو بھی اس حادثے کا انتظار ہو گا جو ہندوستان کے حملے کی صورت میں ہمارے سروں پہ منڈلا رہا ہے۔

یہ یقین رکھیئے کہ ہندوستان حملہ آور ہوگا اور یہی ابتدا ہوگی غزوۃ الہند کی یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ کے قتل عام سے ابتدا ہو چکی ہے۔ اب اس میں ایک وقفہ ہے وہ ہفتوں کا ہے یا مہینوں کا ہے اس کا علم رب العالمین کو ہے لیکن اس وقفے کے بعد ہندوستان بھی حملہ آور ہوگا اور افغانستان سے بھی ردعمل شروع ہوگا جو اپنے عروج پر پہنچ کر یہ بتائے گا کہ یہ غزوۃ الہند ہے اور جس میں انشاء اللہ العزیز مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوگی مسلمان شریک ہوں گے اور امریکہ صرف افغانستان کی بات کر رہا ہے جب کہ نبی رحمت ﷺ نے برصغیر کی بات کی ہے۔ چونکہ ہند صرف بھارت کو نہیں کہتے' صرف پاکستان کو نہیں کہتے' ہند صرف کشمیر کا نام نہیں ہے۔ پورا برصغیر ہند کہلاتا ہے اور اصدق الصادقین ﷺ کا ارشاد غزوۃ الہند میں ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ غزوہ اصطلاحاً اس جہاد کو کہا گیا ہے جس میں بنفس نفیس آقائے نامدار ﷺ نے شرکت فرمائی ہے اور خود شمشیر بکف ہو کر میدان میں اترے ہیں اس جہاد کو غزوہ کہا گیا ہے اور خود زمانہ اقدس نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں جن غزوات میں' جن جہادوں میں حضور بنفس نفیس شریک نہیں ہوئے بلکہ اپنے کسی خادم کو اپنی طرف سے امیر بنا کے بھیجا ہے حالانکہ جنگ حضور کی زیر قیادت ہوئی ہے' احکام حضور ﷺ کے تھے کہ یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا' وہاں سے آگے ہٹنا ہے' وہاں سے پیچھے ہٹنا ہے' لیکن حضور بنفس نفیس اس میں شریک نہیں تھے مدینہ منورہ جلوہ افروز تھے ان

وہ لوگ جو غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے وہ بلاحساب جنتی ہیں۔

تمام جہادوں کو سرایا کہا گیا۔ سریہ جس کی جمع سرایا ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے عہد کے وہ جہاد جن میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے اور حضور ﷺ کے عہد کے وہ جہاد جن میں آپ نے اپنے کسی خادم کو امیر مقرر کر کے لڑایا کو غزوات و سرایا کہا جاتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ سینکڑوں سالوں بعد کئی صدیوں بعد آنے والے اس جہاد کو آپ نے غزوۃ الہند فرمایا۔ یہ غزوہ کس لئے غزوہ کہلایا یہ سوال ایک دفعہ علماء کی محفل میں لاہور میں پیش ہوا تھا۔ ہمارے بعض علماء نے یہ ارشاد فرمایا کہ رواج تھا اس زمانے میں جنگ کو غزوہ کہتے تھے حضور نے غزوہ فرما دیا میں نے عرض کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ رواجوں کے پیروکار نہیں تھے اللہ کے رسول اور دین کے داعی جو فرماتے تھے وہ دین ہوتا تھا لہذا ارشاد نبوی کو رواج کی پیروی نہیں کہا جا سکتا۔ آپ نے جب اسے غزوہ فرمایا تو یہ غزوہ ہی ہے۔ رہی بات کہ حضور ﷺ تو بنفس نفیس اس میں شریک نہیں' حضور ﷺ تو اس دار فانی سے دار بقا کو تشریف لے جا چکے لیکن نبوت آپ ہی کی ہے' دین آپ ہی کا ہے اور اس جہاد میں وہ توجہ نصیب ہوگی محمد رسول اللہ ﷺ کی جو بدر و احد میں یا ان مختلف غزوات میں جن میں بنفس نفیس شریک تھے انشاء اللہ وہی اس جہاد ہند میں نصیب ہوگی مجاہدوں کو' اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اسے غزوۃ الہند قرار دیا۔ یہ غزوۃ الہند ہمارے دروازے پر دستک دے رہا ہے ہمیں اسے نہ جیتنا ہے نہ ہارنا ہے اس لیے کہ اس کی جیت کی نوید نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دے چکے۔ غزوۃ الہند اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی فتح کشمیر کی فتح نہیں ہوگی' اس کی فتح دہلی کی فتح نہیں ہوگی بلکہ برصغیر پر اللہ کے دین کا نفاذ ہو گا۔ یہ صرف پاکستان میں اسلام نافذ نہیں ہوگا' صرف افغانستان میں نافذ نہیں ہوگا بلکہ انشاء اللہ العزیز پورے برصغیر پر اس جہاد کے نتیجے میں اسلام نافذ ہوگا۔ جو اس جہاد میں شہید ہوں گے بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور جو اس

www.naqshbandiaowaisiah.com

جہاد سے زندہ واپس آئیں گے وہ بھی آپ کو زمین پر چلتے پھرتے جنتی نظر آئیں گے۔ وہ بھی لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور اس زمین پر چلنے پھرتے جنتی نظر آئیں گے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کے بارے فرما دیا تھا آج کے بعد بدر میں شریک ہونیوالے جو جی چاہے کریں جنت ان کے لئے مقرر کردی گئی اور اس پر محدثین کرام نے وضاحت فرمائی کہ جنہیں حضور ﷺ نے کہہ دیا ہے کہ جنتی ہیں وہ صدیوں بھی زندہ رہیں تو ان سے کام وہی ہوگا جو اہل جنت کو کرنا چاہئے۔ اللہ انہیں محفوظ قرار دے دیتا ہے' گناہ سے حفاظت کرتا ہے اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر امت میں اختلاف پیدا ہو جائے اور اہل بدر میں سے ایک بندہ زندہ ہو پوری امت کی رائے دوسری طرف ہو تو عمل اس پر کیا جائے گا جو اہل بدر کی رائے ہوگی اس لیے کہ اس کی رائے صحیح ہوگی' وہ جنتی ہے۔ غلط بات اللہ اس کے منہ سے نکلوائے گا ہی نہیں۔ اور اس کے بعد نبی رحمت ﷺ نے فاتح قسطنطنیہ کے لئے بشارت دی تھی کہ جو لشکر قسطنطنیہ فتح کرے گا وہ بلا حساب جنتی ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ وہ لوگ جو غزوۃ الہند میں شریک ہوں گے وہ بلاحساب جنتی ہیں۔ اور اس کے بعد وہ جماعت بلاحساب جنتی ہے جو عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ان کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی۔ لہذا حالات حاضرہ اشادات نبویؐ کی روشنی میں بالکل واضح ہیں کہ ہندوستان جنگ میں کودے گا جنگ مسلط کرے گا مسلمانوں پر اور اس کا دفاع انشاء اللہ العزیز مجاہدین اسلام کریں گے' افواج پاکستان اور غازیان افغانستان کریں گے' غازیان پاکستان کریں گے' وہ لوگ جو یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر یقین ہے اور ہم اس جنت کے حصول کے لئے اپنی جانیں دیں گے وہ لوگ کریں گے۔

غزوہ احد میں جب اہل مکہ نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور وہ حملہ پیچھے سے تھا اور فوجیں گڈ مڈ ہو گئیں تو ایک صحابی اہل مدینہ میں سے دوسرے ساتھی کو پکارتا ہے کہ واپس آجاؤ یہ لوگ نعرے لگا رہے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول کو معاذ اللہ شہید کر دیا ہے اور مسلمان ختم ہو گئے کس لئے لڑ رہے ہو اس نے کہا چھوڑو ان کی باتوں کو میرے ساتھ آؤ اس گھاٹی سے مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے' یہاں جنت پڑی ہے' ادھر آؤ میرے ساتھ آؤ اور پھر وہ اسی وادی میں شہید ہو گیا۔ جس طرح جنتیں تب لٹی تھیں اس کے بعد جنت اب لٹ رہی ہے۔ نہ حکومت کے بس میں ہے نہ میرے بس میں ہے نہ آپ کے اختیار میں ہے اور نہ ہندوستانیوں کے اختیار میں ہے اس لیے کہ یہ غزوۃ الہند بنے گا تب ہی جب ہندوستان بھی اس میں کودے گا جس کے لئے ہندوستان پوری طرح تیار ہے۔ سب کوئی بھی بن جائے' بہانہ کوئی بھی بن جائے' وہ اسمبلی پہ حملے کا بہانہ ہو یا شاہی قلعے پہ حملے کا بہانہ ہو یا ہو سکتا ہے اس کے بعد کوئی اس سے بڑا حادثہ ہو کیونکہ یہ دونوں حادثے بھی ہندوستان نے پلینڈ (Planned) طریقے سے کروائے ہیں' یہ مجاہدین نے نہیں کئے اگر مجاہدین ہوتے تو کسی ہندو لیڈر کو بھی مارتے سپاہیوں کے ساتھ ہی تو نہیں لڑنا تھا' مارنے والے بھی ان کے تھے مرنے والے بھی ان کے تھے خود چار پانچ بندے پکڑ کر لے گئے انہیں گولی مروا دی کہا اسمبلی پہ حملہ ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک جواز چاہتے تھے اور اب اس کا بودا پن ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کل کو کوئی اور ڈرامہ کریں اور اس میں کوئی اپنا لیڈر ہی مروا دیں۔ کچھ بھی ہو نتیجہ یہ ہوگا کہ شمالی علاقہ میں اور کشمیر پر ہندوستان حملہ آور ہوگا ادھر امریکہ پہلے حملہ آور ہو چکا ہے جس کے ردعمل میں نہ صرف پاک فوج پاکستانی مسلمان بلکہ افغان بھی اٹھ کھڑے ہوں گے اور تمام مسلمان مل کر اس غزوہ ہند میں شریک ہو جائیں گے جس کا نتیجہ بڑی قربانیوں کے بعد مسلمانوں کے حق میں ہوگا مٹھائی کی طرح یہ نہیں کھایا جائے گا۔ اس میں بے شمار لوگ شہادت سے سرفراز ہوں گے' بے شمار ایسے ہوں گے جنہیں اللہ کریم شہادت کی خلعت سے نوازے گا لیکن مسلمان ختم نہیں ہوں گے انشاء اللہ العزیز مسلمان فاتح ہوں گے اور برصغیر پر اسلام نافذ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھیں امریکی ریاستیں تھوڑے عرصے بعد ہی جواب دے دیں گی۔ اس جنگ کے اخراجات امریکہ کی ریاستوں کو الگ الگ کرنے پہ مجبور کر دیں گے۔ ابھی انہیں امید ہے کہ ہم افغانستان سے زیر زمین دولت نکال لیں گے۔ ابھی انہیں امید

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے کہ ہم وسط ایشیائی ریاستوں سے دولت حاصل کر لیں گے لیکن اس جنگ کی ابتدا جب انہیں ناامید کر دے گی کہ اب وہاں سے آنے والا کچھ نہیں تو ریاستیں الگ ہو جائیں گی انشاء اللہ العزیز۔ امریکہ کا نام تاریخ میں تو ہو گا زمین پر نہیں ہو گا آنے والا وقت بتائے گا لوگ کتابوں میں پڑھیں گے کہ یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ ہوا کرتی تھی۔ انشاء اللہ ہمارے بچے آئندہ نصاب میں یہ تاریخ پڑھیں گے کہ زمین پر کوئی ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہوا کرتی تھی۔ اس کی ہر ریاست الگ ہو جائے گی اور امریکہ کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا اور یہ مٹنے کے لئے ابھر رہا ہے۔ یہ چراغ کی وہ لو ہے جو بجھنے سے پہلے بھڑکا کرتی ہے امریکہ کا یہ غیض غضب وہ ہے جو مرنے سے پہلے درندے کا ہوتا ہے۔ اور یہ سارے وہ حالات ہیں جنہیں کوئی پیش گوئی کہنے کی ضرورت نہیں ہے جنہیں کوئی کشف و کرامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی بھی جسے حالات کا تجزیہ کرنے کا شعور اللہ نے دیا ہے وہ ان حالات کی روشنی میں یہ سب کچھ دیکھ سکتا ہے یہ تو روز روشن کی طرح واضح ہے اب اس سب میں ہمارا کردار کیا ہے اور ہم کس جگہ کھڑے ہیں ہمارے اختیار میں کیا ہے؟ صرف ایک بات! وہ یہ کہ فیصلہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہمیں کس کا ساتھ دینا ہے' یہ فیصلہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہمیں کس کا ساتھ دینا ہے۔ فتح و شکست اس کے اختیار میں ہے کسی کو سعادت نصیب کرنا اور کسی کو محروم کرنا یہ اس کے اختیار میں ہے لیکن انسان کا فیصلہ اس نے انسان کے بس میں دے دیا۔ اللہ کریم روز قیامت کوئی فیصلے نہیں کریں گے صرف اعلان کیا جائے گا۔ فرمادیا "کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا" آج تو خود ہی اپنا جج ہے جو فیصلے تو دنیا میں کرتا رہا ان کا نفاذ آج ہو جائیگا۔ اگر تو نے حق کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو آج تجھے اہل حق کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا اور اگر تو نے باطل کا ساتھ دیا تو آج کے دن تجھے اہل کفر اور اہل باطل کے ساتھ

اگر ملکی سلامتی پر آنچ آئے تو الاخوان کا ہر فرد اپنی قومی فوج کے ہم رکاب اپنی جان اور اپنا خون دینا سعادت سمجھے گا۔

کھڑا ہونا پڑے گا۔ جہاں وہ جائیں گے وہاں تو بھی جائے گا اور جو حق کے ساتھ ہے جہاں اہل حق جائیں گے وہاں وہ بھی جائیگا۔ ہمارے لئے یہ فیصلے کا لمحہ ہے۔ ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ ہم کس فریق' کس فوج اور کن لوگوں کا ساتھ دینے والے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز اللہ کی طرف سعادت حاصل کرنے کے لئے اور توفیق فیصلہ حاصل کرنے کے لئے میرے بھائیو اللہ کی عبادت کو مضبوط کرلو۔ فرائض کی ادائیگی پہ کاربند ہو جاؤ اور خدا کے لیے حرام کھانا چھوڑ دو۔ حرام کا گوشت کبھی جنت میں نہیں جائیگا اور حرام کھانے والوں کو اللہ شاید ڈر یہ ہے کہ حرام کھانے والوں کو شاید شہادت کی سعادت نصیب نہ ہو۔ چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے کہ جو گوشت کا ٹکڑا "ثبت من الصحت" گوشت کا جو ٹکڑا حرام سے بنے گا اس کے لئے آگ ہی موزوں ترین جگہ ہے بلکہ حدیث کی شرح میں شارحین نے لکھا ہے کہ بعض ایسے لوگ ہوں گے جنہیں اللہ بخش دے گا جنت میں جانا ہو گا لیکن کبھی کہیں انہوں نے حرام کھایا ہو گا اور وہ گوشت ان کے وجود پر ہو گا تو حرام کا گوشت جنت میں نہیں جائے گا بلکہ اسے جہنم میں جلایا جائے گا اس گوشت کو جلوانے کیلئے وہ لوگ جو نجات پا چکے وہ گوشت ان کا بھی جہنم میں جلے گا اور اس کی جگہ اللہ انہیں نیا گوشت دے گا جس کے ساتھ وہ جنت میں جائیگا چونکہ جو وجود کا حصہ حرام سے بنے گا وہ جنت میں نہیں جائے گا لہٰذا حکومت نے اگر سود بند نہیں کیا تو voluntaraly سود کھانا چھوڑ دو' حرام کھانا چھوڑ دو' دوسروں کے مال پہ نظر نہ رکھو' مزدوری کر کے حلال کما کے تھوڑا کھالو' روکھا کھالو لیکن حلال کھاؤ۔ اور جھوٹ سننا چھوڑ دو جھوٹ بولنا تو دور کی بات ہے یہ جو ہماری بیکار محافل اور فضول بحثیں ہوتی ہیں اور جن میں جھوٹ ہی جھوٹ بولا جاتا ہے بنی اسرائیل کی ایک قوم تباہ ہوئی تھی جس کے لئے اللہ کریم نے فرمایا کہ آسمانوں سے ان پر عذاب اس لئے آیا کہ ان کے دو کام

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو تھے وہ بڑے ناپسندیدہ تھے۔ایک وہ جھوٹ سنتے تھے اور دوسرا حرام کھاتے تھے۔ یہ دو باتیں قرآن نے بتائی ہیں کہ ناجائز مال کھاتے تھے اور جھوٹ سنا کرتے' جھوٹ سننا پسند کرتے تھے۔ جسے آپ گپ شپ کہتے ہیں' جسے آپ ہوٹل پر بیٹھ کر سیاسی گفتگو کہتے ہیں یہ سارا جھوٹ سننا بھی سعادت ازلی سے محروم کر دیتا ہے۔ جھوٹ بولنا تو پھر بہت خطرناک بات ہو گئی۔ لہٰذا جسے یہ توقع ہے کہ اللہ اس پر رحم کرے گا جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ اسے افضل الشہداء میں شامل کرلے یا جو چاہتا ہے کہ اللہ اسے دوزخ سے آزاد لوگوں میں زندہ رکھے خدا کے لئے جھوٹ سننے سے بچو' جھوٹ بولنا تو دور کی بات۔ جھوٹ بیٹھنے سے بچو' اللہ کے فرائض پر کاربند ہو جاؤ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو اپنا شعار بنالو خدا آسمان سے مخلوق اتارنے والا نہیں ہے اسی مخلوق سے ایسے سعادت مند بندے پیدا کرنے والا ہے جو اس عظیم جہاد میں شریک ہو کر ازلی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں گے۔ اپنی ٹانگیں زیادہ نہ پسارو کہ جنگ یقیناً ہونے والی ہے اپنی تیاری جہاد کی کرو

جہاد کی تیاری کے لئے اطاعت شرط ہے۔ احکام شرعی کی بجا آوری شرط ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی شرط ہے۔ اور بڑا آسان سا نسخہ ہے زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھتے رہا کرو تمہیں اللہ کے نبی سے محبت پیدا ہو جائے گی۔ یہ وہ منزل ہے جو اور کسی راستے سے پائی نہیں جاسکتی۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے درود شریف کو اختیار کرلو یہ لمحہ قیامت کا ہے۔ یہ انقلاب کی گھڑی ہے اور انقلاب کا پہیہ جب گردش کرتا ہے تو لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ کچلے جاتے ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ سربلند ہو جاتے ہیں اور بلندیوں پہ پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں اس سے کچلے جانے سے محفوظ رکھے اور سعادتوں سے بہرہ ور کر کے سعادتوں کی بلندیوں پہ فروزاں کردے۔

اپنے مال اور جان کو اس طرح پاکیزہ کرو کہ اللہ اسے قبول کرلے اور کوشش کرو کہ ہمارا دل یہ فیصلہ کرے کہ مجھے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کے بندوں کا ساتھ دینا ہے۔ اس بات سے مت گھبراؤ کہ افغانستان میں بے شمار لوگ مارے گئے۔ جنہیں اللہ نے شہادت کی سعادت نصیب کرنا تھی وہ سرفراز ہوئے اور مارے قاتل جائیں گے اور بہت قریب اور بہت جلد مارے جائیں گے۔ بے فکر ہو کر رہو انشاء اللہ العزیز اتنی عظیم جنگ ہو گی جس کے بعد صدیوں جنگ کا لوگ نام بھول جائیں گے۔ اور وہ امن آئے گا۔ شہادت اور شہدا کے خون کے صدقے زمین پر وہ امن آئے گا کہ لوگ پھر سے یاد کریں گے کہ معاشرہ انسانی یہ ہوتا ہے اور اس میں وہ امن آئے گا جس میں اہل جنت رہا کریں گے انشاء اللہ العزیز لیکن اس امن کو لانے کے لیے ہمیں قربانیاں دینا ہوں گی۔ ہمیں قربان ہونا ہوگا تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اس پرفضا چمن میں اللہ کی رحمتوں کے سائے میں اللہ کی یاد میں سکون سے رہ سکیں۔ اس کے لئے ہمیں اپنی جانیں دینا ہوں گی' اپنا خون نچھاور کرنا ہوگا' اپنی ہڈیوں کے ڈھانچوں پر سے لوہے کے ٹینکوں کو گزارنا ہوگا اور اپنے سینے توپوں اور ہوائی بموں کے ٹکڑوں سے چھلنی کرنے ہوں گے اور یہ جرات اللہ ہمیں نصیب کرے انشاء اللہ ہم یہ قربانی دیں گے' کسی مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اللہ موجود ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت جاری وساری ہے اور اللہ کی کتاب موجود ہے۔

مایوس وہ ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی نہ ہو مایوس وہ ہوا کرتے ہیں جن کا حامی کوئی نہ ہو' جن کا مددگار کوئی نہ ہو' جن کا محافظ کوئی نہ ہو یا جن کا راہنما کوئی نہ ہو۔ جس قوم کا راہنما موجود ہے' جس قوم کا نبی ﷺ موجود ہے' جس کا رسول ﷺ موجود ہے' جس کے لئے رسالت و نبوت موجود ہے' جس کے لئے اللہ کی کتاب موجود ہے اور جس کی پشت پر خود اللہ موجود ہے اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے اسے مایوس ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ کے دست قدرت میں ہے بندوں کے دل بھی' شب روز کی آمد و شد بھی' حالات کا زیرو بم بھی اور اصدق الصادقین نے ان حالات سے پوری طرح ہمیں واضح کر دیا ہے اور انشاء اللہ العزیز اے رسول عربی ﷺ ہم پورے خلوص کے ساتھ تیرے ایک ایک اشارے پر جان دینا سعادت سمجھتے ہیں اللہ اسے قبول فرمالے اور انشاء اللہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ ہم نے کلمہ دل سے پڑھا تھا صرف زبان سے نہیں۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

اشرف المخلوقات کی پستی کے اسباب

کیا حکومتیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ اپنے ملک پر بمباری کرائیں؟ کیا فوج کو اس لئے ہم تنخواہ دیتے ہیں کہ وہ ملک کی ریاست کی مالک بن کر بیٹھ جائے؟ چوکیدار بھی کبھی مالک ہوئے ہیں؟ تم تنخواہ دار ملازم ہو' جو ذمہ داری ہے وہ تو کر نہیں سکتے' جس کی تم تنخواہ لیتے ہو وہ کام کیوں نہیں کرتے ہو؟ روز بارڈر پہ لوگ مرتے ہیں' ہندو تمہیں دھمکیاں دے رہا ہے جو یہاں پکوڑیاں بیچا کرتا تھا۔ آج وہ ہندو کہتا ہے میں کشمیر پہ یہ کردوں گا میں یوں کردوں گا کمال ہے حد ہوگئی اور نصف صدی گزر گئی تم سے لیا نہ گیا۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان ' منارہ 21-12-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ o ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ o فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ o اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ o

ارشادِ باری تعالیٰ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ o کہ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین انداز ے پہ پیدا فرمایا۔ جسمانی اعتبار سے' ذہنی اور عقلی اعتبار سے' قلبی اور روحانی اعتبار سے۔ دنیا میں کھانا پینا' بچے پالنا' سر چھپانے کا ٹھکانہ بنانا یہ تو ہر ذی روح کرتا ہے وہ چرندہ ہے یا پرندہ یا درندہ' پانی کا جانور ہے یا خشکی کا لیکن انسان کو اللہ کریم نے اور بے پناہ صلاحیتیں دی ہیں۔ تمام ذی روح خواہشات کے پیروکار ہیں' بھوک لگی کھا لیا' غصہ آیا لڑ پڑے' آرام کو جی چاہا سو لیا لیکن انسان کو وہ قابلیت دی گئی ہے کہ یہ خواہشات سے بالاتر ہو کر بھلے برے میں تمیز کر کے غلط اور صحیح کا اندازہ کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ انسان کو یہ عجیب قوت دی گئی ہے کہ وہ مخلوق میں الجھ کر نہیں رہتا بلکہ مخلوق کی رنگا رنگی سے' مخلوق کے کردار سے' مخلوق کے حیرت انگیز کمالات سے خالق کا پتہ لگاتا ہے کہ اگر مخلوق میں اتنے کمالات ہیں تو جس نے اسے پیدا کیا ہے وہ کتنا با کمال ہوگا۔ جس نے ایک مکھی کو یہ شعور دے دیا ہے کہ وہ پھولوں کے رس کو شہد میں تبدیل کرتی ہے' عجیب سا چھتہ بناتی ہے جو ہشت پہلو ہوتا ہے اور اگر آپ پیمانے سے بھی ناپیں تو اس کا ہر پہلو برابر ہوتا ہے' کوئی خانہ اپنی جگہ سے غلط نہیں ہوتا پھر وہ اپنے پورے کنبے کو تقسیم کر لیتی ہے' کچھ کے ذمے چھتے کی حفاظت ہے' کچھ کے ذمے چھتے کو بنانا ہے اور اس میں شہد بھرنا ہے' کچھ کے ذمے بچے پیدا کرنا ہے جو اسی شہد پر پلتے ہیں۔ اب وہ میلوں چکر لگاتی ہے اور بے شمار چھتے یکجا بھی ہوتے ہیں لیکن نہ اسے فاصلے کی دوری بھٹکاتی ہے اور نہ اسے چھتوں کی زیادتی۔ بلکہ ہر ایک میں یہ شعور ہے کہ اسے یہ کرنا ہے' یہ اس کا گھر ہے یہاں اسے واپس آنا ہے۔ اسی طرح ایک مچھر کو یہ سینس (SENSE) دے دی ہے کہ انسانی جسم سے نکلنے والی ریز کو بڑے دور سے کیچ (CATCH) کرتا ہے اور اسے پتہ ہوتا ہے کہ اس کمرے میں کوئی بندہ ہے وہ اس کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ بے شمار خون چوسنے والے چھوٹے چھوٹے کیڑے جو ہیں انہیں نہ صرف وینز (VEINS) کا پتہ ہوتا ہے بلکہ ان کے منہ میں ایک عجیب لعاب ہوتا ہے جو وین پنکچر کرنے سے پہلے وہ جلد پہ لگا دیتے ہیں جلد سن ہو جاتی ہے وہ ایک قطرہ آدھا قطرہ جو ان کی ضرورت کا بلڈ ہوتا ہے وہ لے لیتے ہیں اور بندے کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ یعنی جن باتوں پہ آجکل ہماری میڈیکل سائنس ناز کرتی ہے یہ اتنی معمولی باتیں ہیں کہ حقیر سی مخلوق ہے اللہ کی' اس میں بھی پائی جاتی ہیں۔

انسان کا یہ بھی ایک کمال ہے کہ مخلوق سے مختلف طرح کی سینسز (SENSES) لے کر اپنے لئے وسیع بنیاد پر انہیں استعمال کرے۔ سائنس نے جو راڈار ایجاد کیا ہے اس کی بنیاد چمگادڑ پر ہے۔ چمگادڑ راستہ دیکھ کر نہیں چلتی بلکہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس کے جسم سے ریز (RAYS) نکل کر آگے جاتی ہیں دائیں بائیں جاتی ہیں پیچھے جاتی ہیں اور جہاں کسی چیز سے جو ریز ٹکراتی ہے وہ واپس آجاتی ہے اور اس سے وہ ایسس (ASSESS) کرلیتی ہے کہ آگے پیچھے ہے کیا؟ پتھر ہے' درخت ہے' جانور ہے' کوئی ایسی چیز ہے جو میں کھا سکتی ہوں' کوئی پھل ہے یا کوئی ایسا جانور ہے جس کا خون چوسا جاسکتا ہے یا محض دیوار ہے۔ یہ سارا فیصلہ اس کے اس چھوٹے سے سر میں جو دماغ ہے اس کا کمپیوٹر آناً فاناً کرلیتا ہے۔ راستہ تنگ ہے کھلا ہے' آگے درخت ہے' جھاڑی ہے' ٹہنی ہے' شاخ ہے' اوپر ہونا ہے' نیچے ہونا ہے یہ سارا اسے باڈی ریز کا سسٹم بتاتا ہے جس پر سائنس نے راڈار ڈویلپ کیا ہے۔ ریڈار کی ریز اس کے ایریے میں جب کوئی ہوائی جہاز داخل ہوتا ہے تو اس سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں اور سکرین پر سگنل نمودار ہو جاتا ہے کہ ریز واپس آرہی ہیں اور اتنے اینگل (ANGLE) پر اتنی ہائٹ (HEIGHT) پر فلاں جگہ کوئی ہوائی جہاز ہے۔ یہ بھی ایک کمال ہے کہ جو حقیر جانوروں میں خصوصیات رکھ دیں قادرِ مطلق نے وہ ایک دوسرے سے استفادہ نہیں کر سکتے لیکن انسان کو وہ شعور دیا گیا کہ ان کمالات کو لے کر اس نے اپنے لئے اپنی سہولت کے لئے' اپنے آرام کے لئے' اپنی ضرورتوں کے لئے اس نے وسیع بنیاد پر ان سے چیزیں ایجاد کرلیں۔

انسان نے دوربین ایجاد کی لیکن یہ گدھ کی آنکھ میں پہلے سے موجود ہے۔ وہ اتنی بلندی پر پرواز کر رہا ہوتا ہے کہ پچاس میل کا سرکل اس کی نگاہ میں ہوتا ہے اور جہاں اسے کوئی شبہ پڑتا ہے کسی چیز کا وہ غور سے دیکھنا چاہتا ہے تو بالکل دوربین کی طرح آئی سائیٹ EYE (SIGHT) کو اس طرح فوکس (FOCUS) کرتا ہے کہ ایک انچ مربع کی چیز بھی واضح نظر آنے لگتی ہے اڑ رہا ہوتا ہے اور نگاہ کو اور آئی سائیٹ کو اس طرح فوکس کرنے کی صلاحیت ہے اس میں جس طرح دوربین کو آگے پیچھے کر

انسان کا اصل کمال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو دریافت کرے کہ بحیثیت انسان اس میں کیا کمال ہے۔

کے ایڈجسٹ کرتے ہیں کہ ایک انچ مربع کی چیز وہ اس بلندی سے دیکھ لیتا ہے۔ انسان نے اس کی وہ صلاحیت اخذ کر کے دوربین بنالی۔ اور پھر اسے اتنی وسعت دی کہ اس سے ستاروں تک کا مشاہدہ کرنے لگا۔ یہ بھی کمال ہے اور یہ صرف انسان میں ہے۔ جانداروں کو اللہ نے غذا دی۔ اب جتنے جاندار ہیں ان کی غذا جیسی قدرت دیتی ہے ویسی انہیں استعمال کرنی پڑتی ہے۔ پھل کھانے والے پھل کھاتے ہیں' گھاس کھانے والے گھاس کھاتے ہیں' گوشت کھانے والے گوشت کھاتے ہیں لیکن جیسا قدرت فراہم کرتی ہے ویسا کھاتے ہیں۔ انسان کو یہ خصوصیت دی کہ وہ یہ ساری چیزیں گھاس سے لے کر گوشت تک ان سب کو ملا لیتا ہے مکس (MIXUP) کرلیتا ہے۔ ہماری فصلیں ہمارا غلہ یہ گھاس ہی کا حصہ ہیں وہ غلے سے نری روٹی نہیں بناتا ہر قسم کے کھانے بنالیتا ہے' گوشت ایک قسم کا نہیں پکاتا پچاس قسم کا پکالیتا ہے' پینے کے پانی میں بے شمار ایجادات اس نے کرلیں' مشروبات بے شمار بن گئے یہ بھی بڑی صلاحیت ہے۔ اسی طرح رہنے کے انداز' لباس کے انداز' سفر کے انداز۔ پرندے پروں سے اڑے اس نے ہوائی جہاز بنالیا اس تکنیک کو مدنظر رکھ کے کہ یہ ٹیک آف کس طرح کرتا ہے' سٹے (STAY) کس طرح کرتے ہیں' اڑتے کس سپیڈ پر ہیں' وزن کتنا ہوتا ہے' اس کے لئے ونگز کتنے چاہئیں' اس کے لئے ہوا کتنی چاہئے' اس کے لئے پریشر کتنا درکار ہے اس حساب سے ہوائی جہاز بنالئے انسان نے اور پرندوں کی طرح سفر طے کرنے لگا۔ یہ بھی واقعی کمال ہے لیکن اس کمال پہ اترانا کوئی بڑے کمال کی بات نہیں ہے کہ جو چیزیں ادنیٰ ترین مخلوق کے پاس ہیں آپ نے وہ اخذ کرلیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

انسان کا اصل کمال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو دریافت کرے کہ بحیثیت انسان اس میں کیا کمال ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ٥ ہم نے سب سے بہتر اور خوبصورت تقویم پر' اندازے پر خوبصورت آمیزے پر کہ اسے نظر کتنی چاہئے' اسے فکر کتنی چاہئے' اسے شعور کتنا چاہئے' اسے وجود کتنا چاہئے' اسے طاقت کتنی چاہئے' اسے رزق کتنا

چاہئے' اسے علم کتنا چاہئے' اس کے اعضا و جوارح کا تناسب کیا ہوا اس خوبصورتی سے اسے سنوارا کہ دوسری مخلوق اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ اشرف المخلوقات کہلایا لیکن کیا صرف اسی فرق سے؟ نہیں! فرمایا' اس کا اصل کمال یہ ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زمینوں و آسمانوں پر' پہاڑوں پر' خشکی اور تری پر ہم نے یہ پیش کش کی کہ ہے کوئی تم میں سے ہے جو میرا راز دار بھی بن سکے۔ فَاَبَيْنَ اَنْ يَحْمِلْنَهَا تو سب نے معذرت کر لی کہ بارالہا تیری ذات بلند و برتر ہے' تیری تجلیات ہماری قوتِ برداشت سے بالاتر ہیں فَاَبَيْنَ اَنْ يَحْمِلْنَهَا سب نے معذرت کر لی وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ انسان میں وہ احسن تقویم تھی کہ اس نے سینہ ٹھونک کر کہا کہ جی میں حاضر ہوں اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا حالانکہ جلد باز بھی ہے اور اتنا علم بھی نہیں رکھتا جتنا بحیثیت انسان اس کے پاس ہونا چاہئے۔ انسانی علم تو ہمہ جہت ہونا چاہئے چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک' مچھلی سے لے کر مچھر تک اور زمینی مخلوق سے لے کر فرشتوں تک جتنے علوم الگ الگ ہیں اشرف المخلوقات کے پاس تو وہ سارے ہونے چاہئیں لیکن اس کی جلد بازی...... فرمایا' یہ جلد باز بھی ہے یہ صبر نہیں کرتا۔ یہ جھپٹتا ہے چیزوں کو لینے کے لئے نتیجہ یہ ہوتا ہے "جھولا" جاہل رہ جاتا ہے۔ جو کچھ اسے حاصل کرنا چاہئے وہ کر نہیں پاتا۔ کہیں اقتدار کے لئے' کہیں وقار کے لئے' کہیں دولت کے لئے' کہیں آرام و آسائش کے لئے تیزی سے جھپٹ پڑتا ہے حالانکہ یہ ساری چیزیں اس کمال میں پوشیدہ ہیں جو اسے بحیثیت انسان حاصل کرنا چاہئے۔ آپ کبھی کسی صاحب کمال کو نہ کمزور دیکھیں گے نہ رسوا دیکھیں گے یعنی یہ ساری چیزیں از خود انسان کے پاس کھچی چلی آتی ہیں جب اس میں کوئی کمال ہوتا ہے اور کسی نااہل کو حکومت بھی دے دیں' بادشاہ بھی بنا رہے تو اس پر لوگ نفرین ہی کرتے رہتے ہیں۔ تاریخ اسے برے الفاظ سے یاد کرتی ہے

صحیح راستہ اس توازن میں ہے جو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے انسان کو دیا۔

اور اس کے بعد بھی اس کی کہانیاں برے الفاظ میں دہرائی جاتی ہیں۔ چونکہ بادشاہ ہونا' دولت مند ہونا' طاقتور ہونا کمالِ انسانیت نہیں ہے' علم کمالِ انسانیت ہے۔ تو علم دنیا کا ہو یا وہ علم دین کا ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا' العلم The Knowledge جسے آپ علم کہتے ہیں سارے کا سارا علم جو ہے اس کے دو حصے ہیں علم الادیان و علم الابدان اجسام کا علم' ابدان کا علم' فزیکل سائنسز کا علم اور اقدار کا علم' نارمیٹو سائنسز کا علم دو حصے ہیں کہ بحیثیت انسان میرا معیار کیا ہونا چاہئے میری سوچ کیا ہونی چاہئے۔ میری فکر کیا ہونی چاہئے اور میرا کردار کیا ہونا چاہئے' میری طلب کیا ہونی چاہئے ایسی کونسی شے ہے جس کے لئے میں جان دے دوں۔ ایسی کونسی شے ہے جس کے لئے میں آرام تج دوں۔ ایسی کونسی ہستی ہے جس کے لئے میں نیند چھوڑ دوں' ایسی کونسی ہستی ہے جس کے لئے میں دنیا کا کھانا پینا چھوڑ دوں۔ یہ علم کی انتہا ہے اور علم الابدان۔ لباس کیسے بنانا ہے' مکان کیسے بنانا ہے' بیماری کا علاج کس طرح کرنا ہے' جسم کو کس طرح سلامت رکھنا ہے' ایکسر سائز کیسے کرنی ہے' ورزش کیسے کرنی ہے' کھانا کیا ہے کیا نہیں کھانا یہ ساری چیزیں علم الابدان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اب ان دو میں سے جہاں کمی ہوگی وہ بندہ نامکمل ہو جائے گا۔ اگر اسے جسم کو سلامت رکھنے کا شعور نہیں ہے تو اس کے پاس آدھی بات ہے لہٰذا دوسرے آدھے سے بھی منزل نہیں پا سکے گا۔

جس طرح ہمارے یہاں کچھ لوگوں کا ایک طبقہ بن گیا ہے کہ گھر کی فکر نہیں' کام کاج کی فکر نہیں' نماز پڑھے جاؤ' تسبیح پڑھے جاؤ' کام کاج کچھ نہ کرو تو آپ دیکھتے ہیں کہ زندگی ادھوری ہو جاتی ہے' نامکمل رہ جاتی ہے ان پر جو ڈیپنڈنٹ لوگ ہوتے ہیں' جن کا مدار ان پہ ہوتا ہے' بچے' بیوی' والدین یا دوسرے لوگ ان پر جن کا مدار ہوتا ہے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بجائے اس کے کہ کسی کے لئے کوئی فائدے کا سبب بنیں زمین پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ اس طرح دین کو چھوڑ کر جو لوگ یکطرفہ دنیا کے پیچھے لگ جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو کسی نہ کسی طرح ان کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں'

www.naqshbandiaowaisiah.com

رسوا کرتے ہیں اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

تو صحیح راستہ اس توازن میں ہے جو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے انسان کو دیا۔ نبی صرف ایک استاد نہیں ہوتا' نبی صرف پیغام رساں نہیں ہوتا۔ اللہ نے نبی فرمایا اور ہمارے ترجمہ کرنے والوں نے اس کا ترجمہ پیغمبر کیا۔ لیکن پیغمبر ترجمہ کم از کم مجھے پسند نہیں' میں اس سے متفق نہیں ہوں۔ پیغام بر وہ ہوتا ہے جو کسی کا پیغام من وعن لا کر سنا دے اور بات ختم اس کی چھٹی ہو گئی۔ اور اس کا اس سے کوئی مطلب نہیں کہ اسے کسی نے مانا نہیں مانا' کوئی کام کیا یا نہیں کیا۔ ایک پیغام ملا تھا کسی سے وہ جسے دینا تھا اسے پہنچا دیا' کام ختم ہو گیا یہ درست نہیں ہے۔ نبی اور رسول صرف الفاظ نہیں پہنچاتا بلکہ الفاظ کے ساتھ جو کیفیات ہوتی ہیں' جو تجلیات باری ہوتی ہیں' جو جمال رخ زیبا ہوتا ہے وہ بھی دلوں میں اتار دیتا ہے نبی میں اور رسول میں یہ کمال ہوتا ہے۔ بات تو میں بھی اللہ کی کر رہا ہوں' بات تو اور لوگ بھی اللہ کی کرتے ہیں لیکن یہ کمال نبی میں ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی بات کرتا ہے تو اس کی ذات کا پرتو یا عکس یا اس کی فیلنگز کا ایک حصہ اس کی بات میں آ جاتا ہے۔ آپ تجربے کے طور پر کسی کو کسی خاص شعبے کے بندے کے پاس بٹھائیں اسے کہیں ایک گھنٹہ روز یہاں بیٹھا کرے' کسی تاش کھیلنے والے کے پاس بٹھا دیں' ایک دن وہ تاش کھیلنے لگ جائے گا۔ اسے ذوق پیدا ہو جائے گا۔ کسی کتے لڑانے والے' کبوتر باز کے پاس بٹھا دیں' جواری کے پاس بٹھا دیں' شرابی کے پاس' ان کی باتیں سن سن کر اس پر ان کا جو اثر منعکس ہو گا وہ اسے ویسا بنا دے گا۔ کسی بندے کو کسی صالح کی صحبت میں چھوڑ دیں وہ کچھ نہ کرے عمل نہ کرے اس کی بات نہ مانے لیکن روزانہ گھنٹہ ڈیڑھ آدھا گھنٹہ اس کے پاس بیٹھا کرے آپ دیکھیں گے ایک دن وہ نیکی کی طرف آنا شروع ہو جائے گا۔ یعنی جو متکلم ہوتا ہے جو کلام کرتا ہے جو بات کرتا ہے بات میں اس کی ذات کا ایک نظر نہ آنے والا ایسا اثر ہوتا ہے جو آگے جاتا ہے۔ جب اللہ بات کرتا ہے تو سب سے زیادہ متاثر تو وہی ذات ہونی چاہئے متاثر کن تو اسے ہونا چاہئے سب سے بڑا اثر تو اس میں۔ لیکن ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے الفاظ تو دہرائے جا سکتے ہیں اس کیفیت کو اپنے اندر سمو کر دوسرے کے دل میں انڈیل دینا یہ صرف نبی کا کام ہے۔ اسی لئے کلام الٰہی صرف نبی پہ نازل ہوتا ہے دوسرے پاس بیٹھنے والے بھی سن نہیں سکتے غیر نبی میں یہ استعداد نہیں ہوتی کہ جو پرتو جمال اس کلام کے اندر آ رہا ہے اسے بھی ضبط کرے' کیفیات سے بھی اپنا سینہ معمور کر لے اور جب کسی سے بات کرے تو صرف الفاظ نہ منتقل ہوں بلکہ وہ کیفیات بھی اس کے سینے میں بھر جائیں۔ اسی لئے نبی سے ایک ملاقات کرنے والا مومن صحابی ہو جاتا ہے۔ صحابی کا ترجمہ تو ہے صحبت یافتہ لیکن شرعی مفہوم یہ ہے کہ انسانی کمالات میں کوئی دوسرا غیر صحابی اس کے پائے کا نہیں ہو سکتا امانت میں' دیانت میں' صداقت میں' اللہ کے ساتھ خلوص میں' عبادت میں' ریاضت میں' تو یہ سارا کام آناً فاناً کس لئے؟ اس لئے ہو جاتا ہے کہ جب نبی اس پہ نظر فرماتا ہے' نبی اس سے کلام فرماتا ہے یا اس کی نظر نبی کے وجود پر پڑتی ہے تو نبی کا وجود وہ مینارہ نور ہوتا ہے جو کلام الٰہی کے ساتھ آنے والی ساری تجلیات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور ایک نگاہ پڑنے سے وہ بندہ مومن کے دل میں اس طرح منعکس ہوتی ہیں کہ وہ انسانی کمال کی انتہا کو پہنچ کر صحابی بن جاتا ہے۔ لیکن اگر بدنصیبی سے انسان کو ایک چیز ملی ہے اب وہ اس پہ خوش ہو گیا۔ دولت مل گئی اس نے کہا بس میرے لئے کافی ہے اب اور سوچنا اور سمجھنا اور جاننا میرے لئے ضروری نہیں ہے حکومت مل گئی اس نے کہا میرا کام ہو گیا' جاگیر مل گئی' زمین مل گئی اس نے کہا میرے لئے کافی ہے' مزید تکلف کرنے کی مجھے ضرورت نہیں ہے ایک چیز پہ قانع ہو گیا۔

تو چونکہ اس میں خصوصیات تو ہوتی ہیں انسانی۔ جب وہ وہاں رک جاتا ہے اور اپنی اصل منزل پہ نہیں پہنچتا تو اللہ کریم فرماتے ہیں۔ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ o ہم اسے اتنا نیچے گرا دیتے ہیں کہ کوئی درندہ ایسا ظالم نہیں ہوتا' کوئی سانپ ایسا زہریلا نہیں ہوتا' کوئی بھیڑیا اتنا خونخوار نہیں ہوتا' سب سے نیچے دنیا میں جتنے زہریلے کیڑے ہیں جتنے چیرنے پھاڑنے والے درندے پرندے ہیں' جتنے ایزا دینے والے جانور ہیں ان سب سے نیچے پھر وہ انسان ہوتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے کہ اس میں وہ ساری خصوصیات جمع ہو جاتی ہیں۔ جب وہ ظلم کرتا ہے تو اس کی کوئی حد نہیں چھوڑتا' جب وہ برائی کرتا ہے تو اس کی کوئی انتہا نہیں چھوڑتا اور آج کے دور میں اس کی زندہ مثال آپ دیکھ لیجئے امریکہ موجود ہے۔

یہ درست بات کہ امریکہ میں دھماکہ ہوا لوگ مارے گئے اور بے گناہ مارے گئے' مسلمان بھی ان میں مارے گئے' غیر مسلم بھی مارے گئے اور وہ قابل مذمت ہے۔ بے گناہ شہریوں کو مارنا وہ مومن ہوں یا کافر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا' بات ختم ہوگئی لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہاں تو چھ سو سات سو بندے مریں اور دوسری طرف آپ پچاس ساٹھ لاکھ بے گناہ شہریوں کو نہ صرف ماردیں بلکہ ان پہ وہ ظلم کریں جو گزشتہ تاریخ کے ظلموں کو بھی فراموش کردے' جو دنیا کو' ہلاکو کو اور چنگیز کی یادوں کو بھلا دیں۔ شہروں کے شہر جہنم زار بن گئے' کیا وہ سارے دہشت گرد ہیں عورتیں بچے بوڑھے۔ اس دہشت گردی کا جواب کیا یہ بدکاری تھا جو امریکی فوجیں کر رہی ہیں' جو ان کے اتحادی کر رہے ہیں' کیا نوجوان بچیوں کی عزتیں لوٹنا یہ اس کا جواب ہے؟ جن بچیوں کو سورج نے نہیں دیکھا انہیں سڑکوں پہ گھسیٹا گیا یہ اس کا جواب ہے۔ معصوم اور شیر خوار بچوں اور بوڑھوں کا قتل عام اور شہروں کے شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا اور پھر اس پر فخر کرنا' یہ ذلت کی انتہا ہے یعنی بجائے شرمندہ ہونے کے' متاسف ہونے کے اس پر فخر کرنا۔ انہی لوگوں نے جنیوا اکارڈز بنائے' قیدیوں کے حقوق بنائے اور جب اپنی باری آئی تو مجاہدین کو بڑے بڑے کنٹینروں میں بند کر کے اور دم گھٹ کر ماردیا۔ کوئی مارنے کا سلیقہ ہے انسان کو۔ کبھی قیدیوں کو بھی کسی نے اس طرح مارا ہے۔ قیدیوں کے کیمپ پر بمبارمنٹ شروع کر دی۔ توپ خانے اور ٹینکوں کی فائرنگ شروع کر دی' کلاشنکوفیں چلا دیں اور قیدی مار دیئے۔ وہ کہاں گیا وہ جنیوا اکارڈ' وہ معاہدے کہاں گئے' وہ بین الاقوامی قوانین کیا ہوئے؟ یعنی قرآن حکیم کی صداقت کا یہ ثبوت دیکھئے اللہ فرماتا ہے۔ ثُمَّ رَدَدْنٰـہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ o پھر میں اس کو اتنا گرا دیتا ہوں کہ کوئی درندہ' کوئی غلیظ ترین جانور' کوئی مردہ خور' کوئی زہریلا سانپ اسقدر ایذا رساں نہیں ہوتا جتنا انسان ہو جاتا ہے۔ اور اب تو روز روشن کی طرح ہر چیز روشن ہوگئی ہے کہ ایک طرف جس طرح ایک انسان کو جمال باری کی بھنک پڑ گئی' جس انسان کے دل میں ان کیفیات کی کوئی کرن پڑ گئی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تقسیم فرمائی ہیں اس نے کہا یار کہ یہ جان کیا شے ہے' رشتہ داریاں کیا ہوتی ہیں' گھر کسے کہتے ہیں' دولت کی کیا ضرورت ہے' یہ جان یہاں دی جائے اور اس نے مرنا قبول کر لیا اور جو ذلت کی انتہا کو پہنچ گئے وہ مار مار کر تھک گئے ہیں اور مرنے والے مرنے سے نہیں تھکے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے؟ کیسی عجیب فلاسفی ہے کہ مرنے سے پہلے بھی انہیں نظر آ رہا تھا کہ یہ بدمست ہاتھی ہمارے بس کا نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے کہا بھئی جو قاعدہ ہے جو سلیقہ ہے جو انسانی طریقہ ہے اس پر ہمارے ساتھ بات کرو۔ اگر تمہارا کوئی مجرم ہمارے پاس ہے تم ثبوت دو پھر یہ کہاں کا انصاف ہے مجرم کو یا ملزم کو مدعی کے حوالے کر دیا جائے۔ تم تو مدعی ہو' کسی دوسرے ملک کی عدالت بناؤ' کسی تیسرے ملک کے سپرد ہم ملزم کرتے ہیں' تم شہادت پیش کرو اگر مجرم ہے تو سزا دیں گے نہیں مجرم تو چھوڑ دیں گے۔ میں کہتا ہوں یہ طریقہ صرف اسلامی نہیں انسانی تھا' یہ یونیورسل تھا کوئی کافر بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ میں دعویٰ کرتا ہوں ایک آدمی کے خلاف کہ اس نے جی میری فلاں چیز چرالی' کون سی عدالت یہ بندہ میرے حوالے کر دے گی کہ اب اس سے تم انصاف کرو۔ ملزم کو مدعی کے سپرد نہیں کیا جاتا مدعی بھی عدالت میں پیش ہوتا ہے۔

آپ بین الاقوامی عدالت بنا دیں اس میں امریکہ کے جج بھی رکھیں' اس میں برطانیہ کے جج بھی رکھیں' اس میں اتحادی ملکوں کے جج بھی رکھیں' اس میں افغانوں کے جج بھی رکھیں' اس میں ہندوستان کے جج بھی رکھیں' چائنا کے جج بھی رکھیں' بین الاقوامی عدالت اس مقدمے کے لئے بنا دیں آپ کے پاس شہادتیں ہیں آپ شہادتیں پیش کریں اور وہ ملزم پیش کریں' اب عدالت کی مرضی اگر وہ بے گناہ ہے تو واپس افغانوں کے ہینڈ اوور کرے اور اگر مجرم ہے تو اسے سزا دے بات ختم۔ لیکن یہ ساری باتیں انسانی ہیں' انسانوں کے لئے ہیں۔ اگر شیر کو کسی کے خون کی بو آ جائے اور وہ اسے چیرنا پھاڑنا

www.naqshbandiaowaisiah.com

چاہے اور آپ اسے کہیں کہ دلیل پیش کرو تو اس کے پاس کیا دلیل ہے' اس کے تو مزاج میں ہے کہ اس نے اسے چیرنا پھاڑنا ہے۔ اب سانپ کسی کو کاٹنے لگے' آپ کہیں جی دلیل پیش کرو کیا دلیل پیش کریں گے؟ تو یہ تو انسانیت تو بہت دور کی بات ہے عام حیوانی سطح سے بھی گر جانے والا کتا بھی ایک حد تک لڑتا ہے' درندہ بھی ایک حد تک نقصان کرتا ہے' بھوک کے لئے درندگی کرتا ہے جب بھوک مٹ جائے تو ہم نے شیروں کے اوپر سے پرندوں کو گزرتے دیکھا ہے اور پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن انسان جب گرتا ہے تو پھر وہ ان اتھاہ گہرائیوں میں گر جاتا ہے جن کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اور جب بلند ہوتا ہے تو ان عظمتوں پہ کھڑا ہوتا ہے جہاں فرشتے بھی انگشت بدنداں ہوتے ہیں کہ یہ کر کیا رہا ہے۔ جسموں کے پرخچے اڑ جائیں تو خون بھی زمین پر گر کر پھر بھی اللہ کا نام ہی لکھتا ہے' زمین پر بہہ کر وہ باز نہیں آتا۔

آج اللہ کی شان دیکھو ہمارے سامنے دونوں نمونے موجود ہیں۔ میں نے بہت عرصہ پہلے کہا تھا کہ یہ دہشت گردی خود امریکہ کی اپنی کرائی ہوئی ہے' ممکن ہے پبلک کو پتہ نہ ہو لیکن امریکی حکومت اس میں ملوث ہے۔ یہ اسرائیل نے ساری پلین کی ہے اور یہ بہانہ بنایا گیا ہے خلافت اسلامیہ کو ختم کرنے کا' افغانستان کے معدنی تیل اور گیس کے ذخائر پر قبضہ کرنے کا' وسط ایشیائی ریاستوں کے تیل اور گیس کے ذخائر پر قبضہ کرنے کا یہ منصوبہ ہے۔ جب بش سینئرز نے نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کیا تھا تو لاہور کی ایک تقریب میں' ہوٹل میں تقریب تھی 'اس میں میں نے اپنی تقریر میں یہ عرض کیا تھا کہ مجھے اس سارے کا ہدف صرف ہمالیہ کی بلندیاں نظر آتی ہیں۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر امریکہ کو ہمالیہ کی بلندیوں پر لانے کا راستہ بنے گا اور وہاں بیٹھ کر وہ پورے ایشیا کو مانیٹر کر سکے گا۔ حکومت پاکستان نے جب معاہدہ کیا اور اتحاد میں شامل ہوئی میں نے تب بھی کہا تھا کہ شرط تو کم از کم رکھ لیتے کہ آپ پاک سرزمین میں داخل نہیں ہوں گے۔ اور آج کی خبر کے مطابق حکومت پاکستان نے معاہدہ کیا ہے کہ پاکستان میں جہاں بھی امریکیوں کو شبہ ہو القاعدہ کا کوئی ایجنٹ ہے وہاں وہ بم بھی گرا سکتے ہیں اور فوج بھی اتار سکتے ہیں یہ بات میں نے سات سال پہلے کہی تھی۔ انہیں بم برسانے کی ضرورت مجھ پر اور آپ پر نہیں ہے۔ امریکہ نادان بچہ نہیں ہے امریکی ذرائع اور وسائل جانتے ہیں کہ تورا بورا کی غاروں میں اسامہ بن لادن نہیں ہے اس لئے کہ تورا بورا پہاڑوں میں جو غاریں تھیں وہ خود امریکیوں نے رشیا کے خلاف بنوائی تھیں۔ ان کے نقشے ان کے پاس ہیں ان پر پیسہ ان کا خرچ ہوا ہے اور وہ خود اپنے ٹیلی ویژن پر ان کے کمپیوٹرائزڈ نقشے دکھا بھی رہے ہیں۔ اب بھلا ایسا بھی کوئی پاگل ہوگا جو بلی سے چھپنے کے لئے بلی کے گھر میں جا گھسے گا۔ تو پھر انہوں نے اس پہ اتنا زور کیوں لگایا صرف اس لئے کہ اسامہ کو یہاں سے کشمیر کی بلندی پر ہمالیہ کی پہاڑیوں میں دھکیلیں اور آج وہ کہہ رہے ہیں کہ جناب یہاں سے وہ صرف پاکستان جا سکتا ہے۔ اب پاکستان کیا وہ تورا بورا سے بلوچستان جائے گا جو پہاڑ چترال کی سرحد کے ساتھ ملتے ہیں ان سے کیا وہ لاہور آ جائے گا اگر وہاں سے اس کو کوئی راہ دیتی ہیں تو وہی پہاڑیاں دیتی ہیں جو آگے ہمالیہ ہائیٹس بن جاتی ہیں اور اگر امریکہ ہمالیہ ہائیٹس پر پہنچ جاتا ہے تو پھر وہاں سے نہ اسے چین اتار سکتا ہے نہ افغانستان' نہ رشیا نہ افغانستان' نہ سارا ایشیا مل کر۔ پورے ایشیا پہ اس کا تسلط ہو جاتا ہے پھر وہ افغانستان میں چھاؤنیاں بناتا ہے اور مڈل ایسٹ کا تیل جواب کم ہو رہا ہے اور آئندہ بیس برسوں میں آ دھا رہ جائے گا اس سے کئی گنا زیادہ تیل اور گیس افغانستان کے شمالی علاقے میں موجود ہے اور وسط ایشیائی ریاستوں میں موجود ہے جسے امریکہ حاصل کر سکتا ہے۔ جس مقصد کے لئے اس نے اتنا بڑا قتل عام کیا۔ اللہ کریم فرماتا ہے لیکن جب بندہ گرتے گرتے اس ذلت کو پہنچ جاتا ہے پھر بھی کچھ لوگ عظمتِ انسانی کا نشان رہ جاتے ہیں۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وہ لوگ جن کا یقین کامل ہوتا ہے اور عمل محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم اور سنت کے مطابق کرتے ہیں دو باتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ ایک اللہ پر ایمان کامل ہوتا ہے اور دوسرا کام اپنی مرضی کے نہیں کرتے میرے نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ عمل یا صالح ہے یا غیر صالح۔ صالح وہ ہے جو اللہ کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

رسول ﷺ نے کیا یا کرنے کا حکم دیا اور غیر صالح وہ ہے جو حضور ﷺ کی پسند کے خلاف ہے۔ سیدھا سا مسئلہ ہے کھانا ہو پینا ہو کمانا ہو اوڑھنا بچھونا ہو تعلقات ہوں' بیع وشراء ہو اس میں ایک راستہ وہ ہے جس پہ نقش کف پائے رسول ﷺ ہیں دوسرے تمام راستے شیطان کے ہیں' سارے غیر صالح ہیں۔ فرمایا' جس بندے میں یہ دو باتیں جمع ہو جاتی ہیں ایک اس کا یقین کامل ہو جاتا ہے دوسرا اس کا عمل میرے نبی ﷺ کے تابع ہو جاتا ہے اس ذلت میں دھنسی ہوئی انسانیت میں بھی وہ روشنی کا ایک مینار ہوتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ قتل کر کے بھی اسے مار نہیں سکتے۔

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ '' ط انہیں مردہ مت کہو وہ مرتے نہیں یعنی یہ ذلت میں دھنسے ہوئے لوگ ان کے بدن کے پرخچے اڑانے کے بعد بھی انہیں مار نہیں سکتے بلکہ فَلَهُمْ اَجْرٌ '' غَيْرُ مَمْنُوْنٍ o یہ ان سے دنیا چھینتے ہیں اور ہم انہیں دائمی دولتیں اور راحتیں اور عزتیں عطا کر دیتے ہیں۔ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ o یار یہ تو بڑی سمجھ میں آنے والی بات ہے یہ تیری سمجھ میں انسان کیوں نہیں آتی' کس وجہ سے تو اس کا انکار کرتا ہے' تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ اتنی کھلی اور اتنی واضح بات تو مان نہیں رہا اور پھر فرماتا ہے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ o کیا تمام حکمرانوں سے بڑا حکمران وہ نہیں ہے جس کی بادشاہی کو زوال نہیں ہے۔

یہ آج کا ایک ظالم تو نہیں ہے یہ تو فرعون اور نمرود اور شداد کے قصے کب سے ہابیل اور قابیل سے قاتل اور مقتول کا قصہ چلا ہے' آج تک تاریخ دیکھ لو کسی ظالم کا سر بلند ہوا ہے؟ تم وقتی دھارے میں کیوں بہتے ہو اگر چار دن دس دن دو سال چار سال چنگیز خان نے بھی چنگیزیت کر لی تو کیا فرق پڑا؟ اگر ہلاکو نے ملک ہلاک کیا تو کیا فرق پڑا؟ آج کہاں چنگیز اور کہاں ہلاکو ہے ان کی قبر بھی نہیں ملتی بڑے بڑے ظالموں کے نشان نہیں ملتے۔

مٹے ناميوں کے نشان کیسے کیسے

سلطنت جہانگیری کی بنگالہ سے شروع ہو کر کابل تک سرحدیں تھیں جو بحیرہ عرب سے شروع ہو کر تبت تک جاتی تھیں۔ کیا مجال کہ برصغیر میں کوئی پرندہ بھی اڑ کر اس شاہی محل کے اوپر سے گزر جائے بغیر بادشاہ کی اجازت کے۔ میں ایک دن شاہی مقبرے پر گیا تو میں نے بچوں کو اس کی قبر پر بیٹھ کر کوکا کولا پیتے دیکھا۔ کہاں گئیں وہ عظمتیں وہ حشم و حدم و نوکر چاکر وہ پہرے دار وہ محلات وہ سارا کیا ہوا؟ گور غریباں کا سماں ہے اور آجکل کے یہ عام لونڈے جو ہیں جنہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ اپنی عاقبت یاد ہے وہ قبر کی تعویز پر بیٹھ کر سوڈے پی رہے ہیں۔

تو کیا امریکہ بہادر اسی طرح دندناتا رہے گا؟ نہیں۔

خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے

خون کے دریا نہیں بنتے' لوتھڑے بن جاتے ہیں۔ آپ جتنا خون بہائیں۔

خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے

آپ بہا نہیں سکتے وہ جم جائے گا۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

اور پھر شہیدوں کا لہو یہ تو چراغاں کر جاتا ہے اور ظلمت کو مٹا دیتا ہے۔ یہ تو خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کے نام کی شمعیں بن گئے۔ اللہ کے نام پر جاں نثار کر گئے اور مٹنا امریکہ کی تقدیر میں لکھ گئے۔ کسی کی سمجھ میں یہ فلسفہ آئے یا نہ آئے میں اپنی ہر تقریر میں یہ جملہ دہراتا ہوں' یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ امریکہ کو اس کی موت افغانستان میں لے آئی ہے۔ ہمیں مار لیتا بچ جاتا' ہم اتنے اچھے مسلمان نہیں ہیں جن کا اٹھنا بیٹھنا اسلام کے مطابق ہو' ہماری معیشت سودی ہے' ہماری عدالت غیر اسلامی ہے' ہماری سیاست غیر اسلامی ہے' ہماری بیع وشراء غیر اسلامی ہے' ہم نماز روزہ تو کرتے ہیں لیکن ہم بین بین ہیں۔ عراق کو مار لیا تھا اچھا کیا وہ بھی بین بین ہیں وہ ہم سے بھی گئے گزرے مسلمان ہیں۔ ساری دنیا کے مسلمانوں پہ چڑھ دوڑتا تو خیر تھی۔ غیرت الٰہی کے لئے چیلنج نہیں تھا کہ ہم اللہ کے ہیں ہی نہیں۔ ہم اپنی مصلحتوں کے ہیں اور ہم نے اہل کتاب کی طرح دین اپنایا ہوا ہے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ جو بات پسند آئی وہ مان لی جو نہ پسند آئی وہ چھوڑ دی ہم مرتے بھی رہتے تو کوئی فرق نہ پڑتا۔ اس نے اس آشیانے میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہاتھ ڈالا ہے جن کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہے۔ جنہیں سلطنت شاہی غرور میں مبتلا نہ کر سکی، تزک و حشم میں مبتلا نہ کر سکی، جنہیں حکومت و ریاست تکبر نہ دے سکی، جو حکمران ہوتے ہوئے بھی وہی کچھ کھاتے رہے جو پبلک کھا رہی تھی۔

ان کے دور حکومت میں خود الاخوان کا وفد جب ان سے ملنے گیا تو امیر المومنین کی طبیعت ناساز تھی ان کے وزیر داخلہ نے ہمارے وفد کے سربراہ سے کہا کہ امیر المومنین کو بخار ہے آپ دو دن مہمان خانے میں رہیں طبیعت ٹھیک ہوگی تو مل لیں۔ تو ہمارے بندے بھی بڑے تیز مزاج ہیں انہوں نے کہا جی آپ بہانے کرتے ہیں امیر المومنین نے ملنا ہے تو ہم مل لیں گے ورنہ ہم کوئی نوکری تلاش کرنے نہیں آئے واپس چلے جائیں گے۔ اس نے جا کر اندر امیر المومنین کو بتایا اس نے بلا لیا اب وہ وفد اور وہ لوگ زندہ موجود ہیں کہ ایک شخص کمبل اوڑھے چٹائی پہ بیٹھا ہے اس کے سامنے قہوے کی، پھیکے قہوے کی پیالی رکھی ہے اور سوکھا ٹکڑا جو وہ کھا نہیں سکتے اسے ڈبو ڈبو کے نرم کر کے کھا رہا ہے اور اس کا بدن بخار سے دکھ رہا ہے اور وہ پورے افغانستان کا حکمران ہے۔ اس دور میں کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے؟

گورنر ہرات کے پاس میرا ایک دوست بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس قتل کا مقدمہ تھا اس کا ایک کلاس فیلو سفارشی آیا قتل کا فیصلہ عدالت نے کر دیا وہ رحم کی اپیل تھی گورنر کے پاس تو اس نے کہا تمہیں اختیار بھی ہے تم اس پر رحم کر دو۔ اس نے کہا، بیٹھو قہوہ پیو یہ کونسی بڑی بات ہے جس کے لئے تم نے اتنی تکلیف کی۔ قہوہ پی چکے تو اس نے ملازم سے کہا اندر سے فائل لے آؤ اس کے قتل کی اپیل جو آئی ہے اور قرآن کریم بھی لے آؤ اس نے ٹیبل پر کتاب بھی رکھ دی اور فائل بھی۔ اس نے کہا میرے بھائی! اس کتاب کے لئے ہم لڑے ہیں اس کو ہم قانون مانتے ہیں، میں نہیں سمجھتا تم مجھے اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلہ کرنے کا کہو گے وہ فائل ہے، فائل بھی پڑھ لو کتاب بھی پڑھ لو فیصلہ تم لکھ دو دستخط میں کر دوں گا۔ ایسے لوگ تو تاریخ کا حصہ بن چکے تھے ہم قصے کہانیوں میں پڑھتے ہیں۔

اور یہی دکھ امریکہ کو بھی ہے کہ یہ تو وہ اسلام آ گیا ہے جس نے صحرائے عرب سے اٹھ کر پوری دنیا کو زیر کر لیا تھا اب یہ افغانستان سے بھی اٹھتا ہے تو یہ تو پھر پوری دنیا کو لے جائے گا۔ ایک یہ خوف اور دوسرا وہ لالچ امریکہ کو یہاں لے آیا۔ امریکہ آیا تو اپنی مرضی سے ہے لیکن اب جانا تو اس کے بس کی بات نہیں۔ کھیل شروع تو اس نے کیا ہے ختم انشاء اللہ مسلمان ہی کریں گے۔ اب مسلمان صرف افغانستان میں نہیں ہیں ہم سب نے کلمہ محض مذاق کے طور پر نہیں پڑھا۔ اگر طالبان ہونا جرم ہے تو ہم سارے کلمہ گو طالبان ہیں۔ اگر امریکہ کو کلمہ ختم کرنا ہے تو اسے دو سو کروڑ گردنیں کاٹنا ہوں گی۔ دو ارب مسلمان ہیں دنیا میں اور بڑے تھوڑے ایسے ہوں گے جو بے غیرت ہیں۔ ہیں ایسے بھی ہیں جو نام کے مسلمان ہیں، قومی مسلمان ہیں۔ By birth accidental مسلمان ہیں کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو گئے تو گلے پڑ گئی مسلمانی لیکن ایسے بھی ہیں جو اللہ کے جمال پہ فدا ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق میں مبتلا ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کی روح کے اندر قرآن دھڑکتا ہے۔ ایسے بھی ہیں جن کے سینوں میں اللہ کا نور چمکتا ہے۔ اب یہ ساری گردنیں کاٹنا امریکہ کے بس میں نہیں ہے۔ جنہیں اللہ نے شہادت سے سرخرو کرنا ہے انہیں ہونا ہے۔ امریکہ نے اپنی بربادی کو دعوت دی ہے اور انشاء اللہ العزیز آپ دیکھیں گے امریکہ کا نام صرف تاریخ میں رہ جائے گا اور یہ باون ریاستیں الگ الگ ہوں گی اور یہ دھکے کھاتے پھر رہے ہوں گے اور ان کے ہر شہر میں خانہ جنگی ہوگی یہ بہت دور کی بات نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس عہد کے لوگ جو یہ ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں وہ اس کا جواب بھی انشاء اللہ ضرور دیکھیں گے اور یہ بہت جلد ہوگا۔ بلکہ اب تو نوبت اس کے قریب تر آ گئی ہے اور جو امریکی معیشت کا حال ہے اگر یہ دو مہینے اور گراف اس طرح نیچے جاتا رہا تو از خود ریاستیں الگ ہو جائیں گی۔ وہ کہیں گی جی ہم سے یہ بوجھ نہیں اٹھایا جاتا، ہم اپنی ریاست کے فنڈز آپ کو کیوں دیں۔ جو جال انہوں نے پاکستان پر پھینکا تھا کہ جی ڈھاکے کی پٹ سن کی بو آتی ہے اسلام آباد سے، بنگال کے چاولوں کی، دھان کی بو آتی ہے اسلام آباد کی سڑکوں سے، یہ ایک جال تھا جو پھینک کر انہوں نے پاکستان کو دولخت کیا اور ہمارے مشرقی پاکستانی بھائیوں کے دلوں میں یہ

وہم ڈال دیا جب الگ ہوئے تو وہ پٹ سن بیچ کر عیش کیوں نہیں کرتے۔ جو حال وہاں ہوا وہ میں نے دیکھا ہے۔

بنگلہ دیش جا کر میں نے دیکھا کہ جہاں سینکڑوں بطخیں ایک گھر میں ہوتی تھیں وہاں ملک میں بطخ اور انڈہ نظر نہیں آتا۔ بنگالی مچھلی پکڑتے تھے لیکن کھا نہیں سکتے تھے بیچ کر گزارا کرتے تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا میں نے ڈھاکہ سے چٹا گانگ تک ریل پر سفر کیا اور میں سپیشل کلاس میں وی آئی پی کلاس میں بیٹھا تھا ٹکٹ لے کر۔ حال اس کا بھی یہ تھا کہ راستے میں ٹرین کھڑی ہوگئی جی اس کی بریک فیل ہوگئی لیور کو رسے سے اوپر باندھ دو پھر چٹا گانگ جا کر۔ یہ وی آئی پی جو اس میں تھا لگا ہوا ڈبہ اس کا عالم تھا۔ اور میں نے اپنی ان گنہگار آنکھوں سے دیکھا ایک جوان بچی ایک نیکر سی اس نے پہنی ہوئی اور بوڑھا سا بابا اس نے بھی صرف ایک چیتھڑا سا اس نے بھی نیکر سی پہنی ہوئی تھی باقی سارے بدن ننگے تھے پانی کھیت کا بھرا ہوا تھا اور بچی ہل کی ہتھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی اور بابا ہل کھینچ رہا تھا۔ چاول بونے کے لئے نہ ان کے پاس کوئی گدھا تھا نہ گائے نہ بیل نہ دوسرا بندہ بوڑھا سا بندہ آگے سے ہل رسیاں ڈال کر اپنے دونوں کندھوں میں ہل کھینچ رہا تھا چھوٹی سی بچی بارہ تیرہ سال کی وہ ہتھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔ کہاں گئی وہ پٹ سن محض وہ سارا فراڈ تھا۔ اور مسلمانوں کو دو لخت کر دیا لیکن اب وہ الٹ رہا ہے اب جب اس سارے جنگی اخراجات کی باری آئے گی، جب یہ اخراجات امریکہ ریاستوں پہ بانٹے گا تو وہ کہیں گے جی کہ ہم نے تو جنگ نہیں چھیڑی، کس نے کہا تھا کہ اتنا خرچ کرو؟ انشاء اللہ کسی کے توڑے بغیر ان آہوں سے ان دردناک اور دل دوز چیخوں سے بچوں اور بوڑھوں کی کراہوں سے یہ ریاستیں ٹوٹ جائیں گی اور اس زمین پر ہم اسے بکھرتا دیکھیں گے انشاء اللہ العزیز۔ میں دعا کیا کرتا ہوں کہ اے اللہ ہمیں تب تک مہلت دے کہ خلافت اسلامیہ زندہ ہو اور یہ زندہ ہوگی انشاء اللہ۔ امریکہ کو غلط فہمی ہے امریکہ جہاں بیٹھا ہے وہاں سارے ہی طالبان بستے ہیں جنہیں وہ شہری سمجھ رہا ہے وہ بھی طالبان ہیں اور جنہیں وہ طالبان سمجھتا ہے وہی شہری ہیں کوئی وہ نئے بندے نہیں آئے کیا ہوا اسے وہاں ایک کوفہ مل گیا کربلا میں بھی تو اتنے لوگ مل گئے تھے جنہوں نے خاندان رسول ﷺ کو ذبح کر دیا، داڑھیاں بھی رکھی ہوئی تھیں، تسبیح ہاتھ میں تھی نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ اس پر آکے کچھ لوگ اگر اسے افغانستان میں مل گئے ہیں تو اس پہ ناز نہ کرے وہ گنتی کے چند لوگ ہیں جو امریکیوں کے ساتھ ہی جہنم واصل ہوں گے۔ اور یہ وقت انشاء اللہ بہت جلد آنے والا ہے۔

اور امریکہ یہ یاد رکھے کہ افغانستان کی ساری آبادی بھی ختم ہو جائے تو مسلمان ختم نہیں ہوں گے آخر وہی کلمہ ہم سب نے بھی پڑھا ہے۔ حکومت پاکستان نے امریکہ کو یہاں بمباری کرنے کی اجازت دے دی ہے تو ہمیں اس بات کے کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ کیا حکومتیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ اپنے ملک پر بمباری کرائیں؟ کیا فوج کو اس لئے ہم تنخواہ دیتے ہیں کہ وہ ملک کی ریاست کی مالک بن کر بیٹھ جائے؟ چوکیدار بھی کبھی مالک ہوئے ہیں؟ تم تنخواہ دار ملازم ہو، جو ذمہ داری ہے وہ تو کر نہیں سکتے جس کی تم تنخواہ لیتے ہو وہ کام کیوں نہیں کرتے ہو؟ روز بارڈر پہ لوگ مرتے ہیں، ہندو تمہیں دھمکیاں دے رہا ہے جو یہاں پکوڑیاں بیچا کرتا تھا۔ ہم سکول پڑھتے تھے تو جس مضمون کا ماسٹر ہندو ہوتا تھا اس کا ہم کبھی ہوم ورک نہیں کرتے تھے کہ سالا ہندو کیسے پوچھے گا کہ کیا یا نہیں کیا۔ یعنی سکول کے بچے ہندو ماسٹر سے نہیں ڈرتے تھے۔ جس سبجیکٹ کا ماسٹر مسلمان ہوتا تھا اس پہ سارا وقت لگا دیتے کہ صبح مار پڑے گی۔ آج وہ ہندو کہتا ہے میں کشمیر پہ یہ کر دوں گا میں یوں کر دوں گا کمال ہے حد ہوگئی اور نصف صدی گزر گئی تم سے لیا نہ گیا۔ کارگل پر لیا ہوا سارا کشمیر تم نے امریکہ کے لئے چھوڑ دیا۔ امریکہ نے کیا دیا نواز شریف صاحب! کہ بے عزت کر کے گھر سے بھی تمہیں نکلوا دیا اور حکومت دوسروں کو دے دی۔ اب یہ صاحب ہیں جو وہاں کی جنگ کو یہاں گھسیٹ لائے اور اب معاہدہ کر لیا امریکہ کے ساتھ کہ پاکستان میں جہاں چاہے وہ بم برسا سکتا ہے جہاں چاہے وہ فوج اتار سکتا ہے۔ اب اسے ظاہر ہے اسے سندھ سے تو دلچسپی نہیں ہوگی پنجاب کے ان نشیبی علاقوں سے تو نہیں پاکستان کے انہی بالائی حصوں میں وہ جائے گا جہاں وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

پورے ایشیا کے لئے بیٹھ سکتا ہے۔ شاید یہ اس کی آرزو ہے' یہ اس کا خواب ہے۔ ساری آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں اور سارے خواب بھی سچ نہیں ہوتے۔ اللہ اس کے خواب کو بھی جھوٹ کرے گا انشاءاللہ العزیز۔ یہ ملک بھی قائم رہے گا اور اس پر دین کی حکومت قائم ہوگی۔ جنگ اب شروع ہو رہی ہے جیت ہار کا فیصلہ کرنا بڑی جلد بازی ہے۔ جنگ اب شروع ہو رہی ہے امریکی اور برطانوی سپاہی زمین پر قدم رکھ رہے ہیں اب جنگ شروع ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ اب رکے گی نہیں' یہ بڑھے گی یہ شمالی علاقوں تک بھی پھیلے گی' یہ پاکستان سے بھی گزرے گی اور یہ پھر سے ڈھاکہ تک جائے گی انشاءاللہ اور کابل سے لے کر ڈھاکہ تک سارا برصغیر پھر ایک ریاست بنے گا جس پہ حکومت ہوگی اللہ کے دین کی اللہ کے قرآن کی اور یہ ایک اسلامی ریاست بنے گی۔ آج تو یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے لیکن شاید تب تک زندگی وفا کرے یا نہ کرے انشاءاللہ یہ سب ہو کر رہے گا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اسے کوئی نہیں روک سکتا یہ سب ہو کر رہے گا۔

اس لئے کہ اصدق الصادقین اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں میں اس کی اہمیت موجود ہے اور آپ ﷺ نے غزوہ افغانستان نہیں فرمایا' غزوہ کشمیر نہیں فرمایا' غزوہ پاکستان نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا غزوۃ الہند۔ تو ہند تو سارا برصغیر ہے اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اسے حضور ﷺ نے غزوہ فرمایا۔ غزوہ اس جنگ کو کہا گیا ہے جس میں بنفس نفیس حضور ﷺ نے شرکت فرمائی ہو اور عہد نبوی ﷺ میں جو جہاد ہوئے جس میں حضور ﷺ بنفس نفیس شرکت نہیں فرما سکے گو کمان حضور ﷺ کی تھی لیکن کسی دوسرے کو امیر بنا کے بھیجا اسے سریہ کہتے ہیں لیکن اس جہاد کو حضور ﷺ نے غزوۃ الہند فرمایا۔

لاہور ایک فنکشن ہو رہا تھا' علماء پر یہ سوال ہوا۔ ہمارے ایک بہت ہی نامور عالم ہیں انہوں نے جواب دیا جی کہ اس زمانے میں جنگ کو اصطلاح میں غزوہ کہتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرما دیا۔ تو جب میری باری آئی تو میں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ اصطلاحوں کے پیروکار نہیں تھے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ آپ ﷺ کی زبان پاک سے جو بات نکلتی ہے وہ اصول ہوتی ہے وہ کسی کی پیروی نہیں ہوتی بلکہ پیروی کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ غزوہ اور سریہ کا فرق جانتے تھے۔ آپ ﷺ نے غزوہ فرمایا اس لئے کہ اس جہاد میں حضور ﷺ کی توجہ اتنی شامل ہوگی مجاہدین کے ساتھ جتنی بدر و احد میں بنفس نفیس شرکت فرما کر تھی۔ یہ غزوہ سمجھا جائے گویا حضور ﷺ کی بھرپور توجہ اس میں ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی آخری دو جماعتیں بلا حساب جنت میں داخل ہوں گی ایک وہ جو غزوۃ الہند میں شرکت کرے گی شہید ہوں گے تو بھی بلا حساب جنت۔ زندہ رہے تو بھی مرنے کے بعد بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ اور ایک وہ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔ یہ دو طبقے جو ہیں میری امت کے' آخری امت کے یہ بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ اے کاش میں زندہ ہوتا' غزوۃ الہند برپا ہوتا میں اس میں شامل ہو جاتا' اگر مارا جاتا تو میں بہترین شہید ہوتا' افضل الشہداء میں سے ہوتا اور زندہ رہتا تو لوگ کہتے یہ ابوھریرہؓ ہے جو جنتی ہے' لوگ مجھے دیکھ دیکھ کر پھر ریس کرتے۔

امریکہ اپنی بساط بھر ظلم کر رہا ہے اور اللہ اپنی طرف سے شہداء کے درجات بڑھا رہا ہے یہ بظاہر نظر آنے والا ظلم اپنے نتائج کے اعتبار سے ان کے لئے راحت ہے لیکن اپنے دوسرے نتائج کے اعتبار سے انشاءاللہ امریکہ کو تاریخ کا حصہ بنا دے گا' زمین پر امریکہ نظر نہیں آئے گا مختلف ناموں کی حکومتیں باون حکومتیں' باون ریاستیں نظر آئیں گی' انشاءاللہ اس کے بعد یو۔ ایس۔ اے نہیں ہوگا۔

ہمارے سامنے بھی دونوں راستے پڑے ہیں اللہ توفیق دے ہم ان بندوں میں شامل ہوں جن کے ایمان کامل ہیں اور اتباع رسالت نصیب ہو۔ اور بڑے بدنصیب ہیں وہ جو یہ ساری ذلت دیکھتے ہوئے پھر ظالم کا ساتھ دیں یا اسفل سافلین میں گر جائیں۔ فیصلہ تیرے مقدر کا تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ہر ایک کے لئے اس کا اپنا فیصلہ ہے اللہ سب کو بہتر فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

مقصدِ حیات

ستاون ریاستوں کے مسلمان حکمرانوں کے سامنے عالم اسلام کی عزتیں تار تار ہوں' اُس کی بچیاں چلّا رہی ہوں' اُس کے بچوں کے پرخچے اڑائے جا رہے ہوں' قاتل ان کے منہ میں پانی ڈالے یا دانہ ڈالے تو ڈالے اُمت مسلمہ کی کوئی حکومت' کوئی حکمران' کوئی سیاسی جماعت' کوئی عوام' کوئی عام آدمی ایک آہ بھی نہ بھرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مُردوں کا جہان ہے جن کے دفن میں تاخیر ہو رہی ہے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارارقم 09-12-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج

حضراتِ گرامی ! دخترانِ ملت !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں نے قرآن کریم میں سورۃ البقرہ سے ایک مختصر سا حصہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جس میں رمضان المبارک کے بے شمار فضائل میں سے ایک بہت ہی عظیم فضیلت کا تذکرہ فرمایا ہے رب العلمین نے۔ رمضان المبارک ایک ایسا باسعادت مہینہ ہے جس کی نعمتیں شمار میں نہیں آتیں۔ رمضان المبارک میں شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ گیارہ مہینے اللہ کی مخلوق اس کی رحمت کو پکارتی ہے لیکن یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں رحمت مخلوق کو پکارتی ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا۔ جنت کے در' وا اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ نوافل کا اجر فرائض کی طرح اور فرائض کا ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ توبہ کی توفیق ارزاں ہوتی ہے اور توبہ کی قبولیت کی ساعتیں آتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت' دوسرا بخشش اور تیسرا جہنم سے رہائی کے پروانے حاصل کرنے کا ہے۔

ان بے شمار نعمتوں میں ایک بڑی نعمت جس کا ذکر ان آیات مبارکہ میں ہے وہ یہ ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآنِ حکیم کا نزول ہوا۔ یاد رہے جو شخص بات کرتا ہے اُس بات میں بات کرنے والے کا ' کلام کرنے والے کا یعنی متکلم کا پرتو اور اثر ہوتا ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ آپ کسی بندے کو جواری کے پاس بٹھا دیں وہ صرف اُن کی گپ شپ ہی سنتا رہے تو اُسے جوئے سے رغبت پیدا ہو جائے گی۔ آپ کسی بندے کا شکاریوں کے پاس اُٹھنا بیٹھنا کر دیں تو چند دن اُن کی باتیں سن کر اس میں اُسی طرح کا ذوق پیدا ہو جائے گا۔ کسی بندے کو اہل اللہ کے پاس بیٹھنا نصیب ہو جائے تو رفتہ رفتہ اُس کی طبیعت نیکی کی طرف مائل ہو جائے گی۔ کلام کرنے والے کا' متکلم کا ایک عکس ایک پرتو ہوتا ہے اُس کے کلام میں اور جب اللہ جل شانہٗ کلام فرماتے ہیں اور پھر اُس نے اعزاز بخشا اس مشتِ غبار کو کہ اپنے شرف کلام سے نوازا تو قرآن کی اصل کیفیت وہ ہے کہ صاحبِ کلام کے جمال کا پرتو قلوب میں اُترے اور وہ جو لذتِ آشنائی کی بات ہو رہی تھی وہ لذت آشنائی پیدا کرتا چلا جائے۔ اگر پرتو جمال کو قلوب میں نہ اُتارا جائے تو وہ فوائد مرتب نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں لیکن توفیق عمل نہیں ہوتی۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' حج کرتے ہیں لیکن اُس کے ساتھ جھوٹ بھی بولتے ہیں' کم بھی تولتے ہیں' قتل و غارت گری بھی کرتے ہیں' ایک دوسرے کو مارتے بھی ہیں' ہمارے ہاتھ خون سے رنگین بھی ہیں' زبانوں پہ آیات کی تلاوت بھی ہے' ہمارے دامن حرام مال سے لتھڑے ہوئے بھی ہیں اور جبینیں سجدہ ریز بھی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں خون آلود تلواریں اور خنجر بھی

ہیں اور آیات کی تلاوت بھی ہے۔ حضرات گرامی ! قرآنِ حکیم کا تو اعجاز ہی یہی ہے کہ صاحبِ کلام کے پرتو جمال کو لے کر آتا ہے اور قلوب کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے اور بڑی عجیب بات اس میں یہ ہے کہ ساری مخلوق نے اِسے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے سُنا اس لئے کہ تابانی پرتو جمال اپنے اندر وہ بلند و اعلیٰ و پاکیزہ وہ لطیف کیفیات رکھتی ہے کہ بجز نبی براہ راست سننے کا کوئی متحمل نہیں ہو سکتا۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کلام الٰہی کو سننے کا کوئی انسان متحمل نہیں ہو سکتا تباہ ہو جائے مٹ جائے اُس کی خاک بھی باقی نہ رہے' یہ صلاحیت یہ حوصلہ صرف انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ کا مقام عالی ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کا کلام وصول کیا بذریعہ وحی الٰہی اور مخلوق آپ ﷺ سے مستفید ہوئی تو گویا دو آتشہ ہو گیا کہ اُس میں پرتو جمال باری بھی ہے اور اُس میں حُسنِ مصطفےٰ ﷺ کی جھلک بھی شامل ہو گئی۔ جب ہم تک پہنچا' جب مومن تک پہنچا تو وہ دو آتشہ ہو چکا تھا اور یہ کیسا عجیب آدمی ہے کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ قرآن اس کی زبان پہ تو رہتا ہے لیکن اُس کے دل میں نہیں اُترتا۔ کتنی کتنی عجیب بات' کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔ آپ قرآن کی کم و بیش ساڑھے چھ ہزار آیات میں سے کوئی ایک آیت لے لیں' انسانی زندگی کا پورا نصاب اُس ایک آیت میں موجود ہوگا...... ہمہ پہلو ہمہ جہت تو پھر بھی اتنی ساڑھے چھ ہزار کے قریب باتیں پارے یا اتنی لمبی گفتگو کسی نے مفسرین کرام سے سوال کیا کہ۔

حُسنِ کلام یہ ہوتا ہے کہ بات کم از کم کی جائے۔ گفتگو طویل اور مفہوم کم ہونا یہ کمال نہیں ہے بلکہ کمال یہ ہے' حُسنِ کلام یہ ہے کہ گفتگو کم ہو اور اس میں مفاہیم کا دریا ہو۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اُوتِیَ جوامع الکلِمَ. او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مجھے یہ کمال بخشا ہے کہ میں ایک جملہ کہوں تو اُس میں جہان بھر کے حالات سمو دیتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام پہ سوال ہوا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسىٰ آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں کیا ہے۔ هِيَ عَصَایَ یہ میری لاٹھی ہے۔ بات یہیں ختم ہو سکتی تھی لیکن اُنہوں نے بات کو بڑھایا۔ هِيَ عَصَایَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلىٰ غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرىٰ اور پتہ نہیں کتنی طویل باتیں کیں کہ میں اس سے یہ بھی کرتا ہوں یہ کام بھی کرتا ہوں' یہ بھی کرتا ہوں اور یہ بھی کرتا ہوں تو انبیاء علیہم السلام تو حُسنِ کلام کا نمونہ ہوتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے بات اتنی لمبی کیوں کر دی کیا خوبصورت جواب دیا مفسرین کرام نے جسے شاعر نے ایک شعر میں ڈھال دیا۔

قرآن زندوں کو مخاطب کرتا ہے اور مُردوں کی جب بات آتی ہے تو اپنے نبی ﷺ کو بھی منع فرما دیتا ہے کہ مُردوں کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

بیک لفظے تو اں گفتن تمنائے جہاں را
مَن از بحر حضوری طول دادم داستاں را

ہاں یا نہ میں ساری بات ختم ہو جاتی ہے' ایک لفظ میں دنیا بھر کی بات کا جواب ہو سکتا ہے لیکن جو لذتِ حضوری تھی' جو ہم کلامی کا لطف تھا اُس نے مجھے بے بس کر دیا اور میں بات کو لمبا کرتا چلا گیا بڑھاتا چلا گیا۔

مَن از بحر حضوری طول دادم داستاں را

مجھے لذت ملی اُس میں اور میں اُسے بڑھاتا چلا گیا۔ مفسرین فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کسی بندے سے نہیں رب العٰلمین سے ہم کلام تھے۔ اور لذتِ کلام نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بے بس کر دیا کہ وہ کلام کو مختصر کرنے کی بجائے بڑھائے جا رہے ہیں۔

یہی حال بندہ مومن کا ہوتا ہے کہ وہ چھوڑتے چھوڑتے بھی کہتا ہے کہ ایک آیت تو اور پڑھ لوں تو بس کرتا ہوں' ایک رکوع ہو جائے بس کرتا ہوں اور اگر وہ ذوق نصیب نہ ہو تو بندہ کھڑا ہوا گھڑیاں گنتا رہتا ہے کہ یار ابھی تک مولوی صاحب رکوع پر نہیں گئے' یہ کب جان چھوڑیں گے۔ یہ وہ حالتیں ہیں جن کے درمیان ہمیں اپنے آپ کو تلاش کرنا ہے کہ میں کس حال میں ہوں۔ لذتِ آشنائی اُسے مجبور کرتی ہے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور بھی سن اور بھی پڑھ۔ عجیب بات ہے قرآن کی تلاوت مسنون ہے' سنت ہے لیکن قرآن کا سننا فرض ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ پڑھنا سنت ہے لیکن پڑھا جا رہا ہو تو سننا فرض ہو جاتا ہے اس لئے کہ پڑھنا تو آپ نے اپنی مرضی سے ہے لیکن جب آواز کان میں پڑ رہی ہے تو آپ کی مرضی ختم ہو گئی اور اب اُس کی مرضی ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا قرآن کو دھیان سے سنو خاموش ہو جاؤ چپ سادھ لو۔ تو اس سے کیا ہوگا؟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ رحمت باری برس رہی ہے اور تمہارا دامن دل تو جدھر تمہاری نظر جائے گی' جدھر خیال جائے گا' جدھر سوچ جائے گی' جدھر فکر جائے گی' دامن دِل تو اُدھر ہوگا اگر بات کرو گے اُدھر کہیں اور دیکھو گے اگر کچھ اور سوچو گے تو رحمتِ باری ادھر برس رہی ہے اور تم دامن اُدھر خلا کی طرف پھیلا رہے ہو لہٰذا اللہ نے فرض کر دیا مومنوں کے لئے کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو پوری خاموشی پوری توجہ پورے دھیان سے اُن کیفیات کو سمیٹو جو دلوں میں اُتر جاتی ہیں لیکن اس کے لئے سینوں میں دِل چاہئے' دِل میں حیات چاہئے' دِل میں شعور چاہئے' دِل میں طلب اور آرزو چاہئے۔ ایسے دل چاہئیں جو سوچ سکتے ہوں جو سمجھ سکتے ہوں اور اُس کے لئے زندگی چاہئے۔ مُردوں کے دِل دھڑکا نہیں کرتے مُردوں کے دِل سوچا نہیں کرتے۔

ابھی ایک حضرت موت کی بات کر رہے تھے تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید مولانا اُن لوگوں کو موت کی بات سنا رہے ہیں جو مَر چکے ہیں' جن کا صرف دفن ہونا باقی ہے لیکن مَر چکے ہیں' اگر زندہ ہوتے تو عالمِ اسلام کی تباہی پہ کراہتے تو سہی' زندہ کمزور بھی ہو تو اُس کی آہ تو نکل جاتی ہے' کسی کی آنکھ سے آنسو تو ٹپکتا' کسی کے لب پہ آہ تو آتی۔ دنیا میں دو سو کروڑ مسلمانوں کی آبادی ہے' دنیا کی مجموعی آبادی لگ بھگ چھ سو کروڑ یعنی چھ ارب ہے جس میں ایک تہائی میرے اور آپ جیسے لوگ ہیں جنہیں دعویٰ اسلام تو ہے۔ ستاون ریاستیں مسلمانوں کے پاس ہیں اور دنیا میں معاشیات اور انسانی زندگی کی جو ضروریات ہیں اُن کا اَسّی فیصد اِن ستاون ریاستوں میں ہے جس پہ کافر بھی زندہ ہیں۔ اسلامی ریاستیں اپنا تیل' اپنی معدنیات' اپنی زراعت خود کنٹرول کر لیں تو کافر کی باری بھیک مانگنے کی آ جائے جبکہ اب بھیک مسلمان مانگتا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں یہ سارے زندہ لوگ ہیں؟ کیا زندگی کے لئے اتنا امتحان کافی نہیں ہے کہ اُسے خنجر چبھویا جائے۔ ستاون ریاستوں کے مسلمان حکمرانوں کے سامنے عالم اسلام کی عزتیں تار تار ہوں' اُس کی بچیاں چلا رہی ہوں' اُس کے بچوں کے پرخچے اڑائے جا رہے ہوں' قاتل اُن کے منہ میں پانی ڈالے یا دانہ ڈالے تو ڈالے اُمت مسلمہ کی کوئی حکومت' کوئی حکمران' کوئی سیاسی جماعت' کوئی عوام' کوئی عام آدمی ایک آہ بھی نہ بھرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مُردوں کا جہان ہے جن کے دفن میں تاخیر ہو رہی ہے۔

عالم اسلام پہ اب وہ جمود طاری ہے جو مسلمان کا شعار نہیں ہے۔

کچھ مُردے دفن ہو جاتے ہیں کچھ کے دفن میں تاخیر ہو جاتی ہے میں سمجھتا ہوں ہم وہ مُردے ہیں جو ابھی چل پھر رہے ہیں اللہ کا رزق خراب کر رہے ہیں' اللہ کی زمین پر بوجھ بنے ہوئے ہیں' اللہ کی زمین کو مزید گناہوں سے پریشان کر رہے ہیں جب کہ انہی مُردوں میں زندہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں دہشت گرد کہلائے اور خطرناک ترین انسان کہلائے اور جنہیں قید کرنے کے بعد' ہاتھ باندھنے کے باوجود کافر ان کے قریب نہ جا سکے اور اُن پر آسمان سے آگ اور آتش برسائی گئی' بم برسائے گئے اور کہا کہ قیدیوں نے بغاوت کر دی لیکن جب لاشوں کے ٹکڑے سمیٹے گئے تو ہاتھ بندھے ہوئے پائے گئے۔ دو دو بازو اکٹھے ملے رسیوں سے جکڑے ہوئے۔ کیسے عجیب لوگ تھے جنہیں کافر قید کرنے کے اور ہاتھ باندھنے کے باوجود خطرناک سمجھتا ہے۔ زندہ وہ تھے یا زندہ ہم ہیں جن کے درمیان بیٹھ کر وہ قہقہہ لگا کر شراب بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

پیتا ہے اور اپنی فتح کے جشن بھی مناتا ہے؟ میرے بھائی ! دِل کی بات تو بہت دور کی بات ہے یہاں تو زندگی کے آثار نہیں ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا کہ جب عرصہ محشر قائم ہوگا لوگ اُٹھیں گے ... میں شاید موضوع سے ہٹتا جا رہا ہوں لیکن میں یہ حدیث بیان کر کے واپس اپنے موضوع پہ آتا ہوں۔ حالات ہی ایسے جذباتی ہیں کہ وہ بندے کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ تو کچھ لوگ اُٹھیں گے جن میں صحابہ کرامؓ جن میں شہداء بدر واُحد اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے جانثار لوگ شامل ہوں گے۔ وہ جب اُٹھیں گے' جسم کٹے پھٹے آلودہ لباس' اسلحہ پاس' اس حال میں اُٹھیں گے کہ خون کے فوارے جاری ہوں گے' اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائیں گے۔ وازلفت الجنۃ غیر بعید جنت بھی سجائی قریب کھڑی ہوگی۔ وبرزت الجحیم لمن یری میدانِ حشر میں جہنم کو بھی گھسیٹ کر لایا جائے گا کہ دیکھ لیں جو انکار کرتے تھے۔ تو وہ بجائے میدان کی طرف جانے کے جنت کا دروازہ جا کر کھٹکھٹائیں گے تو اُنہیں عرض کیا جائے گا کہ حضور ابھی تو آپ اُٹھے ہیں' عرصہ محشر قائم ہوا ہے' ابھی تو حساب کتاب ہوگا' میزانِ عدل پہ جائیں گے۔ حساب دیجئے پھر پل صراط سے گزر کر جب یہاں پہنچیں گے تو دروازہ کھلا پائیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ اپنی تلواریں اور ڈھالیں پھینک دیں گے اور متوجہ الی اللہ ہو جائیں گے اور کہیں گے اللہ تیرے احسانات کی تو کوئی حد نہیں' ہم گمراہ تھے تو نے ہادی برحق ﷺ کو مبعوث فرما کے ہمیں اپنی راہ عطا فرمائی' ہمیں مال دیئے' جان دی' اولاد دی' گھر دیئے' ملک دیئے' زمینیں دیں لیکن اللہ! تیرے نبی کی اطاعت میں ہم نے وہ گھر چھوڑ دیئے' وہ زمینیں چھوڑ دیں' قبیلے چھوڑ دیئے' جان بچی تھی وہ بھی ہم نے تیری راہ میں دے دی' جسم بچا تھا اُس کے پرخچے اُڑ گئے۔ بارالٰہا ! تیری عطا کا تو کوئی حساب نہیں لیکن ہمارے پاس جو کچھ تھا تیرے نام پہ لٹوا دیا۔ اس فرشتے سے ذرا پوچھ' یہ تو بتائے کہ کس بات کا حساب مانگتا ہے؟ بچا کیا تھا جس کا حساب اِسے لینا ہے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں ارشاد ہوگا ان کیلئے جنت کے سارے دروازے کھول دو۔

یہ دو نظریوں کی جنگ ہے ایک طرف اسلام ہے اور دوسری طرف کفر ہے۔

نسائی شریف میں ایک حدیث ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری بعد میں آنے والی اُمت کی دو جماعتیں ہوں گی جو بلاحساب جنت میں داخل ہوں گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ بعد میں آنے والوں میں ایسی خوش بخت جماعتیں کون ہوں گی؟ فرمایا ! ایک وہ جو غزوۃ الہند میں شرکت فرمائیں گے اور ایک وہ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اُن کی رفاقت میں جہاد کریں گے یہ دو جماعتیں بلاحساب جنت میں داخل ہوں گی۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ غزوۃ الہند کی ابتدا ان جانثاروں نے کر دی جنہوں نے دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد کے مقابلے میں سرنگوں ہونا پسند نہیں کیا۔ وہ بھی حکومت کر سکتے تھے' اُن کے پاس ملک بھی رہ سکتا تھا اور اربوں ڈالر بھی وہ لے سکتے تھے جب کہ اُن کے ایک ایک آدمی کے پیچھے ڈھائی ڈھائی کروڑ ڈالر انعام دینے کا وعدہ ہے کہ کوئی ایک اطلاع دے دے ایک بندے کی' ڈھائی کروڑ ڈالر لے لے۔ جب وہ بندہ خود بکے تو کتنے ڈالر مل جائیں' لیکن ڈالروں کو عقل گنتی ہے اور لذت آشنائی کو دِل۔ دِل حکمران ہوتا ہے اور عقل ماتحت ہوتی ہے۔ ہم دنیا کی محبت میں اس لئے پھنس جاتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ عقل ہوتی ہے اور ہمارے دِل سوئے ہوئے ہیں۔ وہ اس لئے اسیر نہیں ہوتے کہ اُن کے دِل آزاد ہوتے ہیں' لذت آشنائی وہی دِل محسوس کرتے ہیں جو زندہ ہوں' باشعور ہوں' صاحب فکر ہوں اور فیصلہ کر سکتے ہوں ورنہ تو فرمایا لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ اگر ہمالہ پہ بھی قرآن کا نزول ہوتا تو وہ ذرات بن کر بکھر جاتا۔ اُس میں پرتو جمال

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے' اُس میں ذوق آشنائی ہے' اُس میں قربِ الٰہی اور وصالِ الٰہی کی لذتیں ہیں۔ یہ قوت تو میں نے ہمالہ کو بھی نہیں دی کہ میرے جمال کو برداشت کر سکے۔ ہاں بندہ مومن کا دِل جو ہے وہ زندہ ہو تو میرے جمال سے سیراب ہوتا ہے' درد کرتا ہے تو برداشت کرتا ہے۔

تو حضرات! رمضان المبارک کی بہت بڑی نعمت نزول قرآن ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو فہم قرآن کا اور پڑھنے اور پڑھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔ یہ تو ذوق کی بات ہوگئی نا۔ قرآن ذوق کے علاوہ اس مادی وجود کے ساتھ بھی کوئی بحث کرتا ہے؟

فرمایا!

ھدی اللناس پہلی دفعہ ایسی کتاب نازل کی گئی جس نے روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے ہدایت کے راستے متعین کر دیئے۔ نظام ہائے حیات' نظام ہائے حکومت' نظام ہائے معیشت' نظام ہائے عدالت' نظام ہائے سیاست' انسانی زندگی کے سارے پہلوؤں میں فیصلہ کن رہنمائی کردی۔ اس دنیا کی تاریخ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی آسمانی کتاب نے اور اللہ کے کسی رسول نے ساری دنیا کو بیک وقت مخاطب نہیں فرمایا۔ ساری کتابیں کتابِ ہدایت تھیں مخصوص قوموں' مخصوص لوگوں کے لئے' مخصوص زمانوں مخصوص علاقوں کے لئے' اپنے اپنے وقت کے لئے لیکن قرآنِ حکیم وہ نعمت ہے کہ صرف اللہ کا صدقہ ہے کہ بیک وقت مشرق و مغرب شمال و جنوب' روئے زمین کے سارے انسانوں کے لئے طریقہ کار وضع کر دیا جائے اور اتنا خوبصورت ہو کہ دنیا کے موسم دِن رات کا فرق اُسے متاثر نہ کر سکے۔ قوموں کے مزاج الگ' قوموں کی زبانیں الگ' قوموں کا انداز الگ پھر قوموں کے موسم الگ' پھر قوموں کے شب و روز الگ الگ۔ کہیں اب دِن ہے

> **خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو فہم قرآن کا اور پڑھنے اور پڑھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔**

کہیں رات ہوگی تو یہ زمانوں کے فاصلے' شب و روز کے فاصلے' موسموں کا الگ الگ ہونا' قوموں کے الگ الگ مزاج اور فطری استعداد کا الگ الگ ہونا' استعدادِ کار کا الگ الگ ہونا اُسے متاثر نہ کر سکے بلکہ ایسا خوبصورت دستور دے جس پر دنیا کی ہر قوم ہر حال میں ہر جگہ رہتی ہوئی عمل کر سکے اور یہ صرف قرآنِ مجید ہے۔

اگر ہم اسلامی ریاست میں قرآن نافذ نہیں کر سکے تو بھی ہمارے پاس ایک دلیل تو ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں مسلمان موجود ہیں اور کسی ملک میں ادائیگی صلوٰۃ یا حج کی ادائیگی عبادات کی ادائیگی یا روزے رکھنے کا کبھی کوئی مسئلہ پیدا ہوا؟ کس نے ایسا اصول دیا؟ اب جو قوانین دنیا کے دوسرے ملکوں میں ہیں یہاں لاگو کرنا ممکن نہیں رہتا' یہاں تو اصول دوسرے مشرق والے سوچتے ہیں مغرب والوں کو پسند نہیں آتا جو شمال والے سوچتے ہیں جنوب والوں کی فکر سے الگ ہوتا ہے۔ یہ قرآن ہی کی تعلیمات اور اُس کے احکامات ہیں کہ آج بھی روئے زمین پر جن احکام پر عمل ہو رہا ہے کہیں انسانی مزاج موسموں اور حالات اور فکر کے مطابق ہیں اور کہیں اُس میں کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی اِس طرح زندگی کے پورے نصاب کو اگر قرآن میں ڈھال لیا جائے تو روئے زمین کی ساری قومیں بلا تکلف اُس میں ڈھل سکتی ہیں اور اُس کی دلیل ہے وہ ریاست جو خلفائے راشدین نے ہسپانیہ سے لے کر چائنہ تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک صرف تئیس برسوں میں بنادی اور جس کا امام مسجد نبوی ﷺ کا خطیب تھا جس کے ہر ہر قریے ہر ہر شہر اور ہر فرد پر اسلامی نظام رائج تھا اور کہیں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہیں آیا جس پر عمل نہیں ہو سکا۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ہدایت کے معنی دو طرح کے آتے ہیں رہنمائی کے بھی اور رہبری کے بھی' ساری انسانیت کے لئے رہنما تو ہے ہی لیکن صرف عمومی رہنمائی ہی نہیں کرتا بلکہ دلائل کے ساتھ واضح کر دیتا ہے حق کو اور باطل کو' انصاف کو اور ظلم کو' سچائی کو اور جھوٹ کو دلائل کے ساتھ الگ

www.naqshbandiaowaisiah.com

الگ کر دیتا ہے۔

حضرات گرامی! قرآنِ حکیم کا دیکھنا عبادت، سننا سعادت اور سمجھنا فرض اور مقصد حیات یہ ہے کہ اس کتاب عظیم پر عمل نصیب ہو جائے اور وہ درد اور وہ لذت آشنائی نصیب ہو جائے۔ اے اللہ ہمیں بھی زندگی عطا فرما۔ قرآن زندوں کو مخاطب کرتا ہے اور مُردوں کی جب بات آتی ہے تو اپنے نبی ﷺ کو بھی منع فرما دیتا ہے کہ مُردوں کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک عرب شاعر نے اُن لوگوں کے لئے جو مکہ میں ایمان نہیں لا رہے تھے کہا تھا کہ:۔

واجسامُهُم قبلَ القبورِ قبور

کہ اِن کے وجود اِن کے دلوں کی قبریں بن گئی ہیں یہ انسان زندہ نہیں ہیں جن کے دل محمد رسول اللہ ﷺ کی بات پر بھی تڑپتے نہیں ہیں، یہ زندہ نہیں ہیں اِن کے دِل مردہ ہیں اور اِن کے وجود اِن کے دلوں کی قبریں ہیں۔ عالمِ اسلام پہ اب وہ جمود طاری ہے جو مسلمان کا شعار نہیں ہے۔ اس درد کے ساتھ دعا کی جا سکتی ہے کہ اللہ اِسے حیاتِ نو عطا کر۔ جہاں تک مایوسی کی بات ہے مسلمان کے لئے تو مایوس ہونا ویسے بھی حرام ہے۔ میں اِس حدیث کی روشنی میں کبھی مایوس نہیں ہوا، ایک مِلی جُلی کیفیت رہتی ہے مسلمانوں کی شہادت اور ظالمانہ شہادت پہ دُکھ بھی ہوتا ہے اُن کے اللہ کے ہاں عظمت اور وصال الٰہی کے اُس کیف پہ حسرت بھی آتی ہے، ذوق بھی بڑھتا ہے لیکن یاد رکھیں کہ یہ جنگ جواب چھڑی ہے ختم نہیں ہوگی، جنگ چلے گی انشاء اللہ اور یہی غزوۃ الہند بنے گی اور افغانستان ہی نہیں، پاکستان ہی نہیں، کشمیر ہی نہیں، بھارت ہی نہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ نے ہند کا لفظ استعمال فرمایا اس لئے پورا ہند جسے آپ برصغیر کہتے ہیں انشاء اللہ العزیز اسلامی ریاست کے سانچے میں ڈھلے گا اور روئے زمین پر اسلام کا بول بالا ہوگا یہ چھوٹی سی جو تاریکی آئی ہے، میری رائے میں اللہ آزما رہا ہے کہ کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون صرف فتح کا ساتھی ہے اور

اِس دنیا کی تاریخ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی آسمانی کتاب نے اور اللہ کے کسی رسول نے ساری دنیا کو بیک وقت مخاطب نہیں فرمایا۔

ساتھ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ جس طرح اُس نے اپنے بندوں کو اُحد میں آزمایا حنین میں آزمایا پھر اُس کی تعریف کی وزلزلوا زلزالاً شدیداً میں نے تمہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ لیکن ان بندوں میں میرا عشق تھا محبت تھی ثابت قدم رہے اولٰئک ھم الصادقون اگر زمین پر کسی کو سچا دیکھنا ہے تو یہ لوگ ہیں یہ سچے یہ کھرے لوگ ہیں یہ چھوٹا سا درمیان میں وقفہ آیا ہے اِس سے وہ تمیز کر رہا ہے کہ کون ڈٹ جاتا ہے اور کون غیر اسلامی طاقتوں کے سامنے جھک جاتا ہے۔ یہ نہ اُسامہ بن لادن اور امریکہ کی لڑائی ہے، نہ مُلا عمر اور امریکہ کی لڑائی ہے، نہ پٹھانوں اور امریکہ کی لڑائی ہے یہ تو تہذیبوں کا تصادم ہے جو امریکہ نے کھلے عام کہنا شروع کر دیا ہے کہ طالبان کا جرم یہ تھا کہ They were going to finish our culture around the Globe ہماری تہذیب جسے ہم روئے زمین پر پھیلا چکے ہیں جو کلمہ پڑھتا ہے لیکن رہنا ہماری طرح چاہتا ہے، لوگ نمازیں پڑھتے ہیں رہنا ہماری طرح چاہتے ہیں، ہندو ہیں بت پوجتے ہیں لیکن وہ بود و باش، کھانا پینا، لباس، چال ڈھال، آئین دستور، معاملات ہماری طرح کرتے ہیں، اسی طرح دنیا پہ جس تہذیب کو جس نظریے کو ہم پھیلا چکے ہیں یہ اُسے نابود کرنے جا رہے تھے۔ یہ دو نظریوں کی جنگ ہے ایک طرف اسلام ہے اور دوسری طرف کفر ہے۔ جاءَ الحق وزهق الباطل اِنَّ الباطِلَ کانَ زھوقا حق کو غالب آنا ہے باطل کو مٹنا ہے یہ گھڑی آزمائش کی ہے کہ کون اس مشکل وقت میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون کفر کی گود میں جا گرتا ہے۔

اللہ کریم تمام مسلمانوں کو اثبات عطا فرمائے دردِ دِل عطا فرمائے فہم قرآن عطا فرمائے اور اُن سب شہداء کے منازل اور درجات بلند فرمائے۔ جو مجاہد ابھی ڈٹے ہوئے ہیں اُنہیں ہمت عطا فرمائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اے کاش! کوئی تیر، کوئی گولی، کوئی بم ہمارے لئے بھی نکلے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تنظیم الاخوان

کے

امیر محمد اکرم اعوان

کے بیانات

اخبارات کی روشنی میں

26 دسمبر 2001ء تا 23 جنوری 2002ء

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ "پاکستان" 13 جنوری 2002ء

روزنامہ پاکستان لاہور THE DAILY PAKISTAN LAHORE

"تقریر نے قوم کا حوصلہ بڑھایا" پابندیوں سے اشتعال بڑھے گا

(دینی رہنماؤں کا ملا جلا ردعمل)

جرات مندانہ موقف پوری قوم کے دل کی آواز ہے' مولانا اکرم اعوان

لاہور (نیوز رپورٹر + اپنے رپورٹر سے) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی نشری تقریر کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ اصل بات عمل درآمد کی ہے کہ صدر مشرف کے خیالات پر کس قدر اور کس انداز میں عمل جامہ پہنایا جاتا ہے۔ صدر پرویز مشرف کے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارتی وزیر اعظم واجپائی کو مخاطب کر کے صدر اور سپہ سالار کی حیثیت سے جنرل پرویز مشرف نے جس جرات مندانہ موقف کا اظہار کیا ہے وہ پوری قوم کے دل کی آواز ہے۔ ایشوز کو سائڈ ٹریک کیا ہے پابندیوں کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ اس سے مسائل حل نہیں ہوں گے بہتر تھا کہ پابندی لگانے سے قبل یہ ان کے قائدین سے بات کرتے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ڈیلی یارن" 14 جنوری 2002ء

Daily YARN Faisalabad — ڈیلی یارن فیصل آباد — چیف ایڈیٹر محمد اسلم — Ph & Fax: 668819

حکومتیں ختم ہو جائیں گی' جہاد قیامت تک جاری رہے گا' اکرم اعوان

حکمران امریکی اشارے پر اسلام کا نام ختم کرنا چاہتے ہیں' کفار جہاد کے خلاف متحد ہو گئے' مگر عالم اسلام میں اتحاد نہیں

فتح مسلمانوں کا مقدر ہے جہاد چھوڑ کر فساد اپنانے کی بجائے متحد ہو کر کفر کو مٹایا جائے' جمعہ کے اجتماع سے خطاب

فیصل آباد (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر حضرت مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ حکومت اسلام کا نام ختم کرنا چاہتی ہے اور جہاد کا راستہ روکنا چاہتی ہے جہاد قیامت تک جاری رہے گا حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔ حکومت کا یہ خواب پورا نہیں ہوگا۔ حکومت یہ سب کچھ امریکہ کے اشاروں پر کر رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار دارالعرفان منارہ میں جمعۃ المبارک کے ایک بڑے اجتماع میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کہتا ہے کہ میں نے افغانستان پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر قبضہ کر لیا ہے تو پھر اب بمباری کیوں کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کفر جہالت کا پھل ہے اور اسلام اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے۔ اور اسلام پیغمبروں اور صحابہ کرام کے کردار نے پھیلایا۔ انہوں نے کہا کہ کافر دہشت گردی اور جہاد میں تمیز نہیں کرتا ان کے نزدیک جہاد ایک دہشت گردی ہے انہوں نے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ جہاد ختم کرنے کے لئے کافر اکٹھا ہو رہا ہے اور عالم اسلام بکھرا ہوا ہے لیکن یہ عالم کفر بھول رہا ہے فتح حق کو ہوگی عالم اسلام کو ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جھوٹ اور فلاح مسلمانوں کا مقدر بن چکی ہے ہم جہاد کو چھوڑ کر فساد میں نکل پڑے ہیں۔ اس طرح پیچھے گا آئیے متحد ہو کر اسلام کو پھیلائیں اور کفر کو مٹائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

روزنامہ "خبریں" 15 جنوری 2002ء

DAILY KHABRAIN — روزنامہ خبریں لاہور — ضیا شاہد

مشرف نے عوامی امنگوں کی ترجمانی کی' بھارت اب مثبت جواب دے' سیاستدان

قوم تعاون کرے' اکرم اعوان

لاہور (اپنے وقائع نگار سے + ایجنسیاں) تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان نے کہا کہ سپہ سالار کی حیثیت سے جنرل پرویز مشرف نے جس موقف کا اظہار کیا وہ جرات مندانہ ہے۔ کسی پاکستانی کو بھارت کے حوالے نہ کرنے کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔ مساجد اور مدارس کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے صدر سے پوری قوم بھرپور تعاون کرے۔ بھارتی وزیر اعظم کو بھی اب ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

روزنامہ "جنگ" 15 جنوری 2002ء

روزنامہ جنگ لاہور

صدر پرویز کی تقریر عوامی جذبات کی آئینہ دار ہے' سیکولر اثرات مرتب ہوں گے

انفرادی جہاد نہیں ہو سکتا' اکرم اعوان۔ صدر کی دعوت یکجہتی پر قوم لبیک کرے' آفتاب لودھی

اسلام میں دہشت گردی جائز نہیں' ساجد میر۔ جماعت اسلامی نے ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کی' لیاقت بلوچ

لاہور (نمائندگان جنگ) صدر مملکت پرویز مشرف کی تقریر عوامی جذبات کی آئینہ دار ہے جس کے دور رس نتائج برآمد ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار مختلف مذہبی' سماجی' تجارتی' تعلیمی' سیاسی تنظیموں نے اپنے ردعمل میں کیا ہے۔ تنظیم الاخوان کے امیر اکرم اعوان نے کہا ہر بندہ اٹھ کر جہاد نہیں کر سکتا یہ ریاست کی ذمہ داری ہے پاکستان عوامی تحریک انقلاب کے آفتاب لودھی نے کہا قوم صدر کی دعوت یکجہتی پر لبیک کہے صوبائی وزیر ملک اسلام نے کہا اب عالمی برادری مسئلہ کشمیر کے لئے اپنا کردار ادا کرے پروفیسر ساجد میر نے کہا اسلام میں دہشت گردی جائز نہیں لیاقت بلوچ نے کہا صدر کی تقریر سے سیکولر اثرات جنم لیں گے ... جماعت اسلامی نے ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کی ہے۔ حیدر علی مرزا نے کہا تمام تنظیموں پر پابندی کا خیر مقدم کرتے ہیں ... نے کہا صدر مشرف کا خطاب دانش مندانہ تھا ... کا اظہار کرنے والے دیگر افراد میں علامہ ریاض شاہ' اقبال ... نقشبندی' علامہ شیر ہاشمی' سلیم شاہین' شہزادہ فاروقی' ... قاضی ایم اے خالد' عرفان مشہدی' ... قاضی محمد زمان' ... عابدہ چوہدری' محمد اسلم' مشتاق احمد خان شامل ہیں ... تقریر پر منفی ردعمل میں یہ بھی کہا ہے کہ یہ تقریر ... ڈکٹیشن ہے جس سے خطے میں بھارت کو بالادستی حاصل ہوگی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ "اساس" 15 جنوری 2002ء

صدر مملکت کے فیصلوں کی تائید کرتے ہیں

مولانا اکرم اعوان

لاہور (آن لائن) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی نشری تقریر کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ اصل بات عمل درآمد کی ہے کہ صدر مشرف کے اعلانات کو کس قدر اور کس انداز میں عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ صدر پرویز مشرف کے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارتی وزیراعظم واجپائی کو مخاطب کر کے صدر اور سپہ سالار کی حیثیت سے جنرل پرویز مشرف نے جس جرأت مندانہ موقف کا اظہار کیا ہے وہ پوری قوم کے دل کی آواز ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ڈیلی یارن 17 جنوری 2002ء

Daily YARN Faisalabad

کسی پاکستانی کو بھارت کے حوالے نہ کرنے کا فیصلہ قابل تحسین ہے' اکرم اعوان

بحیثیت سپہ سالار جنرل پرویز مشرف نے جرات مندانہ موقف اپنایا' حکومتی اقدامات قوم کی امنگوں کے عین مطابق ہیں

ثابت ہوگیا کہ پاکستان امن چاہتا ہے' اقدامات کے جواب میں بھارتی وزیراعظم بھی رواداری کا ثبوت دیں

فیصل آباد (سٹاف رپورٹر) صدر پرویز مشرف کے قوم سے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان نے کہا ہے کہ مسلح افواج کے سپہ سالار کی حیثیت سے پاک بھارت کشیدگی اور کشمیر کے مسئلہ پر جنرل پرویز مشرف نے جو موقف اپنایا وہ جرات مندانہ ہے۔ کسی پاکستانی کو بھارت کے حوالے نہ کرنے کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔ انہوں نے کہا کہ مساجد اور مدارس کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے پوری قوم مشرف سے تعاون کرے۔ ہر شہری جہاد نہیں کرسکتا یہ ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومتی اقدامات پوری قوم کے دل کی آواز ہیں اصل بات عملدرآمد کی ہے کہ مشرف کے فیصلوں پر کس قدر اور کس انداز میں عمل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے ثابت کر دیا کہ وہ امن چاہتا ہے حالیہ اقدامات کے جواب میں بھارتی وزیراعظم کو رواداری کا ثبوت دینا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

روزنامہ "خبریں" 19 جنوری 2002ء

DAILY KHABRAIN لاہور

قبضہ کی زمین پر چندے سے تعمیر مساجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے' اکرم اعوان

جہاد کے خواہشمند فوج کی قیادت میں جہاد کر سکتے ہیں' دینی مدارس میں جدید تعلیم بہتر اقدام ہے

دہشت گردوں کیخلاف کارروائی میں بوری بند لاشوں کے تحفے دینے والوں کو کیوں فراموش کیا گیا

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ مساجد اللہ کا گھر ہیں اور چھینی ہوئی قبضہ کی زمین اور مانگے کے سرمائے سے ان کی تعمیر ان کے تقدس کو مجروح کرتا ہے اور مدرسوں میں اگر دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جائے اور سرکاری تعلیمی اداروں میں دنیاوی علوم کے ساتھ دینی علوم پڑھائے جائیں تو ان اداروں سے فارغ طلباء معاشرے میں اہم کردار ادا کرسکیں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے جامعہ اویسیہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اکرم اعوان نے اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ علم اور حکمت مسلمانوں کا ورثہ ہے' اسلام دین و دنیا کی بھلائی اور امن اور سلامتی کا درس دیتا ہے' کسی بھی حوالے سے اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

روزنامہ "اساس" 19 جنوری 2002ء

حکومت کھل کر کشمیریوں کی حمایت کرے' جہادیوں کی ضرورت نہیں رہے گی' اکرم اعوان

اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں' پابندیاں لگاتے وقت بوری بند نعشیں دینے والوں کو یاد رکھنا چاہئے تھا

دینی مدارس میں دنیاوی تعلیم اور سرکاری اداروں میں دینی علوم پڑھائے جائیں تو با کردار شہری نکلیں گے

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور یہ چھینی ہوئی زمین پر اور مانگے ہوئے پیسے سے بنانا ان کے تقدس کو مجروح کرتا ہے اور مدرسوں میں اگر دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جائے اور سرکاری تعلیمی اداروں میں دنیاوی علوم کے ساتھ دینی علوم پڑھائے جائیں تو یہاں کے فارغ طلباء معاشرے میں اہم کردار ادا کرسکیں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے جامعہ اویسیہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ حکومت کھلے دل سے کشمیر کی حمایت کرے۔ جہادی تنظیموں کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دہشت گرد تنظیموں پر پابندی لگاتے وقت ان عناصر کو کیوں فراموش کرگئی جنہوں نے لوگوں کو بوریوں میں بند لاشوں کے تحفے دیئے۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ "پاکستان" 19 جنوری 2002ء

روزنامہ پاکستان لاہور THE DAILY PAKISTAN LAHORE

حکومت کھل کر کشمیریوں کی حمایت کرے، جہادی تنظیموں کی ضرورت نہیں رہے گی، اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں چھینی ہوئی زمین پر اور مانگے ہوئے پیسے سے بنانا ان کے تقدس کو مجروح کرتا ہے۔ مدرسوں میں اگر دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جائے اور سرکاری تعلیمی اداروں میں دنیاوی علوم کے ساتھ دینی علوم پڑھائے جائیں تو یہاں کے فارغ طلباء معاشرے میں اہم کردار ادا کر سکیں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے جامعہ اویسیہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ محمد اکرم اعوان نے اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ علم اور حکمت مسلمانوں کا ورثہ ہے اسلام دین و دنیا کی بھلائی اور امن و سلامتی کا درس دیتا ہے کسی بھی حوالے سے اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے جہادی تنظیموں پر پابندی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت کھلے دل سے کشمیر کی حمایت کرے اور بھارتی فوجوں کا ظلم اپنی افواج کے ذریعے روکے تو جہاد کے خواہش مند پاک فوج کے زیر قیادت جہاد کریں گے اور جہادی تنظیموں کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دہشت گرد تنظیموں پر پابندی لگاتے وقت ان عناصر کو کیوں فراموش کر گئی جنہوں نے لوگوں کو بوریوں میں بند لاشوں کے تحفے دیئے جن کے عقوبت خانوں کو فوج نے دریافت کیا اور وہاں انسانوں کی کھالیں اتاری جاتی تھیں۔

روزنامہ "خبریں" 20 جنوری 2002ء

روزنامہ خبریں لاہور DAILY KHABRAIN

چھینی ہوئی زمین اور مانگے کے پیسے سے مساجد بنانا ان کے تقدس کو مجروح کرنے کے مترادف ہے، اکرم اعوان

اسلام آباد (اپنے سٹاف رپورٹر سے) تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان نے کہا ہے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں جو چھینی ہوئی زمین پر اور مانگے ہوئے پیسے سے بنانا ان کے تقدس کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ اکرم اعوان نے مزید کہا کہ اگر حکومت دل سے کشمیر کی حمایت کرے اور بھارتی فوجوں کا ظلم اپنی افواج کے ذریعے روکے تو جہاد کے خواہش مند پاک افواج کی زیر قیادت جہاد کریں گے اور جہادی تنظیموں کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

"ڈیلی یارن" 20 جنوری 2002ء

ڈیلی یارن فیصل آباد Daily YARN Faisalabad چیف ایڈیٹر محمد اسلم Ph & Fax: 668819

بوری بند لاشوں کے تحفے دینے والی تنظیموں پر بھی پابندی لگائی جائے، اکرم اعوان

انسانوں کی کھالیں اتارنے والوں پر حکومت نے کوئی پابندی نہیں لگائی، عقوبت خانے فوج نے خود دریافت کیے تھے

پاک فوج کشمیر میں ظلم رکوائے تو جہادی تنظیموں کی ضرورت نہیں، پھر جہاد کے خواہش مند فوج کی قیادت میں لڑیں گے

چھینی زمین اور مانگے ہوئے پیسوں سے مسجد بنانا اللہ کے گھر کی توہین ہے، مدارس میں دنیاوی تعلیم بھی ہونی چاہیے

علم و حکمت مسلمانوں کا ورثہ ہے، اسلام دین و دنیا کی بھلائی اور امن کا درس دیتا ہے، دہشت گردی سے تعلق نہیں

حالیہ اقدامات کے ساتھ سودی نظام ختم اور بیت المال قائم کرنے کا اعلان بھی کیا جاتا تو بہتر تھا، لاہور میں خطاب

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور یہ چھینی ہوئی زمین پر اور مانگے ہوئے پیسے سے بنانا ان کے تقدس کو مجروح کرتا ہے اور مدرسوں میں اگر دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جائے اور سرکاری تعلیمی اداروں میں دنیاوی علوم کے ساتھ دینی علوم پڑھائے جائیں تو یہاں کے فارغ طلباء معاشرے میں اہم کردار ادا کر سکیں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے جامعہ اویسیہ میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ علم اور حکمت مسلمانوں کا ورثہ ہے اسلام دین و دنیا کی بھلائی اور امن کا درس دیتا ہے کسی بھی حوالے سے اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے جہادی تنظیموں پر پابندی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت کھلے دل سے کشمیر کی حمایت کرے اور بھارتی فوجوں کا ظلم اپنی افواج کے ذریعے روکے تو جہاد کے خواہش مند پاک فوج کے زیر قیادت جہاد کریں گے اور جہادی تنظیموں کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دہشت گرد تنظیموں پر پابندی لگاتے وقت ان عناصر کو کیوں فراموش کر گئی جنہوں نے لوگوں کو بوریوں میں بند لاشوں کے تحفے دیئے جن کے عقوبت خانوں کو فوج نے دریافت کیا اور وہاں انسانوں کی کھالیں اتاری جاتی تھیں۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سود سے پاک نظام اور بیت المال کے قیام کی سمری وزارت خزانہ کے پاس موجود ہے اگر حکومت ان اقدام کے ساتھ ساتھ سود کے خاتمے اور بیت المال کے قیام کا اعلان کر دیتی تو یہ ملک کی ترقی میں سنگ میل ثابت ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

وسیع البنیاد

پروفیسر حافظ عبدالرزاق

بنیاد کا لفظ واضع نے کسی عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں اس چیز کے لئے وضع کیا جو عمارت کی جڑ یا اصل کی حیثیت رکھتی ہے اور اہل فن نے اس کے لئے چار وصف ضروری قرار دیئے ہیں۔ پختہ ہو سیدھی ہو اس کی چوڑائی اس دیوار کی چوڑائی سے کم نہ ہو جو اس پر اٹھانا مقصود ہے اور اس کی گہرائی عمارت کی بلندی کے متناسب ہو۔ یعنی اگر عمارت بہت بلند بنانا مقصود ہو تو بنیاد زیادہ گہری ہونی چاہئے۔ یہ کہیں نہیں پایا گیا کہ سارا زور بنیاد کی وسعت پر لگایا جائے۔ مثلاً اگر دیوار 2 فٹ چوڑی اٹھانا مقصود ہو تو بنیاد 12 فٹ چوڑی بنائی جائے اس میں تو کوئی تک نہیں۔ وسیع ہو مگر اس کی پختگی پر پوری توجہ دی جاتی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ بنیاد بہت وسیع ہو مگر اس کی پختگی کا یہ عالم ہو کہ ایک تہہ سیمنٹ کی ہو اس پر ایک تہہ کوئلے کی ہو پھر ایک تہہ ریت کی ہو پھر ایک تہہ راکھ کی ہو اور آدمی خوش ہو کہ بنیاد میں چار تہیں بنا کر اس کو پختہ کر دیا گیا ہے۔

رفتہ رفتہ بنیاد کا لفظ زندگی کے ہر شعبے کی جڑ اور اصل کے لئے استعمال ہونے لگا۔ معاشرے کی اصل اور جڑ حکومت ہوتی ہے جیسی حکومت ہو جس نہج کے حکمران ہوں معاشرے کی تعمیر اس نہج کی ہوئی ہے۔ چنانچہ خود خالق کائنات نے یہ اصول سکھایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی تم میں سے عظمت کے مینار وہ لوگ ہیں جو تم میں سے زیادہ متقی ہیں۔ متقی کی حقیقت کی بڑی سادہ صورت یہ ہے کہ جس انسان کی ساری توجہ اور ساری کوشش اس کام میں صرف ہو کہ جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے وہ مقصد پورا کر رہا ہے۔ اور اس مقصد سے بال برابر ہٹنے سے بھی بچ کے زندگی گزار رہا ہے، وہ متقی ہے۔ یا یوں کہئے کہ وہ انسان ہے۔ کیونکہ خالق انسان نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے اس وقت کی مخلوق کو انسان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا تھا کہ انی جاعل فی الارض خلیفة یعنی میں کرہ ارض پر اپنا نائب بنانے والا ہوں یعنی انسان اپنے خالق کا نائب ہے اور نائب وہ ہوتا ہے جو اصل حاکم کے قانون کو اپنی ذات پر نافذ کرے اور اس کی رعایا پر نافذ کرے۔ یہ ہے انسان اور یہی متقی ہے۔ تو گویا خالق نے یہ بتا دیا کہ حکومت کا مقصد انسانیت کا معاشرہ قائم کرنا ہے۔ یعنی حکومت کا بنیادی وصف انسانیت ہے۔ اس ... بنیاد کے چاروں وصف پورے ہوتے ہیں۔

انسانیت کے وصف میں کسی وسعت کی گنجائش نہیں اور اگر اسے وسیع کیا ہی جائے تو اس کے بغیر ممکن نہیں کہ اس میں حیوانیت کا اور پھر ابلیسیت کا اضافہ کیا جائے اور اسے وسیع البنیاد بنا لیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس حکومت کی بنیاد انسانیت پر ہو اس سے بڑھ کر وسیع البنیاد حکومت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور انسانیت کیا ہے؟ یہی کہ خالقِ انسان کے قانون کے نفاذ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے۔

وسیع البنیاد حکومت کی ترکیب اور اس کا تصور یہ پندرھویں صدی کی ایجاد ہے۔ دراصل اس کا مفہوم بھی خاص ہے۔ جس کا نقشہ کچھ یوں ہے کہ حکومت میں یا ایوان اقتدار میں دو تین افراد ایسے بیشک ہوں جو صحیح معنوں میں انسان ہوں مگر ان کے علاوہ تین چار شرابی ہوں، تین چار زانی ہوں، تین چار ڈاکو ہوں، تین چار فراڈیئے ہوں، تین چار دھوکہ باز ہوں، تین چار ناچے ہوں۔ تب وسیع البنیاد حکومت بنتی ہے۔ وہ بھی کوئی حکومت ہے جس میں سارے کے سارے افراد انسان ہی ہوں۔ ایسی حکومت میں آدمی کے لئے سانس لینا بھی دشوار ہے۔

اپنے ملک کو ہی دیکھ لو کہ اس میں آزادی کے بعد ہمیشہ وسیع البنیاد حکومت بنتی رہی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ اور دیکھ لو کیسا مثالی معاشرہ وجود میں آیا ہے۔ اپنی حکومت کے وسیع البنیاد ہونے کی شہادت کی گونج خود ایوان اقتدار سے سنائی دے رہی ہے۔ آپ بھی سن لیں:۔

نوائے وقت 3-9-86 میر علی احمد تالپور کا بیان:۔

''میں اس بات سے اتفاق نہیں کروں گا کہ پاکستان' نظریہ اسلام کے تحت وجود میں آیا اگر ایسا ہوتا تو غلام محمد' اسکندر مرزا' ایوب خان' یحیٰی خان اور بھٹو جیسے لوگ برسر اقتدار نہ آتے''

سمجھے آپ ! تالپور صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ جو شور مچا رہا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ اور جواب میں اسی زور سے لا الہ الا اللہ تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آزادی ملتے ہی یہاں حکومت ساری کی بنیاد اسلام کا یہ اصول رائج ہوتا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ مگر یہاں تو وسیع البنیاد حکومت ہی ہمیشہ بنتی رہی پھر جو نام انہوں نے دیئے ہیں یہ قوم کے ہیرو ہیں۔ ہر ایک میں اپنی اپنی خوبیاں ہیں مگر ایک وصف مشترک ہے کہ سارے شرابی ہیں اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شرابی انسان نہیں ہوتا اور انسان شرابی نہیں ہوتا۔ وجہ ظاہر ہے کہ پوری کائنات میں انسان وہ مخلوق ہے [illegible] امتیازی وصف عقل وشعور ہے اور شراب کا بنیادی کام یہ ہے کہ یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ ایک ماہر فن کی شہادت سن لیجئے:

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہئے

1947ء سے 1988ء تک اس آزاد اور اسلامی ملک میں ایسی ہی وسیع البنیاد حکومتیں بنتی رہی۔ 1988ء میں اتفاق سے ایک ایسا انسان صدارت کے عہدے پر پہنچ گیا جس کو اسلام کا یا انسانیت کا یہ منشور یاد آیا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تو صدر نے برملا اعلان کر دیا۔

دیکھئے جنگ لاہور 7-10-88

''اب یہاں فاسق' بددیانت اور غیر متقی انتخاب نہیں لڑ سکیں گے۔''

اعلان کیا تھا ایک انقلابی حکم تھا۔ دیکھ لیجئے 88 کے بعد بھلا کوئی غیر متقی کسی الیکشن میں میدان میں نکلا؟

12 اکتوبر تک ایوان اقتدار میں جو آیا متقی ہی نہیں بلکہ اتقی (Superlative Degree) آیا۔ اور 12 اکتوبر کے بعد ان بچے کھچے متقیوں کا جو حشر ہوا اس کے کچھ نمونے اخبارات میں آ چکے ہیں۔

12 اکتوبر کے بعد یہ احساس عام ہو گیا کہ صدر کے 88 کے اعلان پر تو عمل ہرگز نہیں ہوا۔ مگر اب اس پر عمل ضرور ہونا چاہئے۔ مگر عمل ایسے ہو کہ حکومت میں ایسے متقی آئیں کہ حکومت وسیع البنیاد بھی رہے۔ چنانچہ اس اجتماع نقیضین کا ناممکن عمل ممکن بنا کے دکھا دیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

1-اوصاف 18-7-01

''ڈھوک کھبہ کا ناظم ظفر الٰہی اور لیڈی کونسلر نشہ کی حالت میں دھت رنگ رلیاں مناتے برہنہ حالت میں گرفتار۔''

2-نوائے وقت 9-8-01

''ڈھمیال لیڈی کونسلر کے گھر چھاپہ۔ بجلی چوری پکڑی گئی۔ آرمی مانیٹرنگ ٹیم نے تعظیم راجہ لیڈی کونسلر کے گھر چھاپہ مار کر چوری پکڑ لی۔''

3-نوائے وقت 13-8-01

''گوجرانوالہ میں نومنتخب نائب ناظم طارق محمود گورایہ قتل۔ 2 کونسلر سمیت تین افراد کے خلاف مقدمہ۔''

4-نوائے وقت 19-8-01

''راولپنڈی یونین کونسل نمبر 74 کے منتخب ناظم چوہدری سرفراز افضل کی میٹرک کی سند اور شناختی کارڈ جعلی ثابت ہوئے۔''

5-نوائے وقت 22-8-01

''سرگودھا سے خبر آئی ہے کہ لیڈی کونسلر سے اس کے شوہر نے پانی مانگا۔ اس نے کھونٹا مار کر اس کا سر پھاڑ دیا۔ کہ ناظم' نائب ناظم اور کونسلر اس کی عزت کریں اور یہ اس پر حکم چلائے۔ جو کچھ بھی نہیں صرف شوہر ہے۔''

اب کہئے حکومت کے وسیع البنیاد ہونے پر کوئی شک کر سکتا ہے۔

بولو بولو۔ اسلامی جمہوریہ زندہ باد۔

وسیع البنیاد حکومت پائندہ باد۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

خدشات سے حقیقت تک

آسیہ اعوان ...... دارالعرفان ، چکوال

خدشہ ایسے ڈر کو کہتے ہیں جس میں کسی ناپسندیدہ بات کے سچ ہو جانے یا حقیقت بن کر سامنے آ جانے کی توقع ظاہر کی جا رہی ہو۔

اس ڈر سے مراد دہشت زدہ کر دینے والا خوف نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بات کہی جا رہی ہوتی ہے کہ کہیں ایسا ہو نہ جائے۔ اور بین السطور ایسا نہ ہونے کی آرزو اور دعا ہوتی ہے۔

گویا جملے کو اگر مکمل طور پر ادا کیا جائے تو اس کی ترتیب کچھ یوں ہوگی کہ "کاش ایسا نہ ہو لیکن مجھے ڈر ہے ایسا ہونے والا ہے"۔

اس تمام تر وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آج من حیث القوم ہماری تقدیر اور اس ملک کا مستقبل خدشات کے افق تا افق چھائے ہوئے بادلوں میں ڈوب چکے ہیں۔ بالکل ایسے جیسے آج کل پنجاب دھند میں ڈوبا ہوا ہے۔ لیکن یہاں پورے ملک کا سوال ہے۔ سردیوں کی دھند تو دو دن گھروں میں دبک کر مونگ پھلی چلغوزے کھا کر ہم گزار لیتے ہیں لیکن اب کے بچیں گے تو اگلی سردیاں آئیں گی اور بچ بھی گئے تو جس نوعیت کی تبدیلیاں جلدی جلدی اس خطے میں وقوع پذیر ہو رہی ہیں جانے ہمارا کیا رنگ ہوگا۔

کتنی خوشی ہوتی ہے جب منہ کی کہی ہوئی بات پوری ہو جائے، سچ بن کر سامنے آ جائے۔ لیکن یہی معاملہ اگر خدشات کے ساتھ پیش آ جائے تو کدھر کو منہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا۔

آج یہی تو افتاد آن پڑی ہے کہ صاحب بصیرت لوگوں کا کہا ہوا لفظ لفظ تلخ حقیقت بن کر ہمارا منہ چڑا رہا ہے۔ حالات و واقعات درجہ بہ درجہ، کڑی در کڑی وہی نوعیت اختیار کرتے جا رہے ہیں جیسا کہ توقع ظاہر کی جا رہی تھی، خدشات سچ ہو رہے ہیں اور ہمارے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے پورا ملک One man show دیکھنے پر مجبور ہے اور اس پہ مستزاد یہ کہ ہماری اپنی بقا اور سلامتی خطرے میں ہے۔

گزشتہ ماہ بات ہو رہی تھی ان وعدوں کی جو وفا نہ ہوئے اور آخر میں ایک خطرے کی طرف نشاندہی تھی جو آناً فاناً ہماری طرف بڑھ رہا تھا۔

تو بس اب وہ ہماری دہلیز پہ پہنچ چکا ہے۔ بھارت تمام جنگی ساز و سامان سے لیس فوجیں ہمارے بارڈر پہ لگائے بیٹھا ہے اور آئے دن نت نئی دھمکی دیتا اور مطالبات کرتا ہے۔

فوجی سطح پہ تو ہم بھی دفاعی پوزیشن اختیار کئے ہوئے ہیں لیکن حکومتی سطح پہ الجھنوں میں وہ گھن گرج نہیں ہے اور نہ ہی میڈیا قومی نغمے اور ترانے پیش کر رہا ہے غرض ہر ممکن لحاظ سے ہم اس جنگ سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو کہ ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔

لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ دانشمندی و تحمل مزاجی اور بزدلی کے درمیان ایک حدِ فاصل مقرر کی جانی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ دشمن اسے بزدلی پہ محمول کرے۔ جس طرح امریکہ نے زبردستی ہم سے تعاون حاصل کیا اور اب پورا اونٹ ہی ہمارے خیمے میں ہے کہیں وہ ہوائی اڈوں پہ قابض ہیں، کہیں چھاپے مار رہے ہیں اور FBI جس کو چاہتی ہے اٹھا لے جاتی ہے۔ جواباً نہ تو ہم نے کوئی حدِ فاصل مقرر کی نہ شرائط رکھیں اور نہ منوائیں۔

خدارا اب یہی غلطی پھر نہ دہرائی جائے۔ کہتے ہیں:

"Offence is the best way of deffence"

مانا ہم جنگ کی ہولناکیوں سے بچنا چاہتے ہیں جس طرح افغانستان بچنا چاہتا تھا اور ہم بھی مذاکرات پہ اسی طرح زور دے رہے ہیں جس شدومد سے افغانوں نے مذاکرات کی پیشکش کی تھی۔ مگر جب ایک فریق ٹھان لے تو دوسرے کے ٹالنے سے کیا ہوتا ہے۔

کیا شکایت صرف بھارت کو ہم سے ہے؟ وہ ایک ناجائز بات کو جواز بنا کر جنگ کا ماحول پیدا کرنے پر قادر ہیں تو ہم اپنی جائز شکایات بھارت اور اقوام عالم کے سامنے کیوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں رکھتے، ہم کیوں شرمندہ شرمندہ موقف اپنائے ہوئے ہیں جبکہ تمام شواہد بھارت کے خلاف جارہے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ کہ جب بھی پاک بھارت جنگ ہوئی پہل بھارت نے کی، اس نے حملہ کیا اور ہم نے دفاعی جنگ لڑی اور یہ کہ ہمیشہ بلاجواز حملہ کیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر بار منہ کی کھائی۔

پھر کشمیر پہ غاصبانہ قبضہ بھارت نے کر رکھا ہے نہ کہ ہم نے۔ وہاں پہ قتل و غارت گری کا جو بازار گرم ہے جس کی نذر 83 ہزار کشمیری ہو چکے ہیں اور چھ لاکھ بھارتی فوج کی موجودگی کیا خود اس بات پہ گواہ نہیں ہے کہ کشمیر بھارت کا حصہ بننے سے انکار کر رہا ہے۔ کشمیریوں کو کیوں ان کا آزادی رائے اور الحاق کا جائز حق نہیں دیا جارہا؟

نیز انتہا پسند تنظیمیں کیا صرف پاکستان میں ہیں، خود بھارت میں کوئی دہشت گرد تنظیم نہیں ہے، ہم نے تو فوری اقدامات اٹھائے ہیں ان تنظیموں کے خلاف، بھارت نے کیا کیا شیوسینا اور دوسری تیسری تحریکوں کے خلاف، جو آئے دن نہ صرف مسلمانوں اور مساجد کو شہید کرتی ہیں بلکہ عیسائیوں اور راہباؤں اور کلیساؤں تک کو نہیں بخشتیں۔

جنگ صرف دفاع کی بنیاد پہ نہیں لڑی جاسکتی۔ بلکہ سیانے کہہ گئے ہیں "ایک تلوار دوسری کو میان میں رکھتی ہے" اور جنگ کے لئے تیار رہنا امن کی طرف پہلا قدم ہے۔

بھارت کا مسئلہ تو یہ ہے کہ وہ آج تک دوقومی نظریے کو ہی ہضم نہیں کر سکا اور اس لئے اس نے آج تک پاکستان کے وجود کو ہی تسلیم نہیں کیا۔ وہ تو ہر آن اسی موقع کی تلاش میں ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے پاکستان کے وجود کو مٹا دے۔

رہا سوال دنیا کے پولیس مین امریکہ کا، تو کیا یہ قابل حیرت امر نہیں ہے کہ افغانستان دنیا کے دوسرے سرے پہ ہوتے ہوئے بھی امریکہ کی سلامتی، بلکہ پوری دنیا کی سلامتی کے لئے خطرہ بن گیا اور اس کو ملیامیٹ کرنا ناگزیر ہوگیا۔ لیکن اس کا کیا کہ بھارت دنیا کو ایٹمی جنگ کے دہانے پہ لے گیا ہے۔ کہ صرف پاکستان کی ہی نہیں پورے خطے کی سلامتی خطرے میں ہے اور کسی بھی لمحے، کسی بھی طرف سے اختیاری یا غیر اختیاری کوئی بھی حرکت ایک ایسی جنگ کی ابتداء ہو سکتی ہے جس کی انتہا تک پہنچنا کسی کے لئے بھی ممکن نہ ہوگا۔

ایسے میں امریکہ کے فرائض کیوں اسے نہیں ستاتے کہ وہ بھارت کو اس کے مذموم اقدام سے روکنے کے لئے میدان میں کود پڑے اور افغانستان کو تباہ کر کے اس نے دنیا کو جو سبق دیا ہے اس کا ایک باب بھارت کو بھی پڑھا ڈالے۔ لیکن وہ دخل در معقولات نہیں کرنا چاہتا، یہ اخلاق کے خلاف ہے نیز وہ مساوات کا قائل ہے اس لئے جارح اور مجروح دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھ رہا ہے۔

اور اگر سچ بات کی جائے تو اس کا رویہ اس کا مصداق ہے کہ چور سے کہے شاباش اور پہرے دار سے کہے خبردار۔

یاد رہے! امریکہ کبھی بھارت کو پسپائی کا مشورہ نہیں دے گا اور کیوں دے، جبکہ اس کی شہہ پہ تو وہ اس درجہ آگے بڑھا ہے۔

سب سے پہلے امریکہ اور بھارت کے مابین بھاری جنگی اسلحے کے لین دین کا معاہدہ ہوا، پھر جب ٹونی بلیئر یہاں امن کی بانسری اور افغانستان میں فتح کے نقارے بجانے آیا تو اس وقت وہاں برطانیہ میں اس کی پارلیمنٹ کے وزراء بھارت کو "ہاکس جنگی طیارے" فروخت کرنے کے لئے سرگرم پائے گئے اور اب اسرائیل کو امریکہ نے اجازت دے دی ہے کہ وہ بھارت کو "فالکن ریڈار سسٹم" فروخت کر سکتا ہے۔ روس اور بھارت کے تعلقات اس ضمن میں خاصے پرانے ہیں 71ء کی جنگ اسی کی شہہ پہ تو لڑی گئی تھی جیسے اب یہ ممکنہ جنگ امریکہ کی شہہ پہ لڑی جانے والی ہے۔

ایک اہم سوال جو ہر ذہن میں سر اٹھائے ہوئے ہے کہ کیا جنگ ہوگی؟

اگر حالات و واقعات کا جائزہ لیا جائے تو جنگ ناگزیر ہے، چاہے سخت سردیاں گزار کر ہو آخر بھارت نے اپنی فوج کو پاکستان بارڈر پر لا بٹھانے کا اقدام یونہی تو نہیں کیا اور اس درجہ وسیع پیمانے پہ کہ خود اسے جنگی ٹیکس لگانے کی ضرورت پیش آگئی۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ پہلے خدشہ ظاہر کیا جا چکا ہے کہ جنگ محدود پیمانے پہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

چھیڑی جائے گی خصوصاً کشمیر سیکٹر میں۔

لیکن یاد رہے کہ جنگ تو پھر جنگ ہے ایک بار چھڑ جائے تو پھر کسی کے بس میں نہیں رہتی یہ تو آگ ہے جو صرف تباہی و بربادی کی خاصیت رکھتی ہے' تیلی چاہے کوئی بھی دکھائے آگ جب بھڑک اٹھتی ہے تو وہ نہ اپنے کو دیکھتی ہے نہ پرائے کو اور نہ ہی کسی کے اختیار میں رہتی ہے۔

اللہ ہر ایک کو جنگ کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے کہ اس کی خوراک انسان بنتے ہیں املاک بنتی ہیں۔ لیکن موت تو برحق ہے اور بغیر جنگ کے جو لوگ آئے دن بھارت کی ریشہ دوانیوں کی نظر ہو رہے ہیں وہ چاہے کشمیر کے ٹارچر سیلوں میں ہوں یا ''را'' کی سرگرمیوں کا نشانہ بننے والے معصوم شہری ہوں' کیا ان کی جان جان نہیں ہے۔

چاہے کوئی ایک جان بھی ظلماً لے لی جائے تو اس فرد کے پاس تو وہی ایک زندگی ہوتی ہے' جو چھن گئی' اس کو یہ بات فائدہ نہیں دے سکتی کہ اور بہت خدائی زندہ ہے۔

تو پھر فرداً فرداً ذبح ہونے سے بہتر ہے کہ ہم بھی جان سے جائیں گے تو سہی مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے صنم۔ دشمن کی للکار کے جواب میں اپنے اجداد کا دیا ہوا سبق یاد رکھیں کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے''

جنگ اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ امریکہ چاہتا ہے کہ جنگ ہو۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ اسے اپنی تباہ حال اقتصادی حالت کو سدھارنے کے لئے اپنے اسلحے کی فروخت کے لئے فوری منڈی درکار ہے۔

دوسرے وہ افغانستان میں ہونے والی شکست سے دنیا کی توجہ ہٹانا چاہتا ہے۔ جی ہاں شکست' کہ ابھی افغان بھی باقی ہیں اور کہسار بھی باقی' دنیا کو جلدی پڑی ہوئی ہے امریکہ کی خوشنودی کیلئے فتح کے نقارے بجانیکی۔ ورنہ کسی نے امریکہ سے بھی پوچھا ہے کہ اسے یہ ظاہری اور عارضی بالادستی جو ابھی مکمل بھی نہیں ہے کتنی مہنگی پڑی ہے کہ جنگ ابھی وہاں جاری ہے۔

چند کٹھ پتلیاں میڈیا کے آگے نچانے سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی اگر اسے فتح حاصل ہوگئی ہے تو ابھی تک وہاں بمباری کیوں کی جارہی ہے؟ اصل مجرم کیوں نہیں اس کے ہاتھ لگے؟ اور کابل کے باہر سارا افغانستان ابھی تک اس کے کنٹرول سے باہر کیوں ہے؟ کہ کبھی بھی کہیں بھی جنگی جھڑپیں ہونے لگتی ہیں۔

پھر ابھی وہاں حکومت قائم ہوگی' نظام اسٹیبلش ہوگا اور امن قائم ہوگا جس کی امریکہ کو وہاں کی معدنیات پہ پنجہ گاڑھنے کیلئے اشد و اولین ضرورت ہے تو پھر دیکھا جائے گا۔

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

تب تک شاید خود امریکہ ہی دانہ دانہ بکھر جائے۔ یہ اس قدر حیرت کیوں؟ آخر روس کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا' تاریخ اپنے آپ کو دہرایا ہی کرتی ہے۔ اقتصادی قوت نہ ہو تو فوج' ٹیکنالوجی اور منصوبہ سازی سب دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

یاد رہے کہ امریکہ خود ہمارے شمالی علاقہ جات پہ قبضہ کرنا چاہتا ہے اور وہ بھارت کو اسی طرح استعمال کر رہا ہے جس طرح پہلے عراق کو کر چکا ہے جس کے وسیلے سے اسے عرب دنیا کے تیل کے ذخائر تک حقیقی رسائی حاصل ہوئی۔

اس لئے وہ چاہے کسی کی مدد کے بہانے' اور چاہے خطے میں موجود اپنی فوج کے تحفظ کے بہانے اور چاہے تو امن فوج کی تعیناتی کے بہانے' غرض کسی نہ کسی طرح اپنا عمل دخل پیدا کر ہی لے گا۔ تاکہ یہاں پہاڑوں میں محفوظ مقام پہ اپنی چھاؤنی بنا سکے۔ اور اس کے لئے اسے بھارت کے جنگی جنوں کا سہارا لینا پڑے گا۔

پھر اسی طرح ایک طویل فہرست بھارت کے سامنے بھی ہے' بھئی ہر ایک کی اپنی اپنی ترجیحات ہیں' اپنے اپنے درد جو ہر ایک کو خود ہی سہلانے ہیں' بات فقط اتنی سی ہے کہ

اور سے اور ہوئے درد کے عنواں جاناں

ہمارا مسئلہ تو یہ ہے کہ ہمیں ہر ایک نے لقمہ تر سمجھ رکھا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ہماری کوئی لانگ ٹرم پالیسی ہی نہیں ہوتی' نہ آئندہ کے لئے منصوبہ بندی ہوتی ہے' نہ ہمارے اپنے کوئی مقاصد ہیں نہ کسی جانب پیش رفت۔

جنگ میدانِ کارزار میں نہیں لڑی جاتی۔ جنگ سفارتی بھی ہوتی ہے اور نفسیاتی بھی۔ دفاعی بھی ہوتی ہے اور اقدامی بھی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہماری حکومت صرف وقتی جنگ ہی کیوں لڑتی ہے۔ آگرہ مذاکرات میں یا سارک کانفرنس میں حکومت نے فوری اقدام جو کئے درست اور قابل ستائش ضرور ہیں مگر ہم اس کے بعد مطلوبہ نتائج کے حصول تک تگ و دو ہی نہیں کرتے۔ بہت جلد اور بہت تھوڑی سی کامیابی پہ مطمئن اور قانع ہو جاتے ہیں اور جب جھکنے پہ آتے ہیں تو اپنے پیچھے ہٹنے کی حد مقرر کرنا ہی بھول جاتے ہیں۔ آخر عالمی دباؤ کیا صرف ہمارے لئے ہے' دنیا کے نقشے پہ ہمارا نام ہی نہ رہے گا تو ہم فقط نیک نامی کے سہارے کب تک زندہ رہیں گے۔ دنیا پہ یہ واضح کیا جانا چاہئے کہ یہاں تک ہم پیچھے ہٹ سکتے ہیں اس کے بعد ہمارے ملکی وقار' سالمیت اور مفادات پہ زد پڑتی ہے۔

ہمارے منصوبہ ساز کون ہیں؟ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ یہاں تو One man show ہے اور ساری قوم حیران و پریشان تباہی کے دہانے پہ آنے والی تباہی کی منتظر بیٹھی ہے۔ کوئی کچھ نہیں جانتا' نہ کر سکتا ہے' نہ ہی کسی کے پاس کوئی حرفِ تسلی ہے۔ اک گومگو کا عالم ہے۔

اور یہ سزا ہے ہمارے اعمال کی۔ جتنے دن ہمارے دینی بھائی کٹ کٹ کر گرتے رہے اتنے دن ہم نے بھی خیر منالی۔ ہم نے اپنی لنکا خود ڈھائی ہے۔ اللہ نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا اور ہم نے کافر کے ساتھ مل کر خود اسے تاخت و تاراج کر دیا۔

جو کٹ مرے ان کا کیا ہے وہ تو جنت مکیں ہو گئے (جو باقی ہیں آخری مجاہد تک لڑیں گے) سوال تو ہمارا ہے جو ابھی تک زندہ ہیں اور اب وہی دشمن ادھر سے لوٹ کر ہم پہ چڑھ دوڑا ہے۔

کیا امریکہ نے نہ کہا تھا افغانستان کے بعد وہ دہشت گردی کے خلاف اپنا دائرہ کار بڑھائے گا۔ خود سامنے سے حملہ نہیں کر رہا تو کروا تو رہا ہے۔ منشا تو اس کی بھی یہی ہے۔

امریکہ کا قصور نہیں ہے وہ تو خود کو مختارِ کل سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ اسے اللہ پہ ایمان و یقین جو حاصل نہیں ہے' وہ نہیں سمجھ سکتا کہ منصوبہ سازیاں اور چالبازیاں صرف اسی کو نہیں آتیں اور یہ کائنات کا نظام وہ نہیں چلا رہا۔

کوئی ہے جس نے یہ سارا کھیل جاری کیا اور جب امریکہ نہیں تھا وہ تب بھی تھا اور جب امریکہ نہیں ہو گا وہ تب بھی ہو گا اور اس کا وعدہ ہے۔ کافرو! تم اپنے داؤ آزماؤ اور میں اپنے آزماتا ہوں۔ اور یہ تاریخ کا حصہ ہے کہ آخری چال قادرِ مطلق کی ہی ہوتی ہے۔ آج سے قبل بھی بہت سی طاغوتی طاقتیں قصہ پارینہ ہوئیں ان میں ایک اور کا اضافہ سہی۔

افسوس تو ہماری مسلمانی پہ ہے' ایک گروہ نے اپنے ذاتی اقتدار اور لالچ دنیا کے پیش نظر جہاد کو فساد میں بدل دیا۔ ملک میں بدامنی اور فرقہ واریت کو جہاد قرار دیا اور سادہ لوگوں کے ایمان کے ساتھ کھلواڑ کی۔ اور دوسرے گروہ نے امریکہ کی منشاء کے لئے جہاد کا مفہوم تک بدل دیا۔ مانا جہادی تنظیمیں جہاد کے نام پہ فساد پھیلائے ہوئے تھیں لیکن افراد تو غلط ہو سکتے ہیں نظریہ جہاد تو نہیں۔

کہ یہ تو ہمارے اس عقیدے کا حصہ ہے جس کے باعث ہم مسلمان کہلواتے ہیں۔ اور ہم اپنے عقیدے سے متعلق کسی مغرب زدہ کی ڈکٹیشن قبول نہیں کریں گے۔

ہمیں مغرب کی کی ہوئی تشریحیں نہیں چاہئیں۔ ہمارے لئے سنتِ عربی کی روشن اور واضح مثال موجود ہے جس کی ذاتِ مبارکہ ﷺ نے کھول کھول کر بتا دیا ہے کہ:

جہاد کیا ہے؟ کب جائز ہے؟ کس کے خلاف جائز ہے؟ کب جہادِ اصغر کا موقع ہے اور کب جہادِ اکبر کا؟

اور اس پہ عمل کرنا بھی جانتے ہیں جب جب عمل کی نوبت آئے گی اس ملک کا بچہ بچہ اسلام کے نام پہ لی گئی اس دھرتی کے چپے چپے کے لئے کٹ مرے گا لیکن نہ مغرب سے امپورٹڈ اسلام قبول کرے گا اور نہ کافر کا تسلط (انشاء اللہ)

زندہ قوموں پہ کڑا وقت آیا ہی کرتا ہے' اور ہم وقت کی پکار پہ لبیک کہتے ہیں۔ زندہ رہیں گے تو آزاد اور مسلمان رہتے ہوئے۔ ورنہ موت تو ہمیں عزیز ہی بہت ہے کہ یہ تو اللہ سے دائمی وصال کا ذریعہ ہے۔

یہ تو محبّ کو اپنے حبیب سے ملانے والی ہے۔ ہمیں تو اس کی تلاش ہی بہت ہے۔ انتظار ہی بڑا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

متنوع خوبیوں کی حامل شخصیات خال خال ہی ہوتی ہیں۔ انہی شخصیات میں سے ایک شخصیت امیر محمد اکرم اعوان کی ہے جو شاعر بھی ہیں اور ان کے کئی شعری مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ وہ ادیب بھی ہیں' انہوں نے سفرنامے بھی لکھے' دینی موضوعات پر انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ وہ پیر بھی ہیں اور لوگوں کو اللہ اللہ کرنا سکھاتے ہیں اور تصوف کے سلسلہ اویسیہ کے موجودہ جانشین ہیں۔ انہوں نے تعلیم و تربیت کا اپنی طرز کا ایک نظام صقارہ اکیڈیمی کے نام سے شروع کر رکھا ہے اور کئی شہروں میں سکول کھولے گئے ہیں جن میں اسلامی' دنیوی' عسکری تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ ایک بہت اچھے شکاری ہیں جو چلتی گاڑی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے اڑتے جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ شمالی علاقہ جات اور دور دراز اور دشوار گزار علاقوں میں علاج کی غرض سے میڈیکل ٹیمیں بھجواتے ہیں۔ وہ ایک سیاح بھی ہیں جنہوں نے دنیا کا کوئی کونہ نہیں چھوڑا۔ وہ "تنظیم الاخوان" کے امیر بھی ہیں۔ ایک میدان ابھی تک ان کی دسترس سے باہر تھا مگر ایک نئی تحقیق کی بدولت وہ اس میدان یعنی میدان طب میں اتر ہو گئے ہیں اور وہ نئی تحقیق ہے ایک 'ہیئر گارڈ آئل'۔

☆ مولانا محمد اکرم اعوان کا نو دریافت نسخہ ☆

قدرتی اجزاء سے بنا ہوا "ہیئر گارڈ آئل"

o ...... نئے بال اگائے o ...... خشکی دور کرے o ...... بالوں کی ٹوٹ پھوٹ روکے o ...... نیز بال چر اور دانے ختم کرے

اب پھر دستیاب ہے

پے چیک' ڈرافٹ وغیرہ اس نام اور پتے پر بھیج کر آرڈر کریں

اکرم اعوان۔ 87 بی' آرمی فلیٹ' سرفراز رفیقی روڈ' لاہور' کینٹ' فون: 042-6661701

ملنے کا پتہ۔ لاہور
17-اے' اویسیہ سوسائٹی
کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور
فون : 042-5180400

قیمت چھوٹی بوتل
(250 ml)
500 روپے

ملنے کا پتہ۔ پنڈی
دار العرفان 220 گلی نمبر 12
چکلالہ سکیم۔ III پنڈی
فون : 051-5504575

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمت الی النور

تحریر .... حمیرا شیخ

آج سے تقریباً دوسال پہلے کی بات ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں گھر کی چھت پر کھڑی ہوں اور ایک بادل آکر مجھ پر برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ میں بہت حیران ہوتی ہوں کہ یہ بادل اور کہیں نہیں برس رہا اور صرف مجھ پر ہی برس رہا ہے۔ میں اپنے والدین کو بھی بلاتی ہوں کہ آپ بھی اس بادل کے نیچے آجائیں لیکن وہ اس طرف آ ہی نہیں رہے اور وہ بارش صرف مجھ پر ہی برس رہی ہے۔ اس خواب کے تقریباً ایک ماہ کے بعد میرا داخلہ B.Sc Software Engineering کے لئے فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی راولپنڈی میں ہو گیا جہاں میری ملاقات میجر قادری کی بیٹی ماریہ قادری سے ہوئی۔ یہ واقفیت بعد میں گہری دوستی میں بدل گئی۔ اب ماریہ سے وطن عزیز میں اسلام کے نفاذ کے متعلق، حضرت جی کے متعلق اور پھر ذکرِ الٰہی کی برکات کے متعلق معلوم ہوا۔ یہ سب کچھ میرے لئے نیا اور انوکھا تھا۔ دنیا میں ڈوبے ہوئے دِل پر ان سب باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ نمازیں بہت کم پڑھتی تھی بلکہ پڑھتی ہی نہیں تھی۔ پردے کی بھی پابندی نہیں کرتی تھی، گانوں اور Movies کی بہت شوقین تھی اور دین کی باتوں سے دور بھاگتی تھی۔ گویا کہ زندگی میں بے دینی رچی بسی ہوئی تھی۔ دِل اپنے رب کی یاد میں بالکل بیگانہ تھا۔ ماریہ اس بے دینی کو دور کرنے کی بے حد کوشش کرتی رہی اور اچھی اچھی دینی باتیں کرتی مگر سب بے سود۔

اسی طرح ایک سال بیت گیا۔ پھر ایک روز مجھے خیال آیا کہ ماریہ سے ذکر کے بارے میں کافی سنا ہے، ذرا کر کے تو دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ اور کیسا ہوتا ہے؟ لہٰذا ایک دن اس کے گھر جا کر ذکر کی محفل میں شریک ہوئی۔ اس کے اثر نے دِل پر ایک رقّت سی طاری کر دی۔ اپنی غفلت، اپنی بے دینی، اپنی بھول اور اپنی گمراہی کا اس قدر شدت سے احساس ہوا کہ اکثر و بیشتر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور وہ دِن اور آج کا دِن کبھی یادِ الٰہی چھوٹی نہیں اور دنیا سے دِل اُچاٹ سا ہو گیا گویا دنیا کی لذتیں انتہائی بے معنی اور بے کار لگنے لگیں۔ اُس ایک ''اللہ ہو'' نے ایسی زندگی بدلی کہ جس دِل کو کبھی نماز پڑھنے کا خیال نہیں آتا تھا اُسی دِل کو نماز چھوڑنے کے خیال سے رونا آنے لگا اور میں نماز کی پابند ہو گئی۔ پھر ماریہ کے ساتھ کئی دفعہ ذکر کیا تو اس نے ساتوں لطائف کرا دیئے۔ اس اللہ ہو کے ورد نے میری آنکھیں کھول دیں۔ یوں لگا کہ تاریکی میں بھٹکتی ہوئی روح کو کسی نے شمع دکھا کر سیدھا راستہ دکھا دیا ہو۔ پھر تسکینِ قلب کے لئے یہ پانچ نمازیں بھی نہایت کم لگنے لگیں جس کا اثر یہ ہوا کہ میں تہجد کی بھی پابند ہو گئی۔ گویا دِل یہ چاہنے لگا کہ ہر دم، ہر گھڑی، ہر سانس اللہ کی یاد ہی میں بیتے۔ پردے کی بھی سختی سے پابندی کرنے لگے۔ المرشد اور دیگر دینی کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ کرنے لگی اور آجکل حضرت جی کی تفسیر پڑھ کر دین کو سمجھ رہی ہوں۔ گویا کہ زندگی کی کایا اور دل کی حالت ایسی بدلی کہ میں خود بھی حیران ہو گئی، رحمتِ باری ایسی کہ پندرہ بیس منٹ کے ذکر نے دِل کی کایا پلٹ دی، زندگی ہی بدل گئی اور یہ تبدیلی میری اپنی ذات تک محدود نہ رہی بلکہ دِل کرتا تھا کہ ہر وقت اپنے رب کی باتیں کرتی رہوں جس کی وجہ سے اپنے گھر والوں کو اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی اللہ کے دین سے روشناس کرانے کی طلب اجاگر ہو گئی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا!!

اور اب دِل کی حالت ایسی نازک ہو گئی ہے کہ کسی طالبِ دنیا شخص کو دیکھ کر رونا آجاتا ہے کہ یہ کیوں اپنے رب سے دور ہے وہ رب جو ہم سے اتنی محبت کرتا ہے، جو ہم سے اتنا پیار کرتا ہے کہ اتنے گناہوں کے بعد بھی توبہ قبول کر لیتا ہے اور کتنی رحمتوں سے نواز کر اپنا بنا لیتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ ایک بڑی نعمت جو کہ میں سمجھتی ہوں مجھے ذکرِ الٰہی سے حاصل ہوئی وہ ہے نماز میں خشوع و خضوع۔ جیسے کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے :۔

"عبادت یوں کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ درجہ حاصل نہیں ہے تو اتنا اعتقاد تو لازم ہے کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

سو وہ درجہ مجھے ذکرِ الٰہی سے حاصل ہوا ہے کہ نماز میں توجہ دنیا کی طرف جاتی ہی نہیں۔ یوں احساس ہوتا ہے کہ میں اللہ کے دربار میں کھڑی اس سے باتیں کر رہی ہوں وہ میرا سب سے اچھا دوست ہے اور میں اسے دیکھ رہی ہوں۔ وہ میرے سامنے ہے۔ اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے؟ جو صرف اور صرف مجھے ذکرِ الٰہی اور سلسلہ عالیہ کی نسبت اور حضرت جی کے توسل سے نصیب ہوئی ہے۔ اس سے پہلے میں نے کبھی اس کا تصور بھی نہ کیا تھا اس کو حاصل کرنا تو دور کی بات ہے۔ اب تقریباً چھ ماہ سے مجھے ذکرِ الٰہی پر دوام حاصل ہے اور اس کی لگن اور طلب دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ جو دِل کبھی دنیا کی طلب سے لبریز تھا اب وہ صرف اپنے رب کی طلب سے سرشار ہے اور دنیا کی حقیقت مجھ پر ایسی عیاں ہوئی ہے کہ دِل اس کی تمناؤں سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا نصیب ہو گیا جو ایسی نعمت ہے جس کا تصور بھی مشکل تھا۔ اچھے برے کی تمیز کرنا آ گیا۔ زندگی کے ہر کام میں اللہ کے احکامات کو مدنظر رکھنے کا شعور نصیب ہو گیا۔ اب احساس ہوتا ہے کہ وہ خواب کتنا سچ ثابت ہوا۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں!!

زندگی میں اتنی بڑی تبدیلی کا تصور کبھی بھی ذکرِ الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھا۔ یہ سب اُس مالک کا کرم ہے جسے چاہے اپنا بنا لے۔ شاید میرے والدین کی کوئی دعا قبول ہوئی یا کیا سبب ہے اس عنایت کا رب ہی جانے؟ اللہ کے نام میں کتنی برکت ہے اس کا احساس اب ہوا۔ مانتی تو تھی پر جانا اب ہے کہ میرا رب کتنا عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قلب سلیم عطا فرمائے اور اس دھرتی پر رب کے دین اور رب کے نظام کا بول بالا ہو جائے اور اللہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆

داڑھی کی اہمیت
حضور ﷺ کی نظر میں

ہر کام کی ایک شرعی حیثیت ہوتی ہے اور جو کام جس حیثیت کا ہو اسی قوت سے اسے نافذ کیا جانا چاہئے۔ دوسری حیثیت اس کام کا فلسفہ کہہ لیں یا اس کی باطنی کیفیات ہوتی ہیں۔ جو اس کام کرنے یا نہ کرنے پہ انحصار رکھتی ہیں۔ بعض امور اپنے ظاہری حکم کے اعتبار سے اس قدر ضروری نظر نہیں آتے جس قدر ان کی ضرورت ان کی باطنی کیفیات یا اثرات کو دیکھ کر محسوس ہوتی ہے۔ ان ہی میں سے ایک امر داڑھی کا رکھنا ہے۔ یہ امر مسنون ہے۔ یعنی داڑھی کو سنت خیر الانام ﷺ کا درجہ حاصل ہے اور یہ بہت بڑا مقام ہے۔ (ارشاد السالکین)

ضرورت رشتہ

بیٹا : ملٹری آڈٹ میں ملازم

عمر : 28 سال

کیلئے بی۔اے یا ایف۔اے مغل خاندان سے رشتہ درکار ہے۔

ترجیحاً گوجرانوالہ' سیالکوٹ

برائے رابطہ :۔ 04367-20035

محمد حنیف مغل ' ستراہ ' ضلع سیالکوٹ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر خفی کے متعلق فتویٰ (از) مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور' بھارت

مرسلہ : قادری صاحب' راولپنڈی

حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ العالی

مظاہر العلوم سہارنپور' بھارت

اسلام علیکم

امید واثق ہے کہ آپکے مزاج گرامی باخیرت ہونگے۔ایک دو مسائل پیش کر کے ان کا حل اور رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔امید ہے کہ رہنمائی فرمائیں گے۔علمائے دیوبند اور مشائخ دیوبند مختلف طریقوں سے ذکر و اذکار اور اصلاح کا کام کرتے آئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے آمین۔انہیں بزرگوں میں سے ایک بزرگ جو کہ سانس کے ذریعہ ذکر کراتے ہیں۔یعنی جب سانس اندر لیا جائے تو اللہ اور جب باہر کی طرف لیا جائے تو ''ھو'' کا خیال دل میں کرتے ہوئے ''ھو'' کی ضرب دل پر لگائی جائے تا کہ دل کی صفائی ہو سکے۔اس ذکر میں گردن کو بھی حرکت دیتے ہیں۔کچھ دیر کے بعد سانس اور گردن کی حرکت کو بند کر دیتے ہیں۔اب طبعی طور پر جو سانس آئے اس میں اللہ ھو کا خیال کرتے ہیں۔کیا اس ذکر کو ذکر خفی کہتے ہیں۔آپ سے عرض یہ کرنا تھی کہ کیا یہ طریقہ شریعت کی رو سے درست ہے۔التماس ہے کہ جلد از جلد جواب دیکر ہماری رہنمائی فرمائیں۔اللہ آپ سے راضی اور خوش ہو۔ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں۔

والسلام

آپکی دعاؤں کا طالب قاری محمد اشرف پاکستان

الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً

مذکورہ فی السوال طریقہء ذکر مشائخ صوفیاء کی اصطلاح میں پاس انفاس کہلاتا ہے یہ ذکر کی ایک خاص قسم ہے جو مشائخ حقہ کے معمولات میں سے ہے اور انکے یہاں معمول یہ ہے اسلئے اولاً تو اسکے معتبر اور ثابت ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ثانیاً۔ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

حدیث سے بھی اسکا استنباط ہوسکتا ہے۔ اہل جنت کے بارے میں آتا ہے۔ یلھمون التسبیح والتحمید کی تلھمون النفس سدرہ مسلم مشکوۃ نمبر 49 یعنی اہل جنت جنت میں اس طرح اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید بے تکلف طریقہ سے کرتے ہونگے جس طرح اہل دنیا دنیا میں بسہولت سانس لیتے ہیں۔ ملا علی قاری عرفات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں و الحاصل انہ لا نخرج منہم نفس الا مقرونا بذکرہ و شکرہ سبحانہ ولذاقال العارفون ولمن خاف مقام ربہ جنتان جنۃ عاجلۃ فی الدنیا و جنۃ آجلۃ فی العقبیٰ فالاولیٰ وسیلۃ للاخریٰ و لاخریٰ نتیجۃ للاولیٰ وقد اشیر الی ھذا المعنی فی قولہ تعالیٰ ان الابرار لفی نعیم فانہٗ لا نعیم اعلیٰ من دوام ذکر الکریم وان الفجار لفی جحیم فان الحجاب اللہ انواع العذاب الخ مرقات صفحہ ج 289/5 حاصل یہ ہے کہ اہل جنت کا کوئی سانس ذکر سے خالی نہ جائیگا نیز عارفین کے نزدیک مقربین وسابقین کیلئے ذکر اللہ پر مداومت کرنا یہ دنیوی جنت ہے اسلئے کہ اللہ کے ذکر پر مداومت کرنے سے بہتر اور بڑھکر کوئی نعمت نہیں اور یہی دنیوی جنت اخروی جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ثالثاً۔ تمام اشغال سے مقصود تحصیل نسبت اور توجہ الی اللہ ہے اور یہ مامور من اللہ تعالیٰ ہے آیات قرآنی اور احادیث سے اسکا مامور بہ ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا اس مقصد کی تحصیل کیلئے جو طریقہ مستخص کیا جائیگا وہ بھی مامور بہ ہوگا۔ اور ہر زمانہ میں بعض موکد ہو جائیگا اور بعض غیر موکد۔ لہٰذا ایک زمانہ میں صوم وصلوٰۃ وقرآن واذکار مذکورہ احادیث اس مامور بہ کی تحصیل کیلئے کافی تھے۔ موجودہ زمانہ کے اشغال اپنی قیودات کے ساتھ بھی اگر جائز تھے مگر انکی حاجت نہ تھی۔ چند طبقات کے بعد نسبت کا رنگ بدلا اور طبائع سب بعد زمان نبی ﷺ کے دوسرے ڈھنگ پر آ گئیں تو اوراد مذکورہ بالا سے اگرچہ تحصیل مقصود ہوسکتی تھی مگر بدقت۔ لہٰذا طبیبان باطن نے اس میں کچھ قیود بڑھائیں اور اذکار میں کچھ کمی و زیادتی کی گویا حصول مقصود ان قیود پر موقوف ہو گیا تھا لہٰذا یہ ایجاد بدعت نہ ہوا بلکہ اگر ضروری کہا جائے تو بجا ہے۔ جب کہ طبیب موسم سرما میں ایک علاج کرتا ہے جبکہ وہی علاج موسم گرما میں مفید نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات مضر ہو جاتا ہے۔ نیز باعتبار اختلاف زمانہ کے بھی تدابیر علاج بدلتی رہتی ہیں۔ اسی طرح اعلاء کلمۃ اللہ جس کو جہاد کہتے ہیں وہ مامور بہ ہے زمانہ سابقہ میں تیر۔ نیزہ۔ تلوار بلکہ پتھر سے یہ مقصود پورا ہو جاتا تھا۔ اور اس زمانہ میں ان آلات کا استعمال مضر ہے بلکہ اب بندوق۔ توپ اور دیگر ایٹمی اسلحہ کا ایجاد کرنا ضروری ہو گیا کیونکہ اعلاء کلمۃ اللہ کی تحصیل بغیر اس کے محال ہے اب ان ایجادات کو نہ بدعت کہہ سکتے ہیں نہ تشبہ بالکفار کہکر حرام کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کو واجب۔ فرض اور مامور بہ کہنا ہوگا کیونکہ تحصیل مقصود اس پر موقوف ہوگئی ہیں یہ بھی مامور بہ ہوگئے۔ بس یہی حال ہے اشغال مشائخ کا۔ ماخذ از تذکرۃ الرشید صفحہ ج 30/ تا صفحہ 122/ا

فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد مقصود نبھوی

www.naqshbandiaowaisiah.com

سُورت فاتحہ کے حروف کا حیرت انگیز توازنِ اعداد (اقتباس از کلام خالق کائنات)

اس سُورۃ کے الفاظ وحروف کے عدیم المثال حسنِ توازن اور بیکراں اعجازی ربط کی چند جھلکیاں

سورت فاتحہ کی آیت اول کے حروف و اعداد کا نسبتاً تفصیلی تذکرہ گزشتہ باب میں آ چکا ہے' اور زیرِ نظر باب میں تمام سورت فاتحہ کے حروف اور انکے اعداد و شمار پر مختلف تخصیصی و تجزیاتی زاویوں سے محض بالاختصار نگاہ ڈالنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے' کیونکہ تمام سورت فاتحہ کے اعداد کے مفصل اعجازی تذکرہ کے لئے جس قدر کتابی ضخامت درکار ہوگی اس کا کچھ اندازہ اس سورت کی پہلی آیت کے گزشتہ بیان کی تفصیل وتطویل سے لگایا جا سکتا ہے۔

سورت فاتحہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝

یہاں اعدادِ قرآن کے ان چند اہم نکات کا اعادہ ضروری معلوم ہوتا ہے' کہ :

قرآن حکیم کی سورتوں' آیتوں یا ان کے حصوں کے' کسی بھی ظاہری یا معنوی نسبت وانفرادیت کی بنا پر باہم مطابقت و مماثلت رکھنے والے جملوں' کلمات' الفاظ اور ان کے حروف کا ان کے متوازی و متقابل نوعیت کے باقی جملوں' کلمات' الفاظ اور ان کے حروف کی گنتی کے ساتھ موازنہ کرنے سے' ہر نوع کے حروف اور ان حروف کی دقیق جزئیات تک کی گنتی میں' اکثر و بیشتر متوازن وتوافق کا کوئی نہ کوئی منفرد و معجز پہلو کارفرما نظر آتا ہے' جو لا محدود' ہمہ جہت اور فقید المثال ہوتا ہے۔

آئیے۔ سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ سورت فاتحہ میں جو 22 قسم کے حروف تہجی استعمال ہوئے ہیں' ان کی ترتیب وتعداد میں' کسی انسانی کاوش کے حروف سے ممتاز و ممیز کرنے والا' کس قسم کا عددی حسنِ توازن ہے' اور کس نوعیت کی اعجازی فوقیت وانفرادیت ہے جس کی موجودگی اور اہتمام کا کسی بشری تحریر و تخلیق میں تصور بھی محال ہے۔

سورۃ فاتحہ کے :۔

کلیدی حروف تہجی = 22 = ا ل ح م د ہ ر ب ا ع ی ن ک و س ت ص ط ق ذ غ ض

اور کل حروف = 122 = 5 18 3 12 4 4 6 3 16 6 13 10 3 4 2 3 2 2 1 1 2 2

اس سلسلہ میں سورت فاتحہ میں استعمال ہونے والے 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی میں سے' ہر حرفِ تہجی' اس سورت میں کل میزان کو ظاہر کرنے والے ہندسوں کے پہلے سے طے شدہ اور متعین انداز پر غور کیجئے۔ اس طرح کی پیش بینی دور اندیشی اور فراست وبصیرت' کسی بندہ بشر کے لئے اپنی کسی کاوش میں ملحوظ رکھنا ممکن نہیں' اس سلسلہ میں خواہ کیسے ہی موثر حسابی آلات اور کمپیوٹری تعاون آزما لیا جائے' قرآنی الفاظ وحروف اور سورت وآیات کی تقلید تخلیق ناممکن ہے۔

جیسا کہ اوپر کی تفصیل میں وضاحت ہے کہ:

سورت فاتحہ کے کل 122 حروف ہیں' جب کہ یہ 122 حروف کل 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی پر مبنی ہیں' اور ان 22 قسم کے حروف تہجی کی' سورت فاتحہ میں جو تعداد ہے' وہ تعداد' 11 (یعنی 22 سے نصف) اعداد پر مشتمل ہے۔

11=1-2-10-13-16-6-4-12-3-18-5

اور ان میں سے 5 اعداد کے مزید مکررات کی تعداد بھی = 11 'یعنی مساوی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

3 کے مزید 3 مکررات۔4 کے مزید 2 مکررات۔6 کا مزید 1 مکرر۔2 کے 4 مکررات۔1 کا 1 مکرر' اس طرح تعداد مکررات =11 اور ان 11 قسم کے اعداد میں سے باقی 6 اعداد واحد یعنی سورت فاتحہ کے کلیدی حروف تہجی میں سے صرف ایک ایک حرف کی میزان کے طور پر آنے والے ہیں:۔

6=10-13-16-12-18-5 اعداد

اور 6 حروف تہجی سے متعلقہ ان 6 اعداد کی' (جن کے متعلقہ حروف تہجی بھی 6 ہی ہیں) کی سورت فاتحہ میں کل میزان =74 ہے' جس میں شامل دونوں ہندسوں' 4 اور 7 کی میزان بھی =11 ہے۔

جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے کہ:۔

سورت فاتحہ کے 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی کی' سورت فاتحہ میں میزانوں کو ظاہر کرنے والے ہندسوں کو اکائیاں شمار کر کے ان کو جمع کیا جائے تو ان کی میزان 77 بنتی ہے۔جو کہ 22 کی طرح 11 ہی کا حاصل ضرب ہے۔

مثلاً=74=2'2'1'2'2'3'2'4'3'10'13'6'16'3'6'4'4'12'3'18'5

(یہ میزان ہر عدد کی دہائی کو بھی ایک منفرد اکائی شمار کر کے بناتی ہے۔)

نیز سورت فاتحہ کے 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی کی' سورت فاتحہ میں میزانوں کو ظاہر کرنے والے 22 اعداد' جو کہ کلیدی طور پر دراصل ان کا نصف یعنی 11 ہیں (11=1'2'10'13'16'6'4'12'3'18'5)

اور ان کی میزان = 90 ہے' نیز سورت فاتحہ میں مستعمل 22 قسم کے حروف تہجی کی' اس سورۃ میں میزانوں کو ظاہر کرنے والے مذکورہ 11 (یعنی ان کے نصف) اعداد میں شامل ہندسوں کو جمع کیا جائے تو ان کی مجموعی میزان = 45 بنتی ہے' جو کہ ان کی مذکورہ براہ راست میزان =90 کا نصف ہے۔

اس بیان کو درج ذیل توضیحات سے مزید سمجھا جا سکتا ہے۔

i۔سورت فاتحہ کے 22 قسم کے حروف تہجی کی اس سورۃ میں میزانوں کے مظہر مذکورہ 11 قسم کے اعداد وشمار (5+18+3+12+4+6+16+13+10+2+1=90)' کی براہ راست میزان =90...... ii۔اور سورت فاتحہ کے 22 حروف تہجی کی' اس سورت میں میزانوں کے مظہر مذکورہ 11 قسم کے اعداد وشمار میں شامل ہندسوں کی بطور اکائیاں میزان) =45(5+8+1+3+2+1+4+6+6+1+3+1+0+1+2+1=45) اس طرح ان متوازن اعداد 90 اور 45 میں باہم 1:2 کا عددی ربط ہے' یعنی بڑا عدد 90 چھوٹے عدد 45 کا دوچند ہے۔

سورت فاتحہ میں مستعمل تمام 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی کی' اس سورت میں میزانوں کو ظاہر کرنے والے مذکورہ 11 قسم کے اعداد وشمار:

1'2'10'13'16'6'4'12'3'18'5 کی صرف اکائیوں کی میزان=40 (5+8+3 +2+4+6+6+3+2+1=40) اور ان کی صرف دہائیوں کی میزان=5(1+1+1+1+1 =5) میں 1:8 کا عددی ربط ہے۔

جیسا کہ اوپر وضاحت ہے کہ' سورت فاتحہ کے 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی کی' اس سورت میں گنتی' جن 11 ہندسوں پر مشتمل ہے' ان میں سے قرین تناسب تعداد۔یعنی 5 ہندسے' بالمکررات' (ایک سے زیادہ) حروف تہجی کی گنتی کے طور پر آتے ہیں' جن کی میزن =16(3+4+6+2+1=16) اور ان کے مکررات کی میزان =32(3x3=9 جمع 2x4=8 جمع 1x6=6 جمع 2x4=8 جمع 1x1=32) اس طرح 16 اور 32 میں 2:1 کی نسبت ہے ان کے مکررات سمیت میزان 48 ہے

اور اب سورت فاتحہ کے اعداد کے بعض ضمنی پہلوؤں سے مزید وضاحت

سورت فاتحہ کے 22 کلیدی حروف تہجی کی' اس سورت میں گنتی کے مظہر مذکورہ 11 قسم کے جو (22) اعداد ہیں

ان کے 11 ہی مکررات دراصل 5 قسم کے ہوتے ہیں یعنی 3-4-6-2-1

اور ان 5 قسم کے 11 مکررات کی میزان =32

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس طرح ایک جز پانچ اور دوسرے اس کے متوازی جزء =32 میں شامل دونوں ہندسوں کی میزان بھی =5 مساوی ہے۔

اور سورت فاتحہ کے 22 حروف تہجی کی گنتی کے مظہر مذکورہ 11 قسم کے اعداد وشمار میں:

i۔ واحد یعنی بغیر مکررات) اعداد=6(10-13-16-12-18-5)

ii۔ اور بالمکررات اعداد=5(1-2-6-4-3)

1 2 6 4 3

1 4 1 2 3

میں 1 کا فرق ہے

نیز مذکورہ 5 مکراتی اعداد کی میزان =16(1+2+6+4+3)۔۔۔اور ان کے مزید 11 مکررات کی میزان =32 (مفصلہ بالا) میں 2:1 کا عددی توازن ہے۔ (یعنی مذکورہ پانچوں قسم اعداد اور ان کے مکررات کے حاصلِ ضرب کی میزان =32 بنتی ہے۔ (32=1+8+6+8+9)

نیز سورت فاتحہ کے 22 قسم کے کلیدی حروف تہجی کی گنتی کے مظہر 11 قسم کے اعداد وشمار میں (1-2-10-13-16-6-4-12-3-18-5)

اکائیاں =10، اور ان کی میزان =40=5+8+3+2+4+6+6+3+2+1 میں 1=4 کا تناسب اور دہائیاں =5، اور ان کی میزان =5=1+1+1+1+1 برابر ہے۔

نیز مذکورہ 11 قسم کے کلیدی اعداد وشمار میں:

جفت اعداد =7، اور ان کی میزان =68=18+12+4+6+16+10+2، اور طاق اعداد =4، اور ان کی میزان =22=5+3+13+1

اس طرح جفت اعداد =7، اور ان کی میزان =68 میں شامل اعداد کی میزان =14 میں 2:1 کا عددی تناسب ہے (6+8)

اور طاق اعداد =4 اور ان کی میزان =22 میں شامل اعداد کی میزان بھی =4 مساوی ہے (2+2)

اس سورت کے 22 قسم کے حروف تہجی کی، اس سورت میں میزانوں کو ظاہر کرنے والے مفصلہ بالا 11 قسم کے اعداد (ہندسوں) اور ان کے متضمنات و جزئیات کی متذکرہ صدر نوعیت اور متوازن کیفیت اس بات کے ابتداء میں سورت فاتحہ کے 22 کلیدی حروف تہجی، اور ان حروف تہجی کی اس سورت میں میزانوں کی تفصیل سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے:

قرآنی سورتوں اور آیتوں کے کسی بھی نسبت اور حیثیت سے باہم مطابقت رکھنے والے حروف، اور باقی حروف، اعداد وشمار کا موازنہ ہر سطح پر اپنے بیکراں حسن تناسب کی گواہی دیتا ہے اور اس ''کسی بھی'' کی لامحدود وسعت میں ان سورتوں اور آیتوں کی حرکاتِ اول اور اعرابِ اول کی نسبت بھی شامل ہیں چنانچہ ہم اس سلسلہ میں سورت فاتحہ کی حرکتِ اول زَبر (یعنی فتحہ) کی مناسبت سے، اس سورت کے حروف کے شماریات کا جائزہ لے کر دیکھتے ہیں:

سورت فاتحہ میں کسی نہ کسی طور مفتوح آنے والے (یعنی خواہ خالصتاً مفتوح، اور خواہ غیر مفتوح کے ساتھ ساتھ مفتوح بھی آنے والے) حروف تہجی کی تعداد اقسام =14 ا ل ح م ر ع ی ن ک و ت ط غ ض

i جن میں سے، شروع ہی سے مفتوح (یعنی زبر کے ساتھ) آنے والے حروف تہجی کی تعداد اقسام =7 ا ح ر ن ت ط غ

ii اور بعد میں (یعنی دیگر اعراب وحرکات کے ساتھ آنے کے بعد) مفتوح آنے والے حروف تہجی کی تعداد اقسام بھی =7 ل م ع ی ک و ض، برابر ہے۔

i نیز اول الذکر شروع ہی سے مفتوح آنے والے 7 قسم کے حروف تہجی میں سے، 3 منقوط حروف تہجی کی تمام سورت فاتحہ میں میزان =15 ن ت غ بالترتیب 10+3+2=15۔۔ ii اور موخر الذکر بعد میں مفتوح آنے والے 7 قسم کے حروف تہجی میں سے، 2 منقوط حروف تہجی کی، تمام سورت میں میزان بھی =15 ی ض بالترتیب 13+2 برابر ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

نیز جزء i کے باقی غیر منقوط حروف تہجی=4' اور جز ii کے باقی غیر منقوط حروف=5 میں 1 کا فرق ہے اور جز i کے حروف حلق=2 '(ا ح)' اور جز ii کا حروف حلقی=1 (ع) میں 1:2 کا تناسب ہے۔

مزید براں =i سورت فاتحہ میں شروع ہی سے مفتوح آنے والے 7 حروف تہجی کی' تمام سورت میں بطور مفتوح میزان=20 (ا ح ر ن ت ط غ بالترتیب 2+1+5+6+3+2+1)۔۔۔اور بعد میں مفتوح آنے والے مذکورہ 7 قسم کے حروف تہجی کی' تمام سورت میں بطور مفتوح میزان=40 (ل م ح ی ک و ض بالترتیب 13+10+3+10+1+2+1) میں 2:1 کا تناسب ہے۔

نیز جز i میں واحد مفتوح (یعنی اس سورت میں بطور مفتوح یک بارگی آنے والے) حروف تہجی کی تعداد اقسام=2 (ح غ) بالترتیب 1+1)۔۔اور جز ii میں بھی واحد مفتوح (یعنی اس سورت میں بطور مفتوح یک بارگی آنے والے) حروف تہجی کی تعداد اقسام بھی=2 ک ض بالترتیب 1+1) برابر ہے۔

اور جز i میں مکررات کے ساتھ آنے والے مفتوح حروف تہجی=5 اور جز ii میں بھی بالمکررات آنے والے حروف تہجی بھی=5 برابر ہیں۔

اور جز i کے مذکورہ 5 مکرراتی حروف تہجی کی اس سورت میں بطور مفتوح میزان=18 اور ii کے مذکورہ پانچ مکرراتی حروف تہجی کی بطور مفتوح میزان=38 میں 20 کا فرق ہے۔(اعدادِ قرآن کا ایک اعجازی انداز)

جیسا کہ پہلے بھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ:۔

سورت فاتحہ کے' شروع ہی سے مفتوح (یعنی اس سورت کی حرکتِ اول زبر سے شروع ہونے والے) مذکورہ 7 کلیدی حروف تہجی کی' اس سورت میں بطور مفتوح میزان=20 ہے (ا ح ر ن ت ط غ بالترتیب 2+1+5+6+3+2+1)

i جس میں سے' اس سورت میں 2 خالصتاً مفتوح ہی آنے والے حروف تہجی کی میزان=5 (ت ط بالترتیب 3 2)۔۔ii۔ اور مشترک حیثیت سے یعنی مفتوح کے ساتھ غیر مفتوح بھی آنے والے 5 حروف تہجی کی بطور مفتوح میزان=15 (ا ح ر ن غ بالترتیب 2+1+5+6+1) میں 1:3 کی عددی مناسبت ہے۔

اور سورت فاتحہ میں مشترک حیثیت سے یعنی مفتوح بھی اور غیر مفتوح بھی آنے والے مذکورہ 5 حروف تہجی کی' اس سورت میں بطور غیر مفتوح میزان=11 (ا ح ر ن غ بالترتیب 3+2+1+4+1)۔۔ii اور سورت فاتحہ میں خالصتاً غیر مفتوح ہی آنے والے باقی 8 حروف کی میزان 33 (د ہ ب ا س ص ق ذ بالترتیب 4+4+3+16+2+2+1+1) میں 3:1 کا تناسب ہے۔

سورت فاتحہ میں خالصتاً مفتوح ہی آنے والے 2 حروف تہجی کی' اس سورت میں میزان=5 (ت ط بالترتیب 3+2) کے علاوہ:۔

i اس سورت کے باقی ایسے 12 حروف تہجی میں جو مفتوح اور غیر مفتوح' یعنی ہر دو حیثیت سے' آتے ہیں جن کی' صرف بطور مفتوح میزان=33 (ا ل ح ر ع ی ن ک و غ ض بالترتیب 2 5 1 2 5 3 3 6 2 2 1 1)

ii اور اس سورت کے خالصتاً غیر مفتوح ہی آنے والے باقی 8 حروف تہجی کی اس سورت میں کل میزان بھی=33 (د ہ ب ا س ص ق ذ بالترتیب 4 4 3 16 2 2 1 1) برابر ہیں۔

ان میں سے (جز i کے 12 قسم کے حروف تہجی میں' صرف 5 قسم کے اعداد استعمال ہوئے ہیں یعنی 2`5`1`3`6=5

اور جز ii کے 8 قسم کے حروف تہجی میں بھی' صرف 5 ہی قسم کے اعداد استعمال ہوتے ہیں' یعنی 4`3`16`2`1=5

جو کہ برابر ہیں۔ نیز ان اعداد کی میزانیں' بالترتیب i کی=96 اور جز ii کی=26 میں 10 کا فرق ہے۔

نیز جز i کے 12 قسم کے کلیدی حروف تہجی میں حروف حلقی=4 (ا ح ع غ) اور باقی حروف غیر حلقی=8 میں 2:1 کا تناسب' اور جز ii کے 8 قسم کے کلیدی حروف تہجی میں حرف حلقی=1 (ہ) اور باقی حروف غیر حلقی=7 میں 7:1 کا تناسب ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

مراسلات

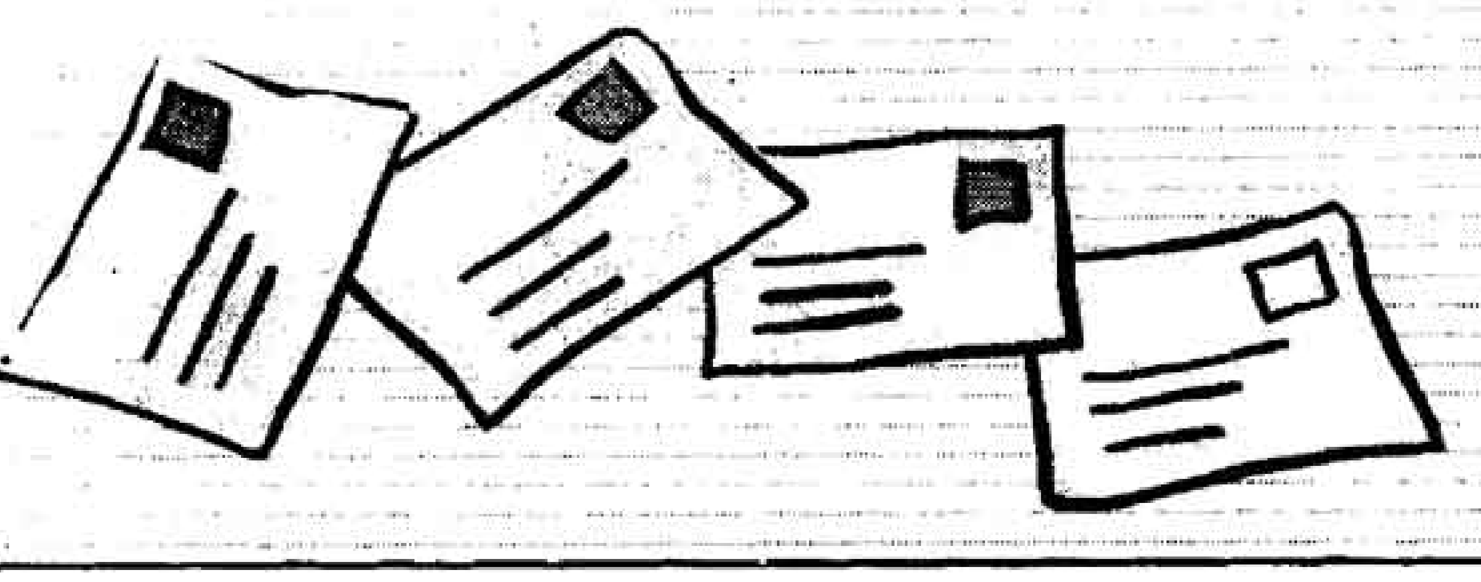

...... جناب قادری صاحب نے راولپنڈی سے مفصل تجاویز ارسال فرمائی ہیں۔ انہوں نے بھارت کے مدرسہ مظاہر العلوم' سہارنپور کے مفتی صاحب کے فتویٰ کی ایک کاپی بھی بجھوائی ہے جو کہ ذکر خفی سے متعلق ہے۔

O ہم جناب قادری صاحب کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے تفصیل سے اپنی تجاویز اور مشوروں سے ہمیں نوازا۔ ہم ان پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔ ذکر خفی سے متعلق فتویٰ شامل اشاعت ہے۔

...... انجینئر عبدالرزاق اویسی نے ہمیں اپنے خط میں مفید مشورے بھیجے ہیں اور خود دفتر تشریف لاکر بھی ہمیں ہماری کوتاہیوں سے آگاہ کیا ہے۔ ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں وقت دیا اور مشوروں سے نوازا۔ حکیم محمد صادق کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر انہوں نے ہمیں درج ذیل نظم بھی ارسال کی ہے۔

اے ولی اللہ کے اے صادق حکیم
حاملِ صدق و صفاء قلبِ سلیم
زوجہ محترمہ تھی جو کہ آپ کی
مونس و غم خوار تھی دن رات کی
وہ ہے چل دی سب سے ناطہ توڑ کے
سب کو اللہ کے سہارے چھوڑ کے
چھوڑ کے چل دی ہے وہ اگلے جہاں
کہ بلایا ہے اسے رب جہاں
آپ کے اشغال و معمولات میں
تھا تعاون اس کا ہر اک بات میں
گلشن صادق کو وہ آدھی صدی
تھی رہی خونِ جگر سے سینچتی
یوں ہوئی ضعفِ جگر کی ابتدا
ہو گئی تھی جس کی اب اک انتہا
چمنِ صادق میں دیئے چھ گل کھلا
کہ دیا تھا ان سے گلشن کو سجا
ایک ننھی سی کلی بھی پیش کی
جو کہ کھلنے سے قبل مرجھا گئی
گر بچھڑ جائے رفیقۂ حیات
جھیلنا اس کا ہے دل گردے کی بات
آپ تو کہہ لیں گے اس سے حالِ دل
جو ہے برزخ میں دفن ' ہے زیرِ گل
گو نہیں ہے یہ رفاقت کا بدل
پر ذرا سا دل تو جاتا ہے بہل
پہ اویسی جن میں یہ ملکہ نہیں
ایک پل ان کو قرار آتا نہیں
ملتجی ہوں اے خداوندِ جلیل
بخش ان کے اہل کو صبرِ جمیل
اور مرحومہ کو کر جنت عطا
دے اسے صادق کی خدمت کا صلہ

...... جناب اللہ بخش زاہد نے ملتان سے ''من الظلمت الی النور'' کے عنوان سے اپنی تحریر بھیجی ہے۔

O باری آنے پر شامل اشاعت کیا جائیگا۔

...... محمد ابراہیم نے G 8/4 اسلام آباد سے لکھا ہے کہ انہیں المرشد کا شمارہ نہیں ملا۔

O چونکہ ترسیل کا کام المرشد لاہور کے ذمے ہے اس لئے ہم نے انہیں لکھ دیا تھا امید ہے اب تک آپ کو ماہنامہ مل چکا ہوگا۔

...... محمد سہیل صدیقی صاحب نے خانیوال سے دو نظمیں ارسال کی ہیں۔ ایک ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

ہم نے تو یہ جانا ہے
محبت کو اب پہچانا ہے
کہاں ہیں دیوانے سارے
عاشق اور پروانے سارے

درخواست برائے دعائے مغفرت

...... حکیم محمد صادق (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

...... عامر شہزاد (گوجرانوالہ) کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔

...... اٹک جماعت کے پرانے بزرگ ساتھی حافظ حبیب الرحمن (حافظ خان بہادر) کا جواں سال صاحبزادہ قضائے الٰہی سے وفات پا گیا ہے۔

...... عبداللہ ملک ولد عارف علی (مریدکے) کے تایا جان بابا جی شریف قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

...... سلسلہ عالیہ کے ساتھی پروفیسر محمد سلیم اور سعید احمد کے بھائی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

...... ساتھیوں سے ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔